انتخاب از غزلیات

حضرت امیر خسروؒ

انتخاب، ترجمہ و تشریح

از

سیّد اصغر علی شاہ جعفری

ایم اے، ایم او ایل، ایل ایل بی

مکتبہ دانیال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

انتخاب از غزلیات

حضرت امیر خسروؒ

انتخاب، ترجمہ وتشریح

از

سیّد اصغر علی شاہ جعفری

ایم اے ایم او ایل، ایل ایل بی

ناشر

مکتبہ دانیال

شاپ 3، جلال الدین ہسپتال بلڈنگ سرکلر روڈ چوک اُردو بازار لاہور

ہیلو: 0333-4276640, 042-7660736

فہرست مندرجات

❁

انتساب

اپنی قبلہ و کعبہ جناب والدہ محترمہ مرحومہ و مغفورہ فردوس نشین
کے نام!

جن کی مقدس محبت و مودّت' بے پایاں اور بے لوث التفات' جذبہ خیروبرکت' بے انتہا لطف و کرم اور جن کی لامتناہی دعاؤں کی بدولت مجھے قوت نشوونما اور طاقت ارتقاء میسر آئی جن کے بے پناہ فیوض میری علمی و معاشرتی' تہذیبی اور معاشی سربلندیوں کا باعث بنے۔

احقر
سیّد اصغر علی شاہ جعفری

20 ماہ جنوری 2006ء

عرضِ ناشر

دور حاضر میں انفارمیشن ٹیکنالوجی نے اور کمپیوٹر کے استعمال نے پوری دنیا کے رجحانات ہی بدل دیئے ہیں۔ کتابوں کی تخلیق و تحفظ میں اب بڑے بڑے اعلیٰ درجے کے خواندہ لوگ کلاسیکل کتب و رسائل کی طرف راجع نہیں ہوتے بلکہ وہ ان تمام قدیم ذخائر کو پلاسٹک اور سلولائیڈ کی پٹیوں پر ریکارڈ کر کے اپنے کتب خانوں کی زینت کی بجائے انہیں کمپیوٹر ریکارڈ روم کی سجاوٹ کا سامان بناتے ہیں۔ اس لئے ان حضرات کا مطالعے کا رجحان بھی بہت ماند پڑ جاتا ہے۔ اصل میں یہ طرز زندگی سائنسی اور مادی علوم کے لئے مفید تو ہوسکتا ہے لیکن ان کا اخلاقیات' پاکیزہ تصورات' تاریخی واقعات' ادبی تمایلات' حتمی جذبات اور فلسفیانہ وصوفیانہ تصورات و احساسات کے ساتھ قطعی طور پر تعلق نہیں ہے۔ کلاسیکل ادب کی مثال سونے کی کان کی سی ہے جس کو نہ تو کبھی کوئی زنگ لگ سکتا ہے اور نہ ہی اس میں کوئی تغیر و تبدل واقع ہوسکتا ہے۔ چنانچہ ان حالات میں اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ادبی خزائن کی دیکھ بھال اسی طرح کی جائے جس طرح کوئی قوم اپنے علمی و اخلاقی اثاثوں کی کرتی ہے۔ کلاسیکی ادب انسان میں جذبات کو فروغ دے سکتا ہے۔ عوام اور اقوام کو ارتقائی منازل طے کرنے کے لئے مہمیز لگا سکتا ہے جبکہ سائنسی علوم اور مادی ترقی صرف حاضر احوال کی عکاسی کر سکتی ہے۔ اس حقیقت کو محسوس کرتے ہوئے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ کلاسیکی ادب کو محض جدید انفارمیشن ٹیکنالوجی پر قربان نہیں کیا جانا چاہئے بلکہ ان قیمتی اقدار کا پوری طرح تحفظ کرنا چاہئے۔

قبل ازیں ہم نے فارسی ادب کی خدمت کرتے ہوئے خواجہ شمس الدین حافظ' عمر خیام اور دیگر اہم نامور ادباء کے کلام کو فارسی سکرپٹ کے ساتھ اُردو میں ترجمہ و تشریح کے ساتھ شائع کیا ہے۔ اسی طرح امیر خسرو جیسی عظیم اور بے مثال شخصیت کو منتخب کیا ہے۔ امیر خسرو کا کلام تو وسیع ترین نوعیت کا مالک ہے کیونکہ یہ وہ شاعر ہیں جن کے کلام کا کوئی ایک دیوان نہیں بلکہ ان کے دواوین کا باقاعدہ ایک مجموعہ ہے۔ منظوم مثنویاں اور صوفیانہ کلام اپنی مثال آپ رکھتا ہے۔ بہرحال فی الحال ہم نے امیر خسرو کی غزلیات میں سے کچھ غزلیات کا انتخاب کر کے اُن کو ترجمے اور تشریح کے ساتھ شائع کرنے کی کوشش کی ہے۔ اگرچہ یہ انتخاب امیر خسرو کے پورے کلام پر حاوی نہیں کہا جاسکتا لیکن ''مشتے از خروارے'' کی حیثیت ضرور رکھتا ہے۔

ہماری آئندہ بھی کوشش رہے گی کہ ہم اپنے اسلاف کے ادبی خزانوں کو زیادہ سے زیادہ محفوظ کر کے آنے والی نسلوں اور شائقین علوم شرقیہ کے لئے کچھ سنبھال کر رکھ لیں تاکہ ہم اپنے ماضی سے بالکل بے خبر نہ ہو جائیں۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ جو قوم اپنے اسلاف کو بھول جاتی ہے' آنے والی نسلیں ان کو یکسر فراموش کر دیتی ہیں۔

امید ہے کہ ہماری یہ کاوش قاری حضرات کو پسند آئے گی۔

.......ناشر.......

حیات و آثار

حضرت یمین الدین ابوالحسن خسروؒ

651ھ تا 725ھ ...... بمطابق ...... 1253ء تا 1325ء

یمین الدین ابوالحسن خسروؒ

حالات زندگی:

امیر خسرو کی ولادت یکم محرم الحرام 651ھ بمطابق 1253ء میں پٹیالی کے مقام پر ہوئی۔ اُن کے والد کا نام امیر سیف الدین محمود تھا۔ دراصل امیر سیف الدین محمود لاچین قبیلہ کے سردار تھے۔ 1220ء میں چنگیز خان نے سمرقند و بخارا کو تہس نہس کر دیا تھا چنانچہ لاچین قبیلہ اپنے سردار کے ہمراہ ہندوستان منتقل ہوا۔ سلطان التمش نے اس قبیلے کو اپنی پناہ میں لے لیا۔ سردار امیر سیف الدین محمود سلطان التمش کے دربار میں اپنی خداداد صلاحیتوں کے بل بوتے پر شاہ کے اقرباء میں شمار ہونے لگے اور اسی قربت کی بناء پر شاہ نے سیف الدین کو ایک جاگیر بھی عطا کی جس میں پٹیالی جسے بعد میں مومن آباد بھی کہا گیا' عطا کی اور بارہ سو تنکے وظیفہ بھی مقرر کر دیا۔ اسی جگہ امیر سیف الدین کی شادی اُس دور کے ایک اور امیر عماد الملک راوت کی بیٹی ''دولت ناز'' سے ہوئی۔

امیر خسرو کی پیدائش پر اُن کے والد نے ان کا نام ابوالحسن رکھا اور لقب یمین الدولہ قرار پایا۔ امیر خسرو کے دو بڑے بھائی بھی تھے۔ ایک کا نام عزالدین تھا اور دوسرے کا نام حسام الدین تھا۔ اگرچہ یہ دونوں بھائی بھی اپنی علمی قابلیت کی بناء پر بڑے محترم مانے جاتے تھے لیکن جو مقام امیر خسرو کو نصیب ہوا وہ دوسرے بھائیوں کو نہ مل سکا۔ امیر خسرو ابھی آٹھ برس کے ہی تھے کہ ان کے والد سردار سیف الدین 659ھ میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اس وقت سیف الدین کی عمر 85 سال کی تھی۔ والد کی وفات کے بعد آپ کی پرورش آپ کے نانا عماد الملک نے کی اور انہوں نے نہایت احسن انداز میں سرپرستی کی۔

چونکہ آپ کے نانا بذات خود صاحب علم و فضل تھے اور صاحب جاہ و ثروت بھی۔ انہوں نے امیر خسرو کی تعلیم و تربیت بہت احسن انداز میں کی اور ان کی تربیت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ خسرو نے پندرہ سال کی عمر میں تمام مروج و متداول علوم میں مہارت حاصل کر لی تھی۔ فطری طور پر امیر خسرو ایک شاعر پیدا ہوئے تھے۔ بہت چھوٹی عمر میں شعرگوئی کا آغاز کر دیا تھا۔ وہ خود ''غرۃ الکمال'' میں فرماتے ہیں:

''دراں صغرسن کہ دندان می افتاد سخن می گفتم''

ڈاکٹر وحید مرزا لکھنو یونیورسٹی میں پروفیسر تھے اور انہوں نے امیر خسرو کی حیات و اثرات پر ڈاکٹریٹ کی ہے۔ اپنے تحقیقی مقالے میں گویا ہیں کہ خسرو کی عمر ابھی دس سال کی نہ ہو گی کہ ان کے اُستاد قاضی اسد الدین انہیں اپنے ہمراہ قاضی عزالدین کے گھر لے گئے اور ان سے کہا کہ یہ بچہ بھی بہت اچھے شعر کہتا ہے۔ ذرا اس سے بھی ایک دو شعر پڑھوا کر دیکھئے۔ چنانچہ عزالدین نے ایک کتاب امیر خسرو کے ہاتھ میں دی اور کہا کہ اس کو پڑھو۔ خسرو نے اس کتاب کو نہایت مترنم اور سُریلی آواز میں پڑھنا شروع کر دیا جس پر سامعین پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہو گئی۔ تاہم قاضی صاحب کے ایک اور دوست جو اس محفل میں تشریف فرما تھے' کہنے لگے کہ ''گا کر شعر پڑھ لینا کوئی بڑی بات نہیں۔ اس سے کہا جائے کہ چار متفرق چیزوں کے نام جن میں بظاہر کوئی باہمی مناسبت نہ ہو' ایک ہی شعر میں اسی

طرح بیان کرے کہ آپس میں مربوط مضمون کی شکل میں نظر آنے لگیں چنانچہ جن چار چیزوں کے نام لئے گئے وہ یہ تھیں: بیضہ' تیر' خربوزہ اور مُو۔

امیر خسرو نے برجستہ ایک رباعی کہہ دی کہ:

ہر موی کہ در دو زلف آن صنم است
صد بیضۂ عنبرین بر آن موی صنم است
چوں تیر مدان راست دلش را زہرا
چون خربوزہ دندانش میان شکم است

یہ رباعی سن کر سب لوگ انگشت بدندان رہ گئے۔ خود خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اس شخص کا شہرہ بڑے سے بڑے اساتذۂ کلام میں بلندترین ہوگا۔

فارسی زبان کے علاوہ امیر خسرو ہندی زبان میں بھی بہت اچھے شعر کہتے تھے۔ جس طرح مذکورہ بالا غیر مربوط فارسی الفاظ کو امیر خسرو نے شعر کی لڑی میں مربوط کر کے پرو دیا اسی طرح ایک ایسی ہی نشست میں انہیں چار چیزوں کے نام ہندی میں دیئے گئے کہ انہیں مربوط انداز میں شعر میں پرو دیا جائے۔ وہ الفاظ یہ تھے: کتا' چرخہ' ڈھول' کھیر۔

آپ نے فوراً فی البدیہہ یہ شعر کہہ دیا:

کھیر پکائی جتن سے چرخہ دیا جلا
آیا کتا کھا گیا تو بیٹھی ڈھول بجا

جب تک امیر خسرو کے نانا اُن کے سر پر سلامت رہے' اُس وقت تک اُن کے روز و شب بڑے آرام و آسائش سے گزرے۔ اگرچہ چھوٹی عمر میں والد کے سایۂ عاطفت سے محروم ہو گئے تھے لیکن نانا نے انہیں بہت احسن طریقے سے سنبھالا تھا اور ان کی تعلیم و تربیت میں مکمل التفات سے کام لیا تھا۔ چنانچہ امیر خسرو کے دل سے باپ کی فرقت کا صدمہ اگرچہ محو نہیں ہوا تھا لیکن اس کے غم کی شدت میں کمی واقع آ گئی تھی۔ نانا کی شفقت اور احسان نے ان کے دل کو بہت زیادہ تسکین بخشی تھی۔ 671ھ میں جبکہ امیر خسرو کی عمر بیس سال کی تھی' عمادالملک بھی اس جہان فانی سے کوچ کر گئے۔

مختلف درباروں سے وابستگی:

نانا کے انتقال کے بعد امیر خسرو نے اس وقت کے ایک اہم امیر ملک چھجو کی ملازمت اختیار کر لی لیکن یہ ملازمت زیادہ دیر تک نہ چل سکی۔ دو سال کے بعد ملک چھجو امیر خسرو سے ناراض ہو گیا۔ یہ ناراضگی دراصل ایک حسد کا نتیجہ تھی۔ دراصل ایک روز ملک چھجو کے ہاں محفل شعر و سخن سجی ہوئی تھی۔ اُس میں اُس وقت کی مشہور شخصیات شمس الدین دبیر' قاضی اثیر' بغرا خان اور کشلو خان بھی موجود تھے۔ ان سب حضرات نے امیر خسرو کا کلام بہت پسند کیا اور بغرا خان نے خوش ہو کر بطور انعام سفید جنغراتی سکوں کا ایک تھال خسرو کو پیش کیا جسے چھجو خان نے حاسدانہ انداز میں پسند نہ کیا اور وہ امیر خسرو سے جلنے لگا۔ امیر کو خبر پہنچی کہ چھجو خان ناراضگی کا بدلہ لینا چاہتا ہے۔ خسرو نے جب خطرہ

محسوس کیا تو وہ سیدھے بغرا خان کے پاس سامانہ چلے گئے اور بغرا خان نے بھی خسرو کا والہانہ استقبال کیا اور اپنے مصاحبوں میں شامل کرلیا۔ کچھ عرصے کے بعد بغرا خان کو بلبن نے بنگال کا حاکم مقرر کر دیا۔ چنانچہ امیر خسرو بنگال جانے کی بجائے بلبن کے ہمراہ دہلی آ گئے۔ دہلی میں بلبن نے ایک عظیم الشان جشن منایا۔ اس جشن میں شرکت کرنے کے لئے اس کا بیٹا محمد قآن حاکم ملتان بھی آیا۔ امیر خسرو کی جب شہزادہ محمد قآن سے ملاقات ہوئی تو راہ و رسم احسن انداز میں بڑھنے لگی۔ یہاں تک کہ شہزادہ محمد قآن امیر خسرو کو اپنے ہمراہ ملتان لے گیا اور وہاں ''مصحف داری'' کا منصب عطا فرمایا۔ ملتان ان دنوں علم و ادب کا گہوارہ تھا۔ شہزادہ بذات خود بہت اعلیٰ درجے کا سخن سنج تھا اور داد کلام دیتا تھا۔ شہزادے کے دربار میں دو ہی شاعر تو عظیم تھے ایک امیر خسرو اور دوسرے خواجہ حسن سجزی۔ خواجہ سجزی کا اصل نام نجم الدین تھا اور حسن تخلص کرتے تھے۔

687ھ میں امیر تیمور نے ملتان پر حملہ کر دیا۔ اس حملے میں شہزادے کی فوج کے ہمراہ شہزادے کے ساتھ ساتھ امیر خسرو بھی شامل جنگ تھے۔ شہزادہ اس جنگ میں مارا گیا اور امیر خسرو تیموری لشکر کے ہاتھوں قیدی بن گئے اور تاتاری انہیں گرفتار کرکے تبریز لے جا رہے تھے کہ راستے میں کسی طرح امیر خسرو ان تاتاریوں سے رہائی پا کر فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے اور سیدھے اودھ میں خان جہان امیر علی حاکم اودھ کے پاس پہنچے۔ امیر علی سر جاندار سلطان غیاث الدین بلبن کا چچازاد بھائی تھا۔ وہ تقریباً دو سال تک خان جہان امیر علی کے ہاں مقیم رہے۔ امیر خسرو نے رہائی پانے کے بعد شہزادہ عمر کی وفات پر ایک نہایت رقت آمیز مرثیہ لکھا۔ ایک ایسا مرثیہ جس کو پڑھ کر ہندوستان کا ایک ایک بشر زار زار رویا۔ امیر علی کے پاس دو سال کے قیام کے بعد اپنی والدہ کے حکم اور اصرار پر خان جہان سے اجازت لی اور دہلی آ گئے۔ دہلی میں سلطان معزالدین کیقباد حاکم تھا۔ سلطان نے امیر خسرو کو اپنے دربار میں آنے کی دعوت دی اور ملک الشعراء کا خطاب دے کر دربار سے وابستہ کرلیا۔ 689ھ میں جب کیقباد قتل ہو گیا تو جلال الدین فیروز شاہ خلجی بادشاہ بن گیا۔ امیر خسرو کے تعلقات پہلے سے ہی فیروز شاہ کے ساتھ بہت خوشگوار تھے۔

بادشاہ بنتے ہی فیروز شاہ تغلق نے خسرو کو امیر کا خطاب سرکاری طور پر عطا فرمایا اور اُن کو اپنے دربار میں مصحف داری منصب پر متمکن کیا۔ 698ھ میں فیروز خلجی ایک سازش کا شکار ہو کر قتل ہو گیا۔ علاؤ الدین خلجی اس کی جگہ بادشاہ بن گیا۔ علاؤ الدین خلجی نے فیروز خلجی کے بیشتر مصاحبوں اور عہدے داروں کو تہہ تیغ کر دیا اور قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا لیکن امیر خسرو کو بہت احترام سے نوازا اور دربار میں بطور ملک الشعراء وابستہ رہنے کی تلقین فرمائی۔ اس طرح امیر کا نام پورے ہند میں بہت وقار سے لیا جانے لگا۔ علاؤ الدین خلجی نے 21 سال تک حکومت کی۔ 716ھ میں وہ بقضائے الٰہی فوت ہو گیا تو ملک کانور نے تخت پر قبضہ کرنے کی کوشش کی لیکن ایک سال کی تگ و دو کے باوجود وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا اور 717ھ میں قتل ہو گیا۔ اس کے قتل کے بعد علاؤ الدین خلجی کا بیٹا قطب الدین مبارک تخت نشین ہوا۔ قطب الدین مبارک نے بھی امیر خسرو کی بہت زیادہ عزت کی اور اپنے دربار سے باقاعدہ منسلک رکھا۔ اس نے امیر خسرو کا اس قدر احترام کیا کہ 718ھ میں ''مثنوی نہ سپہر'' لکھنے پر آپ کو ہاتھی برابر سونا انعام میں دیا۔ 720ھ میں قطب الدین مبارک کے ایک وزیر خسرو خان نے اس کو قتل کروا دیا اور خود ناصر الدین کے

لقب سے تخت نشین ہو گیا لیکن تھوڑے ہی عرصہ کے بعد وہ خود بھی قتل ہو گیا۔ بعدازاں غیاث الدین تغلق تخت دہلی پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ امیر خسرو اس کے دربار میں بھی اسی عزت و جاہ کے حامل رہے۔ جو پہلے بادشاہوں کے دور میں تھا۔ 725ھ میں غیاث الدین تغلق ایک حادثے میں مارا گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا جونا خان ناصر الدین محمد تغلق دہلی کا حکمران بن گیا۔ امیر خسرو کو محمد تغلق نے بھی وہی اعزاز بخشا جو اس کے پیش رو اُن کو دے چکے تھے۔ اس طرح امیر خسرو یکے بعد دیگرے کئی بادشاہوں کے دربار میں غیر متنازعہ طور پر وابستہ رہے۔

وفات:

18 جمادی ثانی 725ھ کو جبکہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے تو امیر خسرو اُس وقت غیاث الدین تغلق کے ہمراہ بنگال گئے ہوئے تھے' اپنے مرشد کی وفات کی خبر سن کر فوراً دہلی پہنچے اور مدفن کے سرہانے کھڑے ہو کر یہ شعر پڑھا:

گوری سووے سیج پر مکھ پر دھارے کیس
چل خسرو گھر اپنے رین بھئی سب دیس

حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی وفات کے ٹھیک چھ ماہ بعد 18 شوال 725ھ کو امیر خسرو نے اس جہان فانی کو الوداع کہا اور راہی ملک عدم ہو گئے۔ انہیں نظام الدین اولیاءؒ کے مزار کے پائیں میں دفن کر دیا گیا۔ بعض شعراء نے ان کی وفات پر اشعار بھی کہے ہیں جن سے ان کی تاریخ وفات نکلتی ہے:

بلبل دستان سرای بے قرین
طوطی شکر مقال بے مثال
از پی تاریخ سال فوت او
چوں بیارم سر بہ زانوی خیال
O
شد ''عدیم المثل'' یک تاریخ او
دیگرے شد ''طوطی شکر مقال''

امیر خسرو اور تصوف:

ایک روایت کے مطابق امیر خسرو جب آٹھ سال کے تھے تو اپنے والد کے ہمراہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ دروازے پر رُک گئے اور اپنے والد کے ہاتھ پر مندرجہ ذیل رباعی تحریر کر کے جناب نظام الدین اولیاءؒ کے حضور پیش کی:

تو آن شاہی کہ بر ایوان قصرت
کبوتر گر نشیند باز گردد
فقیرے مستمندے بر در آید
بیاید اندرون یا باز گردد

حضرت نظام الدین اولیاءؒ نے یہ رباعی پڑھی تو بہت خوش ہوئے۔ اُسی دن سے وہ امیر خسرو کی صلاحیتوں کے قائل ہو گئے اور روحانی طور پر اُن کی جانب مائل بھی ہو گئے۔ تاہم انہوں نے فی البدیہہ مذکورہ بالا رباعی کا جواب دیا:

بیاید اندرون مرد حقیقت
کہ با ما یک نفس ہمراز گردد
اگر آبلہ بود آن مرد نادان
ازاں راہے کہ آمد باز گردد

''سیر الاولیاء'' میں محمد سعید مارہروی گویا ہیں کہ امیر خسرو 685ھ سے قبل ہی حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے مریدوں میں شامل ہو چکے تھے۔ امیر خسرو حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے بہت ہی چہیتے مرید تھے۔ وہ اپنی نوعیت کے واحد مرید تھے کہ حضرت نظام الدین اولیاءؒ انہیں ''ترک'' محبوب کے نام سے یاد کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ ایک قبر میں دو مردوں کو دفن کرنے کی اجازت دیتا تو میں حضرت امیر خسرو کی قربت کو پسند کرتا۔ وہ امیر خسرو کی شخصیت کے دلدادہ تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ جس شخص سے وہ ہمکلام ہوتے ہیں، وہ نہ صرف روحانی طور پر عالی مقام ہے بلکہ زندگی کے ہر اہم شعبے میں بلند مقام کا حامل ہے۔ خسرو نہ صرف ایک شاعر تھے بلکہ وہ ایک صوفی تھے۔ وہ ایک دلیر سپاہی تھے اور ایک مخلص دوست تھے۔ وہ ایک دیانتدار مصاحب بھی تھے۔ وہ ایک اعلیٰ درجے کے موسیقار تھے۔ وہ بلند مرتبہ مبلغ بھی تھے۔ وہ بہترین سماجی انسان کا مجسمہ تھے۔ وہ رازدان تھے۔ وہ ایک نکتہ شناس تھے۔ وہ بلند فکر رکھنے والے انسان تھے۔ اُن کا ذہن تقدس و احترام کا گہوارہ تھا۔ اُن کی زبان شیریں اور جذبات پاکیزہ تھے۔ وہ ایک دلی طور پر مخلص انسان تھے۔ وہ دین و ایمان کا پختہ نمونہ تھے۔ بہر حال خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے نزدیک وہ ایک معتبر شخصیت کے مالک تھے اور ایک ایسے نامہ نویس اور مختلف معاملات میں مسائل کے حل کرنے میں بہترین پل کی پوزیشن میں تھے۔ کتابی علوم کے علاوہ علوم دینوی کے ماہر تھے اور ان کی نظریں ایسی شخصیت تھے کہ وہ کسی بھی موضوع پر کھل کر لکھ سکتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ امیر خسرو نے خواجہ صاحب کی ہدایت و فرمائش پر کئی مثنویاں اور اشعار تحریر کئے۔

امیر خسرو نے اپنی بیشتر تصانیف میں اپنے پیر و مرشد کی مدح سرائی کی ہے بالخصوص دیوان غرۃ الکمال، مثنوی شیریں و خسرو، لیلیٰ مجنوں، مثنوی مطلع الانوار، آئین سکندری اور دول رانی خضر خان میں بہت مدح سرائی کی ہے۔

حضرت نظام الدین اولیاءؒ کی مدح کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

چوں دم الہام زدہ کام او　　نائب وحی آمدہ الہام او
سر کہ بزیر قدمش گشت خاک　　موئے بمو از سر سودا ست پاک

مفتخر از دلے بہ غلامی منم
خواجہ نظام است و نظامی منم

پناہ جہان دین حق را نظام　　رہ قدس راہ پیشوائے تمام
جہان زندہ از جان بیداد او　　زمین روشن از روز بازاد او
جہان زو ہمہ وقت پُرنور باد
زمین را درش بیت معمور باد

نظام الدین حق فرخندہ نامے　　کہ دین حق گرفت از وے نظامے
ز علمش در دو عالم روشنائی　　دو عالم علم کسبی و عطائی
خدایا آن گزیدہ بندہ خاص　　کہ ہست الحمد اللہ جفت اخلاص
بہ قربت ہم نشین مصطفےٰ باد
دراں قرب ایستادش برما باد

ایک روز حضرت نظام الدین اولیاءؒ نے حضرت امیر خسرو سے از راہ تفنن دریافت کیا کہ اچھے اشعار سنانے کا آپ کو کیا صلہ چاہئے تو آپ نے فرمایا کہ "میں کلام میں شیرینیٔ سخن چاہتا ہوں۔" خواجہؒ نے فرمایا کہ جاؤ اندر میرے پلنگ کے نیچے ایک برتن پڑا ہے' اس میں کچھ شکر رکھی ہے اس کو جا کر چکھ لو۔ آپ نے ایسا ہی کیا چنانچہ خسرو کی شیریں زبانی آج تک مستند ہے۔ ان کی تاریخ وفات بھی اسی لفظ میں پوشیدہ ہے یعنی "طوطی شکر مقال"۔ خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کو نظامی گنجوی کا "خمسہ" بہت پسند تھا۔ اس میں نظامی گنجوی نے پانچ مثنویوں کا مجموعہ تحریر کیا تھا۔ امیر خسرو نے جب اپنے مرشد کی طبیعت کو خمسہ کی طرف مائل دیکھا تو خود اُس کے جواب میں پانچ مثنویوں کا مجموعہ لکھ دیا۔ اس کو خمسہ امیر خسرو کا نام دیا۔ وہ مثنویاں حسب ذیل ہیں:

1- مثنوی مطلع الانوار ......بجواب...... مخزن الاسرار (نظامی گنجوی)
2- مثنوی شیریں وخسرو ......بجواب...... خسرو شیریں (نظامی گنجوی)
3- مثنوی مجنوں ولیلیٰ ......بجواب...... لیلیٰ ومجنوں (نظامی گنجوی)
4- مثنوی آئینہ سکندری ......بجواب...... سکندر نامہ (نظامی گنجوی)
5- مثنوی ہشت بہشت ......بجواب...... ہفت پیکر (نظامی گنجوی)

تصنیفات و دواوین:

جدید ترین تحقیق کے مطابق امیر خسرو کی جن تصانیف و دواوین کا پتہ چلا ہے' وہ حسب ذیل ہیں:

1- **تحفة الصغر**: یہ دیوان تاج الدین زاہد کی فرمائش پر 671ھ میں لکھا گیا۔ یہ دیوان خسرو کی صغر سنی یعنی 16 سے 19 سال کی عمر کا کلام ہے۔

2- **وسط الحیوة**: یہ دیوان خسرو کی زندگی کے درمیانی حصے کے کلام پر مشتمل ہے یعنی 20 سے 32 سال کی عمر تک کا کلام۔ اس دیوان میں شہزادہ محمد کی شہادت پر لکھا گیا مشہور عالم مرثیہ بھی شامل ہے۔

3- غرة الکمال: یہ دیوانہ 693ھ میں مرتب ہوا۔ یہ خسرو کی 34 سے 43 سال کی عمر میں کہے گئے کلام کا مظہر ہے۔

4- بقیہ نقیہ: یہ دیوان امیر خسرو کا چوتھا دیوان ہے۔ اس میں خسرو کی عمر کے 50ویں سال سے لے کر 64ویں سال تک کا کلام شامل ہے۔

5- نہایۃ الکمال: یہ دیوان امیر خسرو کی زندگی کے آخری حصے کے کلام پر مشتمل ہے۔

ان دواوین کے علاوہ امیر خسرو نے نظامی گنجوی کے خمسہ نظامی کے جواب میں پانچ مثنویوں پر مشتمل خمسہ تحریر کیا جن کی تفصیل گزشتہ صفحے پر آ چکی ہے۔ ان تصانیف کے علاوہ امیر خسرو کی کچھ طبع زاد مثنویاں بھی ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

1- قران السعدین: اس مثنوی کا دوسرا نام ''مجمع الاوصاف'' بھی ہے۔ یہ مثنوی 688ھ میں مکمل ہوئی اور کیقباد کے حکم پر لکھی گئی۔ اس میں دہلی شہر اور اس کی کچھ عمارتوں کی تعریف کی گئی ہے۔ قران السعدین نام اس لئے رکھا گیا کہ بغرا خان اور کیقباد کے درمیان دریائے گھاگرا (اودھ) کے ساحل پر ہونے والی جنگ کی بجائے صلح کے تاریخی واقعات کو بیان کیا گیا ہے۔

2- مفتاح الفتوح: اس مثنوی کو فتح نامہ یا فتح الفتوح کا نام بھی دیا گیا ہے۔ یہ تصنیف 690ھ میں مکمل ہوئی۔ اس میں خسرو نے جلال الدین فیروز خلجی کی مدح وتخت نشینی اور اس کی فتوحات کا ذکر کیا ہے۔

3- دول رانی خضر خان: یہ مثنوی 715ھ میں مکمل ہوئی۔ یہ ایک عشقیہ مثنوی ہے۔ اس مثنوی میں علاؤ الدین محمد خلجی کے بیٹے خضر خان اور راجہ کرن (والئی گجرات) کی بیٹی دول رانی کی محبت کا تاریخی واقعہ بیان کیا گیا ہے۔

4- نہ سپہر: یہ مثنوی 718ھ میں مکمل ہوئی۔ یہ کتاب قطب الدین مبارک شاہ کی فرمائش پر لکھی گئی۔ اس کی تکمیل پر امیر خسرو کو ہاتھی برابر سونا انعام کے طور پر دیا گیا۔

5- تغلق نامہ: اس مثنوی میں غیاث الدین تغلق کے عہد کے حالات نظم کئے گئے ہیں۔ یہ مثنوی دراصل امیر خسرو کی زندگی کے آخری حصے کا شاہکار ہے۔

6- خالق باری: یہ کتاب فارسی ہندی اشعار پر مشتمل کتاب ہے۔ کل 280 اشعار ہیں جو کہ 63 حصوں پر مشتمل ہیں۔

7- شہر آشوب: یہ مثنوی 67 رباعیات پر مشتمل ہے۔ جو مختلف بحروں میں کہی گئی ہیں۔ اس میں مصطلحات اہل حرفہ کو نہایت دلچسپ انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

8- گھڑیال: یہ ایک نظم ہے جو صرف نو اشعار پر مشتمل ہے۔ اس میں انگلیوں کے ذریعے وقت بتانے کا طریقہ نظم کیا گیا ہے۔ اس میں دن رات کے چوبیس گھنٹوں کی بجائے پندرہ گھنٹوں کا حساب بتایا گیا ہے۔

9- نصاب بدیع العجائب: اس کتاب کے بارے میں اکثر خیال یہ کیا جاتا ہے کہ اس کا اصل نام ''نصاب بدیع'' ہے۔ بعض جگہ نصاب بدیعی بھی درج ہے۔ اس رسالہ میں ایک سو چھتیس (136) شعر ہیں جو بائیس مختلف قطعوں کی

صورت میں ہیں۔ دراصل یہ ایک فنی نوعیت کی کتاب ہے جس میں مختلف صنائع بدائع، مشترک اللسانین اور معربات کا استعمال کیا گیا ہے۔

مذکورہ بالا شعری نسخوں کے علاوہ امیر خسرو سے منسوب بہت اہم نوعیت کے نثری نسخے بھی ہیں جو حسب ذیل ہیں:

1-اعجاز خسروی:

اس کتاب کا دوسرا نام ''رسائل الاعجاز'' بھی ہے۔ یہ 719ھ میں مکمل ہوئی۔ یہ پانچ حصوں پر مشتمل ہے۔ خسرو نے ہر حصے کو رسالہ کا نام دیا ہے۔ ان رسائل کو ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ شروع میں ایک دیباچہ ہے جس میں حمد، نعت، مدح نظام المشائخ اور مدح علاؤ الدین خلجی کے بعد رائج الوقت فارسی نثر کے مندرجہ ذیل اسالیب کا ذکر کیا گیا ہے:

1- صوفیاء و اولیاء کا اسلوب
2- علمائے محقق کا اسلوب
3- کاتبوں اور انشاء نویسوں کا اسلوب
4- علماء وفضلاء کا اسلوب
5- خطیبوں اور واعظوں کا اسلوب
6- شیوخ عظام کا اسلوب
7- عوام کا اسلوب
8- ظریف طبقے کا اسلوب وغیرہ وغیرہ

2-خزائن الفتوح:

اس کتاب کا دوسرا نام ''تاریخ علائی'' ہے۔ اس کو سرور الروح اور فتح نامہ کا نام بھی دیا گیا ہے۔ یہ کتاب 711ھ میں مکمل ہوئی۔ اس میں سلطان علاؤالدین خلجی کی گورنری کے زمانے سے لے کر سلطان کی بطور بادشاہ کے دور حکومت کے واقعات کو بالتفصیل بیان کیا گیا۔ اس کتاب کی نثر لفظی صنائع بدائع سے بھرپور ہے اور خسرو نے کمال مہارت سے اپنے نثری فن کا مظاہرہ کیا ہے۔

اس کتاب میں جو واقعات درج کیے گئے ہیں، ان میں سے اکثر مصنف کے چشم دید واقعات ہیں۔ اس لئے یہ کتاب بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔ جو واقعات درج کیے گئے ہیں اُن میں خاص خاص حسب ذیل ہیں:

دیوگر کی فتح، دہلی کی فتح، مغلوں کے خلاف جنگ، گجرات، رنتھمبور اور مالوہ کی فتوحات، چتور کی مہم، تلنگانہ کا ملک کافور کے ہاتھوں فتح ہونا

3-افضل الفوائد:

یہ کتاب حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے ان ملفوظات پر مشتمل ہے۔ جو حضرت امیر خسرو نے ان کی صحبت میں

رہ کر جمع کئے تھے۔ یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں چونتیس (34) مجلسیں ہیں اور دوسرے میں سترہ۔

4-رسالہ چیستان:

اس رسالہ میں 29 بوجھ پہیلیاں' ایک سو تیرہ (113) ان بوجھ پہیلیاں' چھہتر (76) کہہ مکرنیاں' بیس (20) دو سخنے' بائیس (22) نسبتیں' آٹھ (8) ڈھکوسلے یا انمل' ایک بارہ ماہ' ایک گیت' ایک نسخہ' بسنت اور قلبانہ وغیرہ شامل ہیں۔

خسرو کی ہندی شاعری:

امیر خسرو اگرچہ فارسی شاعری میں ایک بے مثال شاہنشاہ کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان کا تعلق بھی اکابرین سلطنت کے ساتھ رہا لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ ہندوستان کی سرزمین کے ایک باشندے بھی تھے اور ہندوستان کے معاشرے کے اہم رکن بھی۔ وہ اپنے سماج کی زبان کو بھی خوب سمجھتے تھے اور اس کی قدر کرتے تھے۔ ان کا مزاج اگرچہ بزرگان سلطنت کے ساتھ عالمانہ تھا لیکن عوام کے ساتھ وہ اسی طرح گھل مل کر رہتے تھے جیسے وہ ان کے خاندان کے جزو ہوں۔ انہیں ہندی زبان پر بھی بہت دسترس تھی۔ وہ لوگوں کے ساتھ ہندی میں کلام کرتے تھے اور عوامی زندگی میں ہونے والی روایات سے بخوبی واقف تھے۔ اسی وجہ سے انہوں نے عوامی رابطے کو مضبوط رکھنے کے لئے لوگوں کے مزاج کے مطابق ان کے لئے پسندیدہ کلام بھی کہا۔ اس ہندی کلام میں منظوم پہیلیاں' کہ مکرنیاں' ڈھکوسلے' گیت' دوسخنے' چیستان' دوہے اور مخلوط فارسی ہندی منظوم کلام بھی شامل ہے۔ اگرچہ اس تمام تر کلام کو یکجا اس وقت پیش کرنا آسان بات نہیں۔ پھر بھی بطور نمونہ کچھ کلام ضرور پیش کیا جاتا ہے۔ اس کلام سے کم از کم ایک بات ضرور واضح ہو جائے گی کہ امیر خسرو عوامی سماجی زندگی کا کس قدر گہرا مطالعہ رکھتے تھے اور لوگوں کے جذبات و احساسات کو کس قدر قریب سے سمجھتے تھے اور اُن کے مزاج کے مطابق اُن تمام لوگوں کے لئے تفریح طبع کا سامان مہیا کرتے تھے۔

پہیلیاں:

فارسی بولی آئی نا ترکی ڈھونڈی پائی نا
ہندی بولوں آرسی آئے خسرو کہے کوئی نہ بتائے

نر سے پیدا ہووے نار ہر کوئی اس سے رکھے پیار
ایک زمانہ اس کو کھاوے خسرو پیٹ میں وہ نہ جاوے

ایک نار جب بن کر آوے مالک کو اپنے اوپر بلاوے
ہے وہ ناری سب کے گوں کی خسرو نام لئے تو چونکی

چار مہینے بہت چلے اور آٹھ مہینے تھوڑی
امیر خسرو یوں کہے تو بوجھ پہیلی موری

دوہے:

خسرو ایسی پیت کر جیسے ہندو جوئے
پوت پرائے کار نے جل جل کوئلا ہوئے

خسرو رین سوہاگ کی جاگی پی کے سنگ
تن میرو من پیو کو دود بھیے اک رنگ

گیت:

چھاپ تلک سب چھینی رے موسے نیناں ملائیکے
نینا ملائیکے' نینا لڑائیکے' اپنی سی کر لی موسے نیناں ملائیکے
چھاپ تلک سب چھینی رے موسے نیناں ملائیکے
ارے متوالی کر لی رے موسے نیناں ملائیکے
خسرو نظام کے بل بل جاؤں ....
موہے سہاگن کی رے موسے نیناں ملائیکے
چھاپ تلک سب چھینی رے موسے نیناں ملائیکے

اماں میرے باوا کو بھیجو ری کہ ساون آیا
بیٹی تیرا باوا تو بڈھا ری کہ ساون آیا
اماں میرے بھیا کو بھیجو ری کہ ساون آیا
بیٹی تیرا بھیا تو بالاری کہ ساون آیا

بھائیوں کو دینو محل دومحلے' ہمکو دیا پردیس رے...... لکھی بابل مورے
ہم تورے بابل بیلے کی کلیاں' گھر گھر مانگی جائیں رے...... لکھی بابل مورے
ہم تیرے کھونٹے کی بھولی رے گیاں ہانکے جدھر ہک جائیں رے...... لکھی بابل مورے
طاق بھری میں نے گڑیاں جو چھوڑیں چھوٹا سہیلی کا ساتھ رے...... لکھی بابل مورے
ننگے ننگے پاؤں میرا بابل دوڑا سمدی ڈولا تھام رے...... لکھی بابل مورے
ڈولی کا پردہ اُٹھا کر جو دیکھا آیا پرایا دیس رے...... لکھی بابل مورے

امیر خسرو یوں کہیں ترا دھن دھن بھاگ سہاگ رے...... لکھی بابل مورے

امیر خسرو نے بعض مقامات پر نہایت احسن انداز میں ہندی فارسی کو ایک ہی نظم اور غزل میں اس طرح مربوط کر کے لکھا ہے کہ پڑھنے والا نہ صرف اس کے معانی سے لطف اندوز ہوتا ہے بلکہ اس کے امتزاج سے بے حد محظوظ ہوتا ہے۔ کچھ کلام تو ایک سند کی حیثیت اختیار کر گیا ہے اور آج تک زبان زد عام ہے۔

ہندی اور فارسی کا امتزاجی کلام:

ز حال مسکیں مکن تغافل دُر آئے نیناں بنائے بتیاں
چو تاب ہجراں ندارم ایجان نہ لیو گاہے لگائے چھتیاں
شبان ہجراں دراز چو زلف زمان وصلت چو عمر کوتاہ
سکھی پیا کو جو میں نہ دیکھوں تو کیسے کاٹوں اندھیری رتیاں
یکایک از دل دو چشم جادو بصد فریبم ببرد تسکین
کسے پڑی ہے کہ جا سناوے پیارے پی سے ہماری بتیاں
چوں شمع سوزاں چو ذرہ حیراں ہمیشہ گریاں بعیش آں مہ
نہ نیند نیناں نہ انگ چیناں نہ آپ آویں نہ بھیجے پتیاں
حق آں مہ کہ روز محشر بداد ما را فریب خسرو
پست من کہ دو راہے راکھوں جو جائے پاؤں پیا کی کھتیاں

یار نہیں دیکھتا سوئے من ۔۔۔ بے گنہم ساتھ عجب روٹھا ہے
روئے تو رونق شکن آفتاب ۔۔۔ سرو بہ پیش قد تو بوٹھا ہے
گاہ ز خسرو تو نہ گفتہ کہ بیٹھ ۔۔۔ وہ چہ کند بھاگ میرا پھوٹا ہے

تیلی پسرے کہ می فروشد تیلے ۔۔۔ از دست و زبان چرب او واویلے
خالے برخش دیدم و گفتم کہ تل ست ۔۔۔ گفتا کہ برو نیست دریں تل تیلے

رفتم بہ تماشا کنارے جوئے ۔۔۔ دیدم بلب آب زن ہندوئے
گفتم صنما چیست بہائے مویت ۔۔۔ فریاد آورد کہ ''دُر دُر موئے''

موسیقی:

موسیقی کے بارے میں امیر خسرو کا قول ہے کہ موسیقی فطرت کی ایجاد ہے۔نفس انسانی اس پر عاشق ہو جاتا ہے اور روح میں اس کی وجہ سے جذباتی کیفیات پیدا ہو جاتی ہیں۔انہوں نے ایک اور بات بڑی اہم کہی ہے کہ روح انسانی اس وقت تک جسم انسانی میں داخل نہیں ہوئی جب تک اسے سنگیت کی مدد سے منایا نہیں گیا۔فرماتے ہیں:

آں روز کہ روح پاک آرم بہ بدن — گفتند در آنمی شد از ترس بدن

خواندند ملایکاں بہ لحن داؤد — در تن در آ در آ در تن در تن

امیر خسرو کلاسیکی موسیقی کی تمام تر تکنیکی اصولوں کو خوب سمجھتے تھے اور تمام تر بنیادی اصولوں سے آگاہ تھے۔وہ جانتے تھے کہ راگ کیا ہے' خیال کیا ہے' ٹھاٹھ کس کو کہتے ہیں' راگنیاں کیا ہوتی ہیں۔وہ ان راگوں کے ضابطوں کو بھی جانتے تھے۔انہیں معلوم تھا کہ راگوں میں کتنے مت ہوتے ہیں اور کتنے ٹھاٹھ۔متوں کے نام آدم مت' بھرت مت' کلناتھ مت اور ہنون مت جبکہ ٹھاٹھوں میں دس ٹھاٹھ یہ تھے: کلیان ٹھاٹھ' بھیرون ٹھاٹھ' بھیر ٹھاٹھ' بلاول ٹھاٹھ' کھماوج ٹھاٹھ' ماروا ٹھاٹھ' پورلی ٹھاٹھ' کافی ٹھاٹھ' آساوری ٹھاٹھ اور ٹوڈی ٹھاٹھ۔

نیم کلاسیکی موسیقی میں دادرا' درباری' غزل' ٹھمری' گجری اور گیت شامل ہیں۔ان کے علاوہ بہت سی علاقائی لوک دھنیں تھیں جنہیں امیر خسرو ہر مقام کے لحاظ سے خوب سمجھتے تھے۔وہ سنگیت کے ساتوں سُروں سے خوب آگاہ تھے اور ان پر پورا عبور رکھتے تھے۔یعنی سا- رے- گا- ما- پا- دھا- نی۔

اسی طرح وہ سُروں کی اقسام کو بھی خوب جانتے تھے۔راگ کے سُروں کو بتدریج پھیلانے کو الاپ کہا جاتا ہے۔اس میں امیر خسرو خوب مہارت رکھتے تھے۔سُر اور تان کو موزوں رکھنا اور انہیں بکھرنے نہ دینا' گائیک کی کامیابی ہوتا ہے۔چنانچہ امیر خسرو جب بھی کوئی سُر یا تان پر اپنے فن کا مظاہرہ کرتے تو دیکھنے سننے والوں کو حیرت زدہ کر دیتے۔

سلاطین دہلی موسیقی کے بڑے دلدادہ تھے۔بلبن کے عہد میں امیر خسرو کی زیر صدارت ایک مجلس قائم کی گئی جو فنون وادب کی مجلس کہلائی۔اس مجلس کا سربراہ بلبن کا بیٹا شہزادہ محمد تھا۔اسی مجلس میں معزالدین کیقباد بھی بڑی دلچسپی لیتا رہا۔پورے ہندوستان کے گلوکار اور موسیقار اس مجلس میں شریک ہونے کے لئے مختلف شہروں سے دہلی آئے۔امیر خسرو نے اس مجلس میں اپنی فنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا۔ایرانی اور ہندوستانی موسیقی کا امتزاج پیدا کیا۔کئی نئے راگ' نئی راگنیاں اور نئے ساز ایجاد کئے اور انہیں پورے ہندوستان کی موسیقی کی دنیا میں نہ صرف روشناس کرایا بلکہ اُن کو بے حد مقبولیت کے ساتھ رائج کیا۔ان میں ''ترانہ'' قابل ذکر ہے۔''قوالی'' کو تو کمال درجے کی پذیرائی حاصل ہوئی۔خسرو کے ایجاد کردہ نئے ساز یعنی ستار کو تو ایسی مقبولیت حاصل ہوئی کہ کلاسیکی موسیقی کے پرستار اپنے اکثر و بیشتر راگ راگنیوں کو ستار پر ہی گاتے اور بجاتے تھے۔پوریا جورات سنگیت ہے' امیر خسرو کی ایجاد ہے۔انہوں نے عجمی موسیقی کے انداز پر ہندوستانی موسیقی میں قول' ترانہ' قلبانہ اور نقش و نگار اختراع کئے۔انہوں نے ایرانی دھنوں کو ہندی موسیقی میں شامل کر کے زنگولہ' مجاز اور نوروز جیسی دھنیں ترتیب دیں۔ہندی اور ایرانی راگوں کو آمیزش کر کے

کئی نئی راگنیاں ترتیب ہیں۔ ان میں نقش' بسیط' سوہلہ اور ترانے جیسی دھنیں شامل ہیں۔ علاوہ ازیں ایرانی موسیقی کا ہندوستانی موسیقی میں امتزاج کر کے کچھ اور بھی راگنیاں بنائیں جن میں مجیر' ساز گیری' ایمن' عشاق' موافق' فرغنہ' باخزر اور صنم جیسی راگنیاں شامل ہیں۔ امیر خسرو کے جو راگ اور راگنیاں آج بھی گائی جاتی ہیں' ان میں راگ ایمن' کلیان' راگ سہ پردہ' راگ مجاز' راگ سازگری' راگ شہانہ' راگ فرغنہ' راگ کافی وغیرہ زیادہ مشہور ہیں۔ اسی طرح امیر خسرو نے خود بھی اپنے ذہن سے کئی نئے راگ اور راگنیاں بنائیں اور ان کو نئی اصطلاحات کے ساتھ رائج کیا۔ امیر خسرو کے اختراع کردہ آلات موسیقی میں طبلہ' ڈھولک' ستار سرفہرست ہیں۔

فارسی شاعری میں خسرو کا مرتبہ:

امیر خسرو اپنی کتاب ''غرۃ الکمال'' کے دیباچے میں فرماتے ہیں کہ میں نے غزل میں سعدی شیرازی کی پیروی کی۔ مثنوی میں نظامی گنجوی کو اُستاد مانا۔ مواعظ وحکم میں سنائی اور خاقانی کے کلام سے مستفید ہوا اور قصائد میں رضی نیشاپوری اور کمال اسمٰعیل اصفہانی کو نمونہ بنایا۔ فرماتے ہیں:

خسرو سرمست اندر ساغر معنی بریخت
شیرہ از خمخانۂ سعدی کہ در شیراز بود

خسرو کے بارے میں چند دوسرے اساتذہ کلام و اکابرین دین کے نظریات ملاحظہ ہوں:

آں خسرو ماست ناصر خسرو نیست
زیرا کہ خدائی ناصر خسرو ماست

(حضرت نظام الدین اولیاءؒ)

خسرو از راہ کرم بپذیرد
آنچہ حق بندہ حسن کی گویم

(امیر حسن سجزی دہلوی)

شکر شکن شوند ہمہ طوطیانِ ہند
این قند پارسی کہ بہ بنگالہ میرود

(حافظ شیرازی)

برسر خسرو کہ بلند اختر ست
از کف درویش گلی درخور ست

(عبدالرحمٰن جامی)

خسرو شیریں زبان رنگین بیان
نغمہ ہائش از ضمیر کن فکان

(علامہ اقبالؒ)

چنگ را پیش قلندر چون نواخت
از نوای شیشہ جانش گداخت
(اقبالؔ)

عطا کن شور رومی سوز خسرو
عطا کن صدق و اخلاص سنائی
(اقبالؔ)

رہے نہ ایبک و غوری کے معرکے باقی
ہمیشہ تازہ و شیریں ہے نغمۂ خسرو
(اقبالؔ)

تمام فارسی شعراء میں اگر خسرو کا موازنہ دیگر شعراء کلام فارسی سے کیا جائے تو خسرو کا مقام بالکل منفرد اور نمایاں نظر آئے گا کیونکہ خسرو واحد شاعر ہیں جنہوں نے ادب فارسی کی تقریباً تمام تر اصناف سخن میں طبع آزمائی کی ہے۔ وہ کسی ایک صنف سخن کے لئے مشہور نہیں ہوئے مثلاً غزنوی دور میں فردوسی رزمیہ شاعری کے ماہر' سلجوقی دور میں حافظ اور سعدی غزل گوئی کے اُستاذ بعدازاں عبدالرحمٰن جامی ثنا گوئی میں بے مثال' نظامی گنجوی غزل گوئی کے ساتھ ساتھ مثنوی نویسی میں صاحب کمال اور ایلخانی دور میں مولانا روم صوفیانہ مثنوی نویسی میں منفرد جبکہ ان حضرات کے بعد آنے والے ادوار میں قصیدہ گوئی میں خاقانی اور قاآنی جیسے لازوال اصحاب فن پیدا ہوئے لیکن خسرو کے کلام میں ان تمام اصناف سخن کے بادشاہوں کے رنگ نمایاں نظر آتے ہیں۔ وہ ایک اعلیٰ درجے کے مثنوی نویس' بلند پایہ غزل گو' بلند فکر صوفیانہ مزاج کے شاعر اور بہترین قصیدہ گو ہونے کے ساتھ ساتھ بے مثال موسیقار بھی تھے۔ چنانچہ ہم بڑے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ امیر خسرو فارسی شاعری کے ایسے ماہر اُستاد ہیں کہ اُن میں تمام شعراء زبان فارسی کے اساتذہ پر اگر فوقیت حاصل نہیں تو اتنی بات ضرور ہے کہ وہ اُن کے ہم پلہ ضرور ہیں بلکہ بعض جگہوں پر بڑے بڑے اساتذۂ کلام نے اُن کی عظمت و بڑائی کا اعتراف بھی کیا ہے۔ غالب عود ہندی میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ہندوستان کے سخن وروں میں امیر خسرو کے سوا کوئی اُستاد مسلم الثبوت نہیں ہوا۔

امیر خسرو کی طبیعت اختراع میں صنعت و ایجاد کا اعلیٰ درجہ رکھتی ہے۔ بقول شبلی نعمانی ہندوستان میں چھ سو برس سے آج تک اس پایہ کا جامع کمالات پیدا ہی نہیں ہوا۔ اس قدر مختلف اور گوناں گوں اوصاف کے جامع ایران و روم کی خاک نے بھی ہزاروں برس کی مدت میں دو چار ہی پیدا کئے ہوں گے۔ خسرو ترکی اور عربی زبان میں ادبائے عرب کے ہمسر تھے۔ انہیں سنسکرت زبان پر مکمل عبور حاصل تھا۔ خواجہ الطاف حسین حالؔی کے قول کے مطابق سعدی' رومی' خسرو' حافظ' عراقی اور جامی کے کلام میں ضرور کوئی ایسی چیز ہے جس کو روحانیت کے ساتھ تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

امیر خسرو تاریخی میدان میں ایک صاحب طرز مؤرخ' فقہ کے نہایت ذمہ دار دانشمند فقیہ اور تصوف میں بلند پایہ صوفی تھے۔ وہ مثنوی' قصیدہ' غزل میں یدطولیٰ رکھتے تھے۔ پروفیسر حافظ محمود شیرانی فرماتے ہیں کہ امیر خسرو ادبی

دنیا کے آفتاب عالمتاب ہیں اور خاک ہند اب تک ان جیسے اوصاف و کمالات کا مالک انسان پھر پیدا نہیں کر سکی۔ ان کے ادبی نکات' تلمیحات اور صنائع کلام کی تشریح ایک طویل اور تھکا دینے والا کام ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ریختہ آمیختہ کے موجد بھی امیر خسرو تھے۔ تغزل میں سوز و گداز اور جدت تشبیہ ان کا خاصا تھا۔ امیر خسرو نے مخصوص اور مختلف انداز سے اضطراب عشق' قرار عشق اور سکون عشق کی رنگا رنگی کو نہایت احسن طریقے سے بیان کیا ہے۔ اس طرح وہ فارسی شاعری میں نمایاں طور پر زندہ و جاوید شاعر بن گئے ہیں۔ اُن کی نگاہ بلند اور دل وسعت پذیر تھا۔ وہ صنائع و بدائع کے اُستاد اور نئی نئی صنعتوں کے موجد و مخترع تھے۔ وہ معرفت کا خزینہ تھے۔ مسائل و معاملات تصوف پر اُن کی گہری نظر تھی۔ مختلف موضوعات کے لئے علیحدہ بحر اختیار کی۔ طبیعت میں شگفتگی اور حاضر جوابی تھی۔

المختصر! فارسی ادب میں خسرو کا مقام اپنی انفرادی نوعیت میں لاثانی ہے اور انہیں پورے فارسی ادب میں ایک اعلیٰ درجے کا عالم' بلند مرتبہ صوفی اور بے مثال شاعر قرار دیا جا سکتا ہے۔

سیّد اصغر علی شاہ جعفری

ایم اے' ایل ایل بی

۞

ردیف الف

غزل نمبر...... 1

-1 با غم عشق تو میسازیم ما
با تو پنہاں عشق میبازیم ما

-2 در ھوای وصل جان افروز تو
پای بند درگہ نازیم ما

-3 مردمی کن برقع از رخ برفگن
تا دل و دین ھر دو دربازیم ما

-4 یک زمان از سر بنہ گردن کشی
تا بہ گردون سر برافرازیم ما

-5 گر نخواھی گشت با ما مہربان
خانۂ ھستی براندازیم ما

-6 بعد ازاین باکس نہ پیوندیم ما
بعد ازاین باخود نپردازیم ما

-7 چون ز خسرو درد دل بشنید' گفت
غم مخور روزیت بنوازیم ما

لغت شعر نمبر 1:

میسازیم: ہم موافقت کر لیتے ہیں۔ ساختن مصدر کے معنی موافقت کرنا بھی ہیں' آمادہ کرنا بھی ہیں اور بنانا بھی ہیں۔

میبازیم: ہم عشق کا کھیل کھیلتے ہیں' عشق کرتے ہیں' بازیدن مصدر کے معنی ہیں کھیل کھیلنا۔

ترجمہ: ہم تیرے عشق کے غم کے ساتھ موافقت کر لیتے ہیں اور پوشیدہ طور پر ہی تمہارے ساتھ عشق کا کھیل کھیلتے ہیں۔

(اے میرے محبوب ہم نے تمہارے عشق میں غموں کو برداشت کرنے پر اتفاق کر لیا ہے اور اس عالم غم میں بھی ہم تمہارے ساتھ پوشیدہ طور پر ہی عشق کرتے رہیں گے۔ غم عشق کو ہم نے اپنا لیا ہے۔)

2-لغت :

هوای: خواہش۔ وصل جان افروز: جان کو تقویت دینے والی ملاقات۔

ترجمہ: جان کو تقویت دینے والی تیری ملاقات کی خواہش میں ہم نے تیری درگاہ کے سامنے خود کو پابند کر کے رکھ دیا ہے اور ہمیں اس بات پر بہت خوشی اور ناز ہے۔

3-لغت :

مردی: لفظی معنی مردانگی' مروت' وفا' رعایت' انسانیت یہاں مراد مروت و مہربانی کے ہیں۔ برقع برفگن: مراد نقاب اُٹھا لے' پلٹ دے۔

ترجمہ: اے میرے محبوب! تو ذرا مہربانی و مروّت کا مظاہرہ کر اور اپنے چہرے سے برقع پلٹ دے تاکہ ہم اپنے دل اور دین دونوں کے دروازے کھول لیں۔

(یعنی اے محبوب تو اپنے چہرے سے برقع ہٹا دے تاکہ تیرے چہرے کے نظارے سے ہمارے دل و دماغ اور دین و ایمان کے دروازے کھل جائیں۔)

4-لغت :

گردن کشی: سرکشی' بغاوت' تکبر' غرور۔ گردون: آسمان۔ برافرازیم: ہم سر کو بلند کر لیں۔

ترجمہ: (اے میرے محبوب) ایک لمحے کے لئے تو اپنے سر سے تکبر و غرور کو اُتار پھینک تاکہ ہم (اپنے عشق کے جذبے کی بدولت) اپنے سر کو آسمان کی بلندیوں تک پہنچا دیں۔ (اور خود کو اتنا بلند پائیں جیسے ہم آسمان کو چھو رہے ہیں۔)

5- ترجمہ: اگر تو ہم سے مہربان نہیں ہوگا۔ ہم اپنے وجود کا خانہ پلٹ کے رکھ دیں گے۔ ہم برباد ہو جائیں گے۔

6-لغت :

نہ پیوندیم دل: دل نہ لگائیں گے۔ نہ پرداختیم ما: ہم اپنے آپ سے بھی کوئی لگاؤ نہ رکھیں گے' خود فراموش ہو جائیں گے۔

ترجمہ: اس کے بعد ہم کسی اور سے دل نہیں لگائیں گے اور اس کے بعد ہم اپنے آپ سے بھی کوئی لگاؤ نہ رکھیں گے اور خود فراموش ہو جائیں گے۔

(یعنی اے محبوب! تجھ سے عشق کرنے کے بعد ہم نہ تو کسی اور کو دل دیں گے اور تمہاری عدم التفاتی کی وجہ سے خود اپنی ذات کو یاد نہیں رکھیں گے اور خود فراموش ہو کر اپنی ذات سے بے بہرہ ہو جائیں گے۔)

7- ترجمہ: جب (محبوب نے) خسرو سے (اس کے) درد دل کو سنا تو کہنے لگا غم نہ کر' ایک دن ہم تمہیں (اپنے دیدار و وصل سے) ضرور نوازیں گے۔

غزل 2

-1 اشکم برون می افگند راز از درون پردہ را .
آرے شکایتہا بود از خانہ بیرون کردہ را

-2 چو من بہ آزارے خوشم' ترک دلآزاری مکن
آخر بدست آور گہے این خاطر آزردہ را

-3 صد پے مرا تیر جفا بر دل زد آن ابرو کمان
روزے فریبد از کرم مجروح پیکان خوردہ را

-4 دوش از برای مطبخش ہیزم بہ مژگان بردہ ام
گفت از کجا آوردہ ای این خاک باد آوردہ را

-5 خسرو مران از کوی خود چو در غلامی پیر شد
چوں پیر شد' آخر کسے نفروخت ہرگز بردہ را

شعرنمبر 1 ترجمہ: میرے آنسو در پردہ رازوں کو باہر افشاں کر رہے ہیں۔ ہاں! ان گھر سے نکالے جانے والوں کو کچھ شکایات ضرور ہیں۔

-2 ترجمہ: جب میں (محبوب کی دی ہوئی) تکلیف سے خوش ہوں تو اس دلآزاری کو ترک مت کر۔ آخرکار کبھی تو یہ پریشان دل اُس کو اپنے موافق بنا کر اپنے ہاتھوں میں لے آئے گا۔

-3 ترجمہ: اُس کمان جیسی ابرو والے نے جفا کے سینکڑوں تیر مجھ پر مارے' ایک دن ضرور آئے گا کہ وہ فریب خوردہ ہو کر جفا کے ان تیروں سے زخمی اپنے عاشق پر کرم کرے گا اور مہربانی فرمائے گا۔

-4 لغت:

دوش: گذشتہ کل۔ مطبخش: اس کا باورچی خانہ' محبوب کا کچن۔ ہیزم: ایندھن۔

ترجمہ: کل میں اُس کے باورچی خانہ میں استعمال ہونے والے ایندھن کو اپنی پلکوں سے اٹھا کر لایا ہوں۔ وہ کہنے لگا کہ ہوا میں اُڑتی ہوئی اس چیز کو کہاں سے لے کر آیا ہے۔ (یعنی محبوب کی نظر میں میری تمام تر محنت' خلوص' محبت' قربانی اور جذبہ ایثار ہوا میں اُڑنے والی خاک کے مترادف ہو کر رہ گیا۔ زبردست اور دلشکن حوصلہ شکنی ہے۔)

-5 ترجمہ: اے خسرو! جب کوئی غلام (تمہارے پاس) بوڑھا ہو جائے تو اُس کو گھر سے باہر مت نکالنا کیونکہ جب کوئی غلام بوڑھا ہو جاتا ہے تو اس کو کوئی بھی فروخت نہیں کرتا۔

غزل 3

1- شبے دیدم چو مہ بر بام او را
صراحی پیش و بر کف جام او را

2- دعا میکردم و می نامدش یاد
ز مستی بہر من دشنام او را

3- نخواہد دل بہ خود دشنام ازاں لب
ز لعل او ہمین بس کام او را

4- بہ دل او را کہ عشقش خانہ سازد
کجا ماند دگر آرام او را

5- کسے کز عارض و زلف تو گوید
ہمین بس ورد صبح و شام او را

6- دلم دارد ھوای پای پوست
ببین در سر خیال خام او را

7- چو بر گشتی ز خسرو کرد پامال
جفای گردش ایام او را

شعر نمبر 1 ترجمہ: رات کو میں نے اپنے محبوب کو اپنے کوٹھے پر چاند کی مانند دیکھا۔ اس کے پاس ایک صراحی تھی اور ہاتھ میں جام تھا۔

2- ترجمہ: میں تو دعائیں کرتا جا رہا تھا اور مجھے یاد نہیں آتا کہ مستی کے عالم میں اس نے مجھے کس قدر گالیاں دیں' بُرا بھلا کہا۔

3- ترجمہ: دل نہیں چاہتا کہ اُس کے لبوں سے نکلی ہوئی گالیوں کو میں خود بیان کروں۔ اُس کے لعل جیسے سرخ ہونٹوں سے ہی یہ کام ہوتا اچھا لگتا ہے۔

4- ترجمہ: میرے اس دل کو جس میں کہ اس کا عشق گھر کر گیا ہے' اب اس میں کوئی کیونکر آرام کرنے کے لئے رہ سکتا ہے۔

5- ترجمہ: جو شخص تیرے رخسار اور زلف کی بات کرتا ہے (بس وہ یہی کرتا رہتا ہے) صبح شام اس کا یہی ورد ہو جاتا ہے اور تیری زلفوں اور گالوں کی تعریف کرتا رہتا ہے۔

6- ترجمہ: دل چاہتا ہے کہ تیرے پاؤں کو چوما جائے۔ ذرا دیکھو اس کے سر میں یہ کیسا خام خیال آیا ہے۔

7- ترجمہ: جب کسی نے خسرو سے منہ موڑا تو گردش ایام کی جفا نے اس کو پامال کر کے رکھ دیا۔

◄►

غزل......4

1- گم شدم در سر آن کوی' مجوئید مرا
او مرا کشت شدم زندہ' مموئید مرا

2- عمرے از گم شدنم رفت و نمی آیم باز
چون چنین است' شما نیز مجوئید مرا

3- بر درش مُردم و آن خاک بر اعضای منست
ہم بدان خاک در آرید و مشوئید مرا

4- عاشق و مستم و رسوائی خویشم ہوس است
ہرچہ خواہم بکنم' ہیچ مگوئید مرا

5- خسروم من گلے از خون دل خود رُستہ
بوی من ہست جگر سوز' مبوئید مرا

شعر نمبر 1 ترجمہ: میں (محبوب کی) اس گلی میں گم ہو گیا۔ مجھے تلاش مت کریں۔ اس نے مجھے مار ڈالا۔ پھر میں زندہ ہو گیا۔ مجھ پر نوحہ خوانی مت کر۔ (موئیدن: کسی مُردے پر نوحہ خوانی کرنا)

2- ترجمہ: مجھے گم ہوئے ایک عمر گزر گئی ہے۔ میں واپس لوٹ کر نہیں آؤں گا۔ جب واقعات ہی ایسے ہیں۔ آپ بھی مجھے تلاش مت کریں۔

3- ترجمہ: میں اُس (محبوب) کے در پر مرا ہوں اور وہ مٹی میرے اعضاء پر پڑی ہے۔ مجھے اُس خاک سے لے آؤ لیکن مجھے نہلانا نہیں۔

4- ترجمہ: میں ایک عاشق ہوں' ایک مست انسان ہوں اور رسوا ہونا ہی میری خواہش ہے۔ میں جو چاہے کروں گا۔ کوئی مجھ کو کچھ نہ کہے۔

5- ترجمہ: میں خسرو ہوں' میں اپنے دل کے خون میں سے اُگا ہوا ایک پھول ہوں۔ میرے پھول کی خوشبو جگر سوز ہے۔ اس کو مت سونگھئے۔

◄►

غزل......5

-1 شبم خیال تو بس، با قمر چہ کار مرا
من و چو کوہ شبے، با سحر چہ کار مرا

-2 من آستان تو بوسم، حدیث لب نکنم
چو من بہ خاک خوشم، با شکر چہ کار مرا

-3 نبینم آن لب خندان ز بیم جان یک رہ
ز دور سنگ خورم، با گہر چہ کار مرا

-4 اگر قضاست کہ میرم بہ عشق تو، آرے
بہ کارہای قضا و قدر چہ کار مرا

-5 بہ طاعتم طلبند و بہ عشرتم خوانند
من و غم تو، بہ کار دگر چہ کار مرا

-6 طلاق دادہ دل و عقل و ہوش را، خسرو
بہ گشت کوی تو با این حشر چہ کار مرا

شعر نمبر 1 ترجمہ: رات کو بس میرے لئے تیرا خیال ہی ہے۔ مجھے چاند سے کیا سروکار۔ میں اور پہاڑ جیسی رات۔ میرا سحر سے کیا کام۔

2- ترجمہ: میں تیرے آستانے کو بوسہ دیتا ہوں اور ہونٹ پر کوئی بات نہیں لاتا۔ جب میں اس خاک سے ہی خوش ہوں، شکر سے مجھے کیا کام۔

3- ترجمہ: جان کے خطرے کی بناء پر ایک راہ پر میں اس کے مسکراتے ہوئے ہونٹ نہیں دیکھتا۔ میں دور سے ہی پتھر کھاتا ہوں۔ مجھے قیمتی موتی سے کیا کام۔

4- ترجمہ: اگر میری قسمت میں یہی لکھا ہے کہ میں تیرے عشق میں ہی مروں تو ٹھیک ہے۔ پھر مجھے قضا و قدر کے معاملات کے ساتھ کیا کام۔

5- ترجمہ: مجھے اطاعت کے لئے طلب کرتے ہیں اور مجھے عیش و عشرت کے لئے پکارتے ہیں۔ میں اور تیرا غم۔ ان کے علاوہ مجھے اور کیا کام ہے۔

6- ترجمہ: خسرو نے دل و عقل اور ہوش کو طلاق دے دی۔ حشر جیسی اس صورت حال میں تیرے کوچے کی گردش سے مجھے کیا کام۔

غزل...... 6

1- دیوانہ کرد زلف تو در یک نظر مرا
فریاد ازان دو سلسلۂ مشک تر مرا

2- سنگین دل تو سخت تر از سنگ مرمر است
کوہ غم است بر دل ازاں سنگ مر مرا

3- دی غمزۂ تو کرد اشارت بہ سوی لب
تا بوسۂ دھد ز شکر خوبتر مرا

4- رویت گل و لبت شکر و این عجب کہ نیست
جز درد سر بہ حاصل ازاں گل شکر مرا

5- گفتم لب ترا کہ مرا عشوۂ بدہ
از خود نداد عشوہ کسے را مگر مرا

6- چون من ترا درون دل خویش داشتم
آخر چہ دشنہ داشتی در جگر مرا

7- با خسروت شمار وصال است ہر شبے
یک شب ہم از طفیلی خسرو شمر مرا

شعرنمبر 1 ترجمہ: ایک ہی نظر میں تیری زلف نے مجھے دیوانہ کر دیا۔ تیری ان دو خوشبودار زلفوں کی زنجیر سے فریاد ہے۔

2- لغت:

سنگ مرمر: سفید رنگ کا سخت ترین پتھر۔ ازان سنگ مرمرا: بالخصوص اس پتھر سے میرے لئے۔

ترجمہ: تیرا سخت دل سنگ مرمر سے بھی زیادہ سخت ہے۔ تیرے اس سخت دل کی وجہ سے بالخصوص میرے دل پر ایک سخت تر پتھر پڑا ہوا ہے۔

3- لغت:

دی: گذشتہ کل۔

ترجمہ: کل تیرے غمزہ نے تیرے ہونٹوں کی طرف اشارہ کیا۔ اس لئے کہ تیرے میٹھے اور اچھے ہونٹ مجھے بوسہ دے دیں۔

4- ترجمہ: تیرا چہرہ تو پھول جیسا ہے۔ تیرے ہونٹ شیریں ہیں اور یہ کوئی عجیب بات نہیں کہ ان پھولوں اور میٹھے

ہونٹوں سے مجھے دردِ سر ہی میسر آئے۔

5- ترجمہ: میں نے تیرے ہونٹوں سے کہا کہ مجھے بھی اپنے ساتھ ذرا ناز و نخرہ کر لینے دے۔ اُس نے از خود تو کسی کو عشوہ بازی نہ کرنے دی لیکن مجھے کچھ موقع دے ہی دیا۔

6- ترجمہ: جب میں نے تجھے اپنے دل میں رکھ لیا تو آخر اس بات کی کیا ضرورت تھی کہ تو نے میرے جگر میں خنجر چبھو دیا۔

7- ترجمہ: ہر رات تیرا شمار خسرو کے ساتھ وصال میں کیا جاتا ہے۔ کبھی اس خسرو کے طفیل ایک رات مجھے بھی وصل کی رات میں شمار کر لے۔

——◄ ►——

غزل...... 7

1- گرچہ بربود عقل و دین مرا
بد مگوئید نازنین مرا

2- گوشش از بار دُر گران گشتہ است
نشنود نالۂ حزین مرا

3- آخر اے باغبانس یکے بنمای
بہ من آن سرو راستین مرا

4- کرے میکند رقیب خنک
کہ بسوزد دل غمین مرا

5- عشق در کار خوبرویان کن
زہد و تقویٰ و کفر و دین مرا

6- دست در گل ہمی زنم لیکن
خار میکرد آستین مرا

7- چشم من بود بر نگین دہانش
داد انگشتری نگین مرا

8- سوختہ بینمش، اگر اثریست
در سحر آہ آتشین مرا

9- خسروا بگذر از سرم کہ ز اشک
بیم غرق است ہمنشین مرا

شعرنمبر 1 ترجمہ: اگرچہ وہ میری عقل اور میرا دین چھین کر لے گیا ہے لیکن میرے اس حسین محبوب کو بُرا مت کہو۔

2- ترجمہ: اس کے کان موتی کے بوجھ سے گراں ہو گئے ہیں۔ اسی وجہ سے وہ میری غمناک فریاد اور آہ و بکا نہیں سنتا۔

3- ترجمہ: اے باغبان آخرکار ایک دفعہ مجھے میرا وہ سیدھا دراز قد سرو (محبوب) تو دکھا دے۔

4- ترجمہ: وہ بدخواہ رقیب بڑی مہربانی کرتا ہے کہ میرے غمگین دل کو اور زیادہ جلاتا ہے۔

5- ترجمہ: اے میرے عشق میرے زہد و تقویٰ و کفر اور دین کو حسینوں کی خدمت میں مصروف کر دے۔

6- ترجمہ: میں تو پھولوں میں ہاتھ مارتا ہوں لیکن میری آستین کو کانٹے ہی چبھتے جا رہے ہیں۔

7- ترجمہ: میری آنکھ تو اُس کے منہ کے نگینے کی طرف لگی ہوئی تھی۔ اُس نے مجھے اپنی انگلی میں پڑی ہوئی انگشتری کا نگینہ دے دیا۔

8- ترجمہ: اگر میری آہ میں اثر ہے تو صبح کے وقت نکلی ہوئی میری آگ لگا دینے والی آہ سے میں اپنے رقیب کو خاکستر دیکھتا ہوں یعنی جو آہ میں صبح کے وقت کرتا ہوں۔ وہ جلا دینے والی ہے اور اس میں واقعی ایک اثر ہے۔ اس لئے میں اپنے رقیب کو اس آتشیں آہ کی وجہ سے جل کر خاکستر دیکھتا ہوں۔

9- ترجمہ: اے خسرو! تو اب میرے سر سے گزر جا کیونکہ میرے ہمنشین کو میرے آنسوؤں کے طوفان میں غرق ہو جانے کا ڈر ہے۔

غزل......8

1- خبرت ہست کہ از خویش خبر نیست مرا
گزرے کن کہ ز غم راہگذر نیست مرا

2- گر سرم در سر سودات رود نیست عجب
سر سودائی تو دارم غم سر نیست مرا

3- بے رُخت اشک ہمی بارم و گل می کارم
غیر ازاین کار کنون کار دگر نیست مرا

4- بر سر زلف تو زانروی ظفر ممکن نیست
کہ توانائی چون باد سحر نیست مرا

5- دل پروانہ صفت گرچہ پر و بال بسوخت
ہمچنان ز آتش عشق تو اثر نیست مرا

6- منم آن شمع کہ در سوز چنان بے خبرم
کہ گرم سر ببری ہیچ خبر نیست مرا

7- تا کہ آمد رخ زیبات بہ چشم خسرو
بر گل و لالہ کنون میل نظر نیست مرا

شعر نمبر 1 ترجمہ: تجھے خبر ہے کہ مجھے کچھ اپنی ہی خبر نہیں ہے۔ ذرا ادھر سے گزر کر کیونکہ غم سے مجھے راہگذر حاصل نہیں ہے۔

2- ترجمہ: اگر میرے سر میں تیرے عشق کا خیال آئے تو کوئی عجب بات نہیں ہے۔ میں تو تیرے غم میں ہی مبتلا ہوں۔ مجھے اپنے سر کی کوئی فکر نہیں ہے۔

3- ترجمہ: تیرا چہرہ دیکھے بغیر میں تو آنسو ہی بہاتا جا رہا ہوں اور پھول بکھیرتا جا رہا ہوں۔ اس کام کے علاوہ اب مجھے کوئی اور کام نہیں رہا۔

4- ترجمہ: تیری زلف پر ہماری کامیابی اس لئے ممکن نہیں کیونکہ ہمارے پاس تو توانائی نہیں ہے جو بادِ سحر کے پاس ہے۔

5- ترجمہ: پروانے کی طرح جل جانے والے دل نے اگرچہ بال اور پر سب جلا ڈالے ہیں۔ اس طرح کی تیرے عشق کی آگ کا سا اثر مجھ میں نہیں ہے۔

6- ترجمہ: میں وہ شمع ہوں کہ جلتے ہوئے مجھے اتنی بھی خبر نہیں کہ اس دوران اگر تو میرا سر بھی کاٹ کر لے جائے تو اس کی بھی مجھے کوئی خبر نہیں ہوگی۔

7- ترجمہ: اب میری نظر گل و لالہ پر نہیں ہے کیونکہ خسرو کی آنکھوں میں تیرے خوبصورت چہرے کا نقش آ گیا۔

——◄ ►——

غزل......9

1- دلبرا عمریست تا من دوست می دارم ترا
در غمت می سوزم و گفتن نمی یارم ترا

2- وای برمن کز غمت می میرم و جان میدہم
وآگہی نیست از دل افگار بیمارم ترا

3- اے بہ تو روشن دو چشمم گر در آری سر بہ من
از عزیزی ہمچو نور دیدہ می دارم ترا

4- داری اندر سر کہ بگذاری مرا و من بر آنک
در جمیع عمر خویش از دست نگذارم ترا

5- خواری و آزار برمن، گر بہ تیغ آید ز تو
خارم اندر دیدہ، گر باگل بیازارم ترا

6- یک زمان از پای ننشینم بہ جستجوی تو
یا کنم سر را فدایت یا بہ دست آرم ترا

7- نیست شرط اے دوست با یاران دیرینت جفا
شرم دار آخر کہ من یار وفا دارم ترا

شعر نمبر 1 ترجمہ: اے میرے معشوق! ایک عمر گزر گئی ہے کہ میں تجھ سے دوستی اور محبت رکھتا ہوں۔ تیرے غم میں جلتا رہتا ہوں لیکن مجھ میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ میں تجھ سے یہ بات بیان کرسکوں۔

2- ترجمہ: افسوس ہے، میری حالت پر کہ میں تیرے غم میں مرا جارہا ہوں اور میں جان تک دے رہا ہوں اور تجھے میرے زخمی اور بیمار دل کی کیفیت سے کوئی خبر ہی نہیں ہے۔ تجھے پتہ ہی نہیں ہے کہ میں تیرے غم میں مرتا جارہا ہوں اور میرا بسمل دل مجھے موت کی طرف لے جارہا ہے۔

3- ترجمہ: اے میرے محبوب! تیری وجہ سے میری دو آنکھیں روشن ہیں بشرطیکہ تو میری طرف توجہ کرے۔ میں تو تمہیں اتنا پیار کرتا ہوں جیسے کہ میں اپنی آنکھوں میں بینائی کا نور رکھتا ہوں۔

4- ترجمہ: تیرے سر میں شاید یہ خیال ہے کہ تو مجھے بھول جائے گا اور میں اس خیال میں ہوں کہ ساری عمر میں تمہیں اپنے ہاتھ سے جانے نہیں دوں گا۔

5- ترجمہ: اگر تیری طرف سے کوئی تیغ جفا میری جانب آجائے تو میں خوار اور بدحال و پریشان ہو جاتا ہوں۔ اگر میں تجھے ایک پھول مار کر بھی پریشان کروں تو میری آنکھوں میں کانٹے چبھ جائیں۔

6- ترجمہ: میں ایک لمحے کے لئے بھی اپنے پاؤں پر نہیں بیٹھا اور تیری تلاش میں مصروف رہا ہوں (اور یہ ارادہ کرلیا ہے کہ) یا تو میں اپنا سر تجھ پر فدا کردوں گا یا تجھے پالوں گا۔

7- ترجمہ: اے دوست! تیرے پرانے دوستوں کے ساتھ جفا برداشت کیے جانے کی کوئی شرط تو نہ تھی۔ ذرا شرم کر کہ آخرکار میں تمہارا ایک پرانا وفادار دوست ہوں۔ (اس لئے ملاپ کا موقع ضرور دے دے۔)

غزل......10

1- وہ کہ از سوز درونم خبرے نیست ترا
در غمت مردم و با من نظرے نیست ترا

2- بر سر کوی تو فریاد کہ از راہ وفا
خاک رہ گشتم و بر من گذرے نیست ترا

-3 دارم آن سر کہ سرم در سروکار تو شود
بامن دلشدہ ہرچند سرے نیست ترا

-4 دیگران گرچہ دم از مہر و وفای تو زنند
بہ وفای تو کہ چون من دگرے نیست ترا

-5 خسروا' نالہ و فریاد بہ جائے نرسد
یا رب از گریۂ خونین اثرے نیست ترا

شعر نمبر 1 لغت:

وہ: افسوس۔

ترجمہ: افسوس کہ تجھے میرے اندرونی سوز کی خبر نہیں۔ میں تیرے غم میں مر گیا اور میری طرف تیری نظر ہی نہیں ہے۔

(اے میرے محبوب میں تیرے عشق میں جلتا جا رہا ہوں اور اندر ہی اندر تیرا عشق مجھے جلا کر خاک کر رہا ہے۔ افسوس کہ میں اس غم میں جل کر مرتا جا رہا ہوں اور میری طرف تیری نگاہ تک نہیں ہے۔)

2- ترجمہ: فریاد ہے کہ راہ وفا پر چلتے ہوئے ہم تیرے کوچے کی خاک راہ بن گئے لیکن (افسوس) تیرا میری طرف گزر تک بھی نہیں ہے۔

(یعنی اے محبوب ہم تیرے کوچے میں تیری راہ دیکھتے دیکھتے خاک ہوتے جا رہے ہیں لیکن اب تمہارا اس طرف کوئی گزر تک نہیں ہوتا۔ کس قدر صدمے کی بات ہے۔)

3- لغت:

سروکار: تعلق' رابطہ' پیوستگی۔ دلشدہ: جو اپنا دل گم کر چکا ہو۔

ترجمہ: میرے پاس ایسا سر ہے جو تجھ سے (پختہ پیوستگی اور تعلق رکھتا ہے لیکن میرے جیسے دل گم کردہ شخص کے لئے) میرے جیسا سر تیرے پاس نہیں ہے۔

(یعنی اے محبوب! میں تو ہر وقت تیرے بارے میں سوچتا رہتا ہوں۔ میں نے دل تو تمہارے ہاں گم کر دیا ہے لیکن افسوس کہ بات یہ کہ تم نے کبھی مجھ جیسا نہیں سوچا۔ تم نے کبھی میرے ساتھ وصل کے بارے میں نہیں سوچا۔)

4- ترجمہ: اگرچہ دوسرے لوگ تیرے ساتھ مہر و وفا کرنے کا بہت دم بھرتے ہیں۔ مجھے تیری وفا کی قسم ہے کہ مجھ جیسا تم سے محبت کرنے والا کوئی اور دوسرا نہیں ہے۔

5- ترجمہ: اے خسرو! تیرا نالہ و فریاد اپنے صحیح مقام تک نہیں پہنچ رہا۔ اے رب تعالیٰ! (میرے ان) خون کے آنسو بہانے پر بھی تجھ پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔

(خسرو اپنے محبوب کے وصال کے لئے نالہ و فریاد کرتے ہیں۔ وہ خون کے آنسو روتے ہیں لیکن وصال میسر نہیں ہوتا۔ وہ اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ کیا یہ نالہ و فریاد اور خون کے آنسو بہانے کا بھی اب کوئی اثر

باقی نہیں رہا۔ کیوں! یہ کیا ہو گیا ہے۔)

غزل......11

1- اے از مژہٗ تو رخنہ در جانہا
وے درد تو کیمیای درمانہا

2- بادے کہ ز کوی تو ہمی آید
می جنبد و می برد ز ما جانہا

3- تو جیب کشادہ در خرامیدن
دست ہمہ خلق در گریبانہا

4- آن زیستنی کہ داشتی با من
میرم اگر آیدم بہ دل زانہا

5- جز مہر گیا ز خاک برنیاید
جائے کہ زنم ز دیدہ بارانہا

6- در بادیۂ فراق جان دادم
چون تشنہ کہ مرد در بیابانہا

7- خون ریز ز خسروؔ ار مئے ندھی
این کنؔ اگر نمی کنی آنہا

شعر نمبر 1 لغت:

مژہ: پلکیں۔ رخنہ: فساد' عیب' رکاوٹ۔ درمان: علاج' دوا۔

ترجمہ: اے میرے محبوب تیری پلکیں مریض عشق کی جان کے علاج میں رکاوٹ (کا باعث) ہیں اور تیرا دردِ عشق ہی اس مرض کے لئے بہترین کیمیا اور دوا ہے۔

2- ترجمہ: وہ ہوا جو تیرے کوچے سے ہو کر آتی ہے' وہ ہمارے تن بدن کو ہلا دیتی ہے اور ہماری جان نکال کر لے جاتی ہے۔

3- ترجمہ: تو اپنی کھلی جیب میں ہاتھ ڈال کر ٹہلتا ہے جبکہ تمام لوگوں کے ہاتھ اُن کے اپنے گریبانوں میں ہوتے ہیں۔
(اے میرے محبوب تو نہایت ہی بے فکری' خوشی اور اطمینان کے ساتھ جیب میں ہاتھ ڈال کر مستی کے عالم میں ٹہلتا ہے جبکہ تیرے چاہنے والے تیرے بارے میں متفکر و متحیر اپنے ہاتھ اپنے گریبانوں میں ڈالے پریشان پھر

رہے ہیں۔)

3-لغت:

زیستنی: زندگی، ساتھ ساتھ جینا۔ زانہا: اسی طرح۔

ترجمہ: زندگی کے وہ لمحے جو تمہارے میرے ساتھ گزرے، اگر وہ واقعی (تیری طرف سے) دل کی وابستگی کے ساتھ تھے تو میں (اسی خوشی میں) مر ہی جاؤں۔

5- لغت:

مہر: محبت۔ گیا: گھاس۔

زدیدہ بارانہا: آنکھوں سے بارش یعنی بہت زیادہ رو رو کر اتنے آنسو بہانا کہ بارش ہوتی دکھائی دے۔

ترجمہ: جس جگہ میں اپنی آنکھوں سے (تیری محبت کی بناء پر) بارش کی طرح آنسو بہا دوں، وہاں مٹی سے گھاس بھی محبت کے بغیر نہیں اُگے گی۔

6- لغت:

بادیہ: جنگل، بیابان، دشت۔

ترجمہ: جدائی کے جنگل میں، میں نے اس طرح جان دے دی جس طرح کوئی بیابان میں پیاسا ہی مر گیا ہو۔

7- لغت:

خون ریز: خون بہا دے۔ ار: اگر۔

ترجمہ: خسرو کا خون بہا دے۔ اگر تو اُس کو شراب نہیں دیتا۔ ایسے ہی کر (خون کر دے) اگر تو ویسے (یعنی شراب دے کر) نہیں کرتا۔

——◄ ►——

غزل......12

1- ابر می بارد و من می شوم از یار جدا
چون کنم دل بہ چنین روز ز دلدار جدا

2- ابر باران و من و یار ستادہ بہ وداع
من جدا گریہ کنان، ابر جدا، یار جدا

3- سبزہ نوخیز و ہوا خرم و بستان سرسبز
بلبل روی سیہ ماندہ ز گلزار جدا

4- اے مرا در تہ ہر موی بہ زلفت بندے
چہ کنی بند ز بندم ہمہ یکبار جدا

5- دیدہ از بہر تو خونبار شدٔ اے مردم چشم
مردمی کنٔ مشو از دیدۂ خونبار جدا

6- نعمت دیدہ نخواہم کہ بماند پس ازین
ماندہ چون دیدہ ازان نعمت دیدار جدا

7- حسن تو دیر نپاید چو ز خسرو رفتی
گل بسے دیر نماندٔ چو شد از خار جدا

شعرنمبر 1 ترجمہ: برسات کا موسم ہے اور میں اپنے دوست سے جدا ہو رہا ہوں۔ ایسے (شاندار) دن میں میں کس طرح اپنے دل کو دلدار سے جدا کروں۔

2- ترجمہ: برسات جاری ہے' میں اور میرا یار جدا ہونے کو کھڑے ہیں۔ میں علیحدہ گریہ وفریاد کر رہا ہوں۔ باراں علیحدہ برس رہی ہے اور دوست علیحدہ رو رہا ہے۔

3- ترجمہ: تازہ تازہ اُگا ہوا سبزہ اور دلخوش کرنے والی ہوا اور سرسبز باغ ہے۔ بدقسمت بلبل (ان حالات میں) گلستان سے جدا ہونے کو ہے۔

4- ترجمہ: اے میرے محبوب! تو نے مجھ کو اپنی زلف کے ہر بال کی تہ کے نیچے باندھ لیا ہے تو کیا باندھے گا۔ جب تو یکبار ہی مجھے اس بندھ سے جدا کر دے گا۔ یعنی جب تو ان پختہ ناطوں کے باوجود فراموش کر دے گا تو اس طرح ہر بال میں مقید کر لینے کا کیا فائدہ ہو گا۔ تیرا ہمیں بھول جانا ہمارے تمام ناطے توڑ دینے کے مترادف ہو جائے گا۔

5- لغت:

خونبار: خون بہانے والی۔ مردم چشم: آنکھ کی پتلی۔ مردمی کن: مہربانی کر۔

ترجمہ: اے آنکھ' میری آنکھ کی پتلی تیرے لئے پہلے ہی خونبار ہو گئی ہے۔ (اے میرے محبوب) مہربانی کر۔ اب تو ان خون بہانے والی آنکھوں سے جدا نہ ہونا۔ یعنی میری آنکھ میں جو آنسو بہہ رہے ہیں' وہ تیرا تصور لئے ہوئے ہیں اور شدت روانی میں خون بھی بہنے لگ گیا ہے لیکن اس تمام بارانی میں تیری تصویر ہے۔ اب تو ان آنکھوں سے جدا نہ ہونا۔

6- ترجمہ: میں نہیں چاہتا کہ اس کے بعد میری آنکھوں کی نعمت دیدار (محبوب) کی نعمت سے جدا رہے۔
(یعنی آنکھیں تو نعمت ہیں ہی لیکن میری خواہش ہے کہ یہ نعمت ایک اور نعمت سے بھی ہمکنار ہو۔ وہ نعمت دیدار یار ہے۔ اس لئے نعمت دیدہ کے ساتھ ساتھ نعمت دیدار بھی میسر آئے تو کیا بات ہے۔)

7- ترجمہ: اے محبوب! تیرا حسن زیادہ دیر تک قائم نہیں رہے گا۔ جب تو خسرو کے پاس سے چلا گیا کیونکہ جب کوئی

پھول کانٹے سے دور ہو جاتا ہے۔ (اور ٹوٹ جاتا ہے) تو وہ پھول زیادہ دیر تک (تازہ) نہیں رہتا (بلکہ مرجھا کر سکڑ اور بکھر جاتا ہے)۔

غزل......13

1- دلم در عاشقی آوارہ شد آوارہ تر بادا
تنم از بیدلی بیچارہ شد بیچارہ تر بادا

2- بہ تاراج عزیزان زلف تو عیارئے دارد
بہ خونریز غریبان چشم تو عیارہ تر بادا

3- رخت تازہ ست و بہر مردن خود تازہ تر خواہم
دلت خارہ ست و بہر کشتن من خارہ تر بادا

4- گر' اے زاہد' دعای خیر میگوئی مرا' این گو
کہ آن آوارہ از کوی بتان آوارہ تر بادا

5- ہمہ گویند کز خونخواریش خلقے بہ جان آمد
من این گویم کہ بہر جان من خونخوارہ تر بادا

6- دل من پارہ گشت 'از غم' نہ زانگونہ کہ بہ گردد
وگر جانان بدین شاد است' یا رب' پارہ تر بادا

7- چو با تر دامنی خو کرد خسرو با دوچشم تر
بہ آب چشم پاکان دامنش ہموارہ تر بادا

شعر نمبر 1 ترجمہ: عاشقی میں میرا دل آوارہ ہو گیا۔ (خدا کرے) یہ اور زیادہ آوارہ ہو جائے۔ بیدلی کی وجہ سے میرا تن بدن بے چارہ کمزور ہو گیا۔ (خدا کرے) یہ اور زیادہ کمزور اور بے چارہ ہو جائے۔

2- لغت:

تاراج: غارت گری۔ عیار: مکار' چالاک۔ عیارے: چالاکی' مکاری۔

ترجمہ: اپنے پیاروں کی غارت گری میں تیرے زلف نے بہت چالاکی کی ہے۔ پردیسیوں اور مفلسوں کا خون گرانے میں تیری آنکھ اور زیادہ چالاک اور مکار ہو جائے۔

3- لغت:

رُخت: تیرا چہرہ۔ خارہ: سخت پتھر۔

ترجمہ: تیرا چہرہ بالکل تازہ ہے لیکن مجھے اپنے مرنے کو زیادہ تازہ چہرہ چاہئے۔ تیرا دل پتھر جیسا سخت ہے لیکن مجھے مارنے کے لئے اس سے بھی سخت پتھر درکار ہے۔

4- ترجمہ: اے زاہد! اگر تو میرے لئے دعائے خیر کرتا ہے تو یہ دعا کر کہ وہ معشوق کی گلی کا آوارہ شخص اور زیادہ آوارہ ہو جائے۔

5- ترجمہ: تمام لوگ کہتے ہیں کہ وہ اُس (معشوق) کی خونخواری سے دل و جان سے تنگ آ گئے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ وہ میری جان کے لئے اس سے زیادہ خونخوار ہو جائے۔

6- لغت:

پارہ گشت: ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ زانگونہ: اس طرح۔

ترجمہ: میرا دل غم کی وجہ سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اس طرح نہیں کہ وہ ٹھیک ہو جائے اور اگر معشوق اس صورت حال میں خوش ہے تو اے اللہ تعالیٰ اور بھی زیادہ ٹکڑے ہو جائیں۔

7- لغت:

خوکرد: عادت بنا لی۔ ہموارہ: ہمیشہ۔

ترجمہ: اے خسرو! اگر تیری بھیگی ہوئی آنکھوں نے تر دامنی کو اپنی عادت بنا لیا ہے تو ایسا ہو کہ پاک آنکھوں کے آنسوؤں سے اس کا دامن ہمیشہ بھیگا ہی رہے۔

——◄ ►——

ردیف ب

غزل......14

1- اے دل وا ماندہ خیز رہ سوی جانان طلب
وز نفس اہل درد مایۂ درمان طلب

2- پردہ اعلاست عشق' گر ملکی این کشای
لجہ دریاست عشق گر گہری آن طلب

3- چند مراوت ز فقر کشف و کرامات چند
چون خضر آشنا ست' چشمۂ حیوان طلب

4- شیر شو و صید را در تہ چنگل کش
مرد شو و خصم را بر سر میدان طلب

5- ہست مراد کسان دولت روز وصال
آنچہ مراد من است در ہجران آن طلب

6- ہر کہ شبے زندہ داشت ہمدم روح اللہ است
نان چہ ربائی ز خوان چاشنی جان طلب

7- مست شو اے ہوشیار لیک نہ زین بادہ خور
از قدح مصطفیٰ بادۂ احسان طلب

شعر نمبر 1 لغت:

واماندن: بے تاب ہونا' ناتواں ہونا' خستہ ہونا' تھک کے ہار جانا' عاجز آ جانا۔

ترجمہ: اے ناتواں دل اُٹھ اور محبوب کی جانب راہ اختیار کر اور درد رکھنے والے حضرات سے علاج کا سرمایہ طلب کر۔

2- لغت:

پردہ اعلا: بزرگواری کا پردہ' بلندی وعظمت کا پردہ۔ گرملکی: اگر تو بادشاہ ہے۔ لجہ: بھنور' دریا کا وہ مقام جہاں پانی بہت گہرا ہوتا ہے۔ گہر: موتی۔

ترجمہ: عشق بزرگواری وعظمت کا ایک پردہ ہے۔ اگر تو بادشاہ ہے تو اس پردے کو کھول دے۔ عشق دریا کا وہ مقام ہے جہاں پانی بہت گہرا ہوتا ہے۔ اگر کوئی موتی ہے تو اس کو طلب کر۔

3- لغت:

چند مراوت: تیری کتنی مرادیں ہیں' کچھ مرادیں ہیں۔ خضر آشنا: حضرت خضر علیہ السلام کو پہچاننے والا۔ چشمۂ حیوان: آب حیات۔

ترجمہ: فقر سے تمہیں کچھ مرادیں حاصل کرنی ہیں' کچھ کشف و کرامات حاصل کرنے ہیں۔ جب تو حضرت خضر علیہ السلام سے کوئی شناسائی رکھتا ہے تو پھر تو اُن سے آب حیات طلب کر۔

4- لغت:

صید: شکار۔ چنگال: آدمی یا حیوان کا پنجہ۔ خصم: دشمن۔

ترجمہ: شیر بن جا اور شکار کو اپنے پنجے کے نیچے رکھ کر دبوچ لے۔ جوانمرد بن جا اور دشمن کو مقابلے کے لئے میدان میں بلا۔

5- لغت:

مراد کسان: عام لوگوں کی مراد۔

ترجمہ: عام لوگوں کی مراد تو یہ ہے کہ ان کو ملاپ کے دن کی دولت نصیب ہو۔ وہ جو کہ میری مراد ہے اُس کو فراق میں بیٹھ کر طلب کر۔ (غم فراق کی بھی ایک منفرد لذت ہوتی ہے۔ وہ سرور وصال سے علیحدہ ہی مزہ رکھتی ہے۔)

6- لغت:

ہمدم: ساتھی۔ روح اللہ: حضرت عیسٰی علیہ السلام۔ خوان: مراد دستر خوان۔ چاشنی جان: جان کی لطیف و دلکشا باتیں۔

ترجمہ: جس شخص کو زندگی سے بھرپور رات میسر آئی۔ وہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کا ساتھی ہوا۔ تو اے انسان کسی کے دسترخوان سے روٹی چھیننے کی کوشش کیوں کرتا ہے۔ تجھے چاہئے کہ جان و دل کی لطیف و پُرکشش باتیں طلب کرے۔

7- لغت:

قدح مصطفیٰ: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس شراب طہورا کا پیالۂ معرفت کی شراب کا پیالہ۔ بادۂ احسان: عمومی طور پر احسان کی شراب۔

ترجمہ: اے ہشیار انسان تو مست و مسرور ہو جا لیکن اس عام شراب خور سے نہیں بلکہ تو مسرور و مخمور ہو جا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شراب طہورا کے پیالے سے شراب لے کر اور عمومی طور پر احسان کرنے کی شراب کے نشے سے۔

——◄ ►——

غزل......15

1- اے نازنین کہ ماہ منی امشب
رحمے بکن چو شاہ منی امشب

2- خوش بنشیں، بادہ بکش پاک
خواب مکن چو ماہ منی امشب

3- بر خانہ چہ باشد دمے چون تو
ہمچو یوسف بہ چاہ منی امشب

4- بر فرق من نشین کہ ز بس عزت
ہم تاج و ہم کلاہ منی امشب

5- وصل بتان اگر ز گنہ باشد
ایمن نشین ز آہ منی امشب

6- سیل چشم چو ز خون است بشناس
ہر جا کہ گریہ عشق راہ منی امشب

7- فردا کہ روی نزید خسرو
بس آتش بہ کاہ منی امشب

شعر نمبر 1 لغت:

نازنین: نازک اندام معشوق۔ منی: مرا، میرا یا میری۔

ترجمہ: اے نازک اندام حسین تو آج رات میرا چاند ہے۔ مجھ پر رحم کر کیونکہ آج رات تو میرا بادشاہ ہے۔

2- ترجمہ: خوش ہو کر بیٹھ، شراب پی لیکن سو مت جانا کیونکہ آج رات تو میرا چاند ہے۔

3- ترجمہ: گھر کی کیا حالت ہو جب (اے محبوب) تو حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح آج کی رات میرے ہی کنویں میں آن پڑا ہو۔

4- لغت:

فرق: سر کی چوٹی۔

ترجمہ: میرے سر کی چوٹی پر تشریف رکھ کیونکہ بہت زیادہ عزت و وقار کی وجہ سے تو آج کی رات میرا تاج بھی ہے اور کلاہ بھی۔

5- ترجمہ: محبوب کے ساتھ ملاپ کرنا اگر گناہ ہے تو اے میرے محبوب تو آج کی رات میری آہ سے بالکل امن و امان

اور پناہ میں بیٹھا رہ۔

6- لغت:

سیل چشم: آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں کا سیلاب۔ بشناس: تو بس پہچان لے۔
ترجمہ: اگر کسی جگہ تو خون سے آلودہ آنکھوں کے آنسوؤں کا سیلاب پائے تو بس پہچان جا کہ جہاں جہاں عشق کے سلسلے میں آہ وزاری جاری ہے، وہ میرا ہی راستہ ہے۔

7- ترجمہ: کل جبکہ تو چلا جائے گا تو خسرو زندہ نہیں رہے گا کیونکہ گھاس پھونس جیسے تنکوں کو آگ صرف آج کی رات ہے۔ (گھاس پھونس کے تنکوں کو جب آگ لگتی ہے وہ بہت جلد بھڑکتی ہے اور جلد ہی خاکستر ہو جاتی ہے، بس فنا!)

ردیف ت

غزل......16

1- شب گذشتہ ست و اوّل سحر است
بانگ بلبل بہ مے نویدگر است

2- وقت او خوش کہ در چنین وقتے
بادہ بر دست و نازنین بہ بر است

3- کشتی بادہ نہ بہ کفؑ بارے
عمر ازینسان رود چو بر گذر است

4- چند گوئی کہ مست و بیخبری
ہر کہ او مست نیست بیخبر است

5- صرفہ خشک زاہدان را باد
ہر چہ ماراست در شراب تر است

6- ساقیاؑ غوطہ دہ مرا در مے
کہ مے آشام شعلہ در جگر است

7- گرچہ بد مستی است عیب حریف
کندن ریش محتسب ہنر است

8- گر بہ میخانہ مفسدان شراب
پادشا ہندؑ بندہ خاک در است

9- خسرواؑ چند از گنہ ترسی
رو کہ عفو خدای معتبر است

شعر نمبر 1 لغت:

نویدگر: خوش خبری دینے والی۔

ترجمہ: رات گزر گئی ہے اور صبح سویرے کا پہلا پہر ہے۔ بلبل کی آواز شراب کی خوش خبری دے رہی ہے۔

2- ترجمہ: اس کے لئے یہ کتنا شاندار وقت ہے کہ ایسے وقت میں شراب ہاتھ میں ہے اور محبوب بغل میں ہے۔

3- ترجمہ: شراب کی کشتی ایک مرتبہ بھی ہاتھ میں نہ آئی۔ ساری عمر اسی طرح چلی جا رہی ہے جیسے بس گزر گئی۔
4- ترجمہ: کتنی بار تم نے کہا! ہے کہ تو مست اور بے خبر ہے۔ ہر وہ شخص جو مست نہیں ہے' بے خبر ہے۔

5- لغت:

صرفہ: فائدہ' سود' نفع۔

ترجمہ: خشک فائدہ صرف زاہدوں کے لئے ہی ہے۔ جو کچھ ہمارے لئے ہے وہ شراب میں تربتر ہے۔
6- ترجمہ: اے ساقی! مجھے شراب میں غوطہ دے کہ (یہ میخوار) اس قدر طالب مے ہے کہ اس کے جگر میں شعلے بھڑک رہے ہیں۔
7- ترجمہ: اگرچہ بدمستی کرنا حریف کا عیب ہے لیکن محتسب کی داڑھی اکھیڑنا ایک ہنر ہے۔ یعنی بدمستی تو عیب حریف ہے لیکن محتسب کی ڈاڑھی نوچنا کسی اناڑی کا کام نہیں۔ یہ کام کوئی ہنرمندی ہی کر سکتا ہے۔
8- ترجمہ: اگر شراب خانے میں شراب پر جھگڑنے والے اور فساد کرنے والے بادشاہ قسم کے لوگ بھی ہوں تو یہ بندہ اس مے خانے کے دروازے کی خاک ہے۔
9- ترجمہ: اے خسرو! گناہ کرنے سے کب تک ڈرتا رہے گا۔ جا (گناہ کر)۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عام معافی پر ہمیں مکمل اعتبار ہے کیونکہ یہ سب بات مصدقہ اور معتبر ہے کہ وہ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔

غزل......17

1- مفلسی از پادشائی خوشتر است
مفسدی از پارسائی خوشتر است

2- پادشاہی راست درد سر ولے
چون نگہ کردم گدائی خوشتر است

3- آدمی چون کبر در سر میکند
با سگ کوٗ آشنائی خوشتر است

4- نیست لذت عشق رابعد از وصال
عشق بازان را جدائی خوشتر است

5- عشق دونان خسروا از سر بنہ
عشق با سر خدائی خوشتر است

شعر نمبر 1 ترجمہ: بادشاہی سے غربت بہتر ہے۔ دنگا فساد پارسائی سے بہتر ہے۔

2- ترجمہ: پادشاہی میں تو سراسر دردِ سر ہے لیکن جب میں نے نظر اُٹھائی تو پتہ چلا کہ گدائی بہتر ہے۔
3- ترجمہ: جب کوئی شخص تکبر کرتا ہے تو اس سے بہتر گلی کے کتے سے آشنائی کر لینا ہے۔
4- ترجمہ: عشق میں وصل میسر ہو جانے کے بعد کوئی لذت نہیں رہتی۔ عشق کرنے والوں کے لئے تو جدائی ہی بہتر ہے۔
5- ترجمہ: اے خسرو! کمینے آدمیوں سے محبت کرنے کا خیال دماغ سے نکال دے۔ اللہ کی خدائی کے بھیدوں سے عشق کرنا بہت بہتر ہے۔

—— ◄ ► ——

غزل......18

1- شاخ گل از نسیم جلوہ گر است
وقت گلبانگ بلبل سحر است

2- خار پہلوی گل نشاند از آنک
بانگ بلبل بگوش ہای در است

3- باغ در رقص و جنبش است، از آنک
خون بستہ ز بہر نیشتر است

4- چونکہ پیوند تست گل؛ ای خار
نیش در حق او نہ از ہنر است

5- آخر ای گل نگر ز چندین سیم
کہ ترا یک دو سہ قراضہ زر است

6- خلق را یاد میدہد ز شراب
آنکہ از لالہ کوہ کاسہ گر است

7- لالہ از می پیالہ می گیرد
آنکہ پیمانہ پُر شود دگر است

8- غنچہ را بین فراہمی دہنش
گویا بوسہ جای آن بسر است

9- چشم مستت کشندہ ایست عجب
خواب مستش از آن کشندہ تر است

10- ساقی من روانہ کن از کف
کشتی من کہ عمر بر گزر است

11- باغ داد از نشاط و عیش خبر
ای خوش آنکس کہ مست و بے خبر است

12- خسروا چند از گنہ ترسی
رو کہ عفو خدای معتبر است

شعرنمبر 1 ترجمہ: بادنسیم سے پھول کی ٹہنی جلوہ گر ہوئی ہے۔ صبح کا وقت بلبل کے چہچہانے کا وقت ہے۔
2- ترجمہ: پھول کے پہلو میں کانٹے بھی آ گئے۔ اسی وجہ سے بلبل کی آواز کانوں تک آ رہی ہے۔
3- ترجمہ: پورا باغ رقص و جنبش میں ہے۔ اسی لئے خون بستہ کے لئے یہ نیشتر کی حیثیت رکھتا ہے۔
4- ترجمہ: اے خار چونکہ گل تیرا پیوند ہے یہ کانٹا اس کے حق میں ہے نہ کہ ایک ہنر ہے۔
5- ترجمہ: آخر اے پھول تو ذرا اپنا چاندی جیسا جسم دیکھ۔ یہ تو تیرے لئے تھوڑا سا زر ہے۔ (یعنی تیری خوبصورتی صرف چند لمحوں کے لئے ہے۔)
6- ترجمہ: جو کوئی شخص لالہ کوہ کی مانند کاسہ گر ہے وہ شراب سے لوگوں کو یاد دلاتا ہے کہ (گل لالہ شراب کے پیالے کی مانند ہے اور اس کا وجود ایک کاسہ کی طرح ہے۔)
7- ترجمہ: گل لالہ شراب سے ہی بھر کر ساغر بن جاتا ہے۔ جب وہ پیالہ بھر جاتا ہے تو دوسرا تیار ہوتا ہے۔
8- ترجمہ: غنچے کی طرف دیکھو وہ اپنے منہ کی فراہمی کا رہین منت ہے۔ یوں کہہ لیجئے کہ ایک بوسہ اُس کی اصل جگہ ہے۔ (بادنسیم کا ایک جھونکا اس غنچے کے ہونٹوں کو چھوتا ہے اور وہ غنچہ پھول بن جاتا ہے۔)
9- ترجمہ: تیری مست آنکھ عجیب قاتل ہے۔ اس کی مست نیند تو اس سے بھی زیادہ قاتل ہے۔ (یعنی میرا محبوب کسی کو نظر سے ہلاک کر دیتا ہے اور کسی کو اپنی نیند کے سرور سے دیکھنے والے کی جان لے لیتا ہے۔)
10- ترجمہ: اے ساقی! اپنے ہاتھ سے شراب کا ایک پیالہ میرے لئے روانہ کر کیونکہ اسی شراب کے پیالے سے میری عمر بسر ہو رہی ہے۔
11- ترجمہ: نشاط و عیش کو باغ نے خبر دی کہ خوش وہی ہے جو مست و بے خبر ہے۔ (یعنی جس نے اس دنیا کی فکر کی وہ ہمیشہ غمگین رہا۔ گلستان جہان میں اگر خوش رہنا ہے تو عیش و نشاط سے رہو۔ عیش و نشاط وہی شخص کر سکتا ہے جو حوادث زمانہ سے بے خبر رہے۔)
12- ترجمہ: اے خسرو! تو کب تک گناہ سے ڈرتا رہے گا۔ جا' اللہ تعالیٰ کی بخشش اور معافی بہت معتبر ہے۔ خدا تعالیٰ بخشنے والا اور گناہوں کے تائب کو معاف کر دینے والا ہے۔ اس لئے فکر کی بات نہیں ہے۔

غزل...... 19

1- از من آن کامیاب را چہ غم است
زین شب آن ماہتاب را چہ غم است

2- ذرّہ ھا گر شوند زیر و زبر
چشمہ آفتاب را چہ غم است

3- گر مرا نیست خوابے اندر چشم
چشم آن نیم خواب را چہ غم است

4- گر بسوزد ہزار پروانہ
مشعل خانہ تاب را چہ غم است

5- ور کنم من سؤال کشتن خویش
ترک حاضر جواب را چہ غم است

6- خسرو ار جان دہدٗ تو دیر بزی
ماہی ار 'مردٗ آب را چہ غم است

شعر نمبر 1 ترجمہ: میرے اس کامیاب محبوب کو مجھ سے کیا غم ہے۔ اس رات اُس چاند کو کیا غم ہے۔ (کوئی غم وفکر نہیں ہے۔)

2- ترجمہ: اگر تمام تر ذرات زیر و زبر ہو جائیں تو سورج کے چشمے کو ان کے زیر و زبر ہونے کا کیا غم ہے۔

3- ترجمہ: اگر میری آنکھوں میں نیند نہیں رہی تو اس مدہوش آنکھوں (والے) کو کیا غم ہے۔

4- ترجمہ: اگر گھر کو روشن کرنے والی مشعل سے ہزاروں پروانے جل جائیں تو مشعل کو اس بات کا کیا غم۔ (مشعل نے روشنی بکھیرنی ہی ہے اور پروانوں نے اس پر جل مرنا ہے۔)

5- ترجمہ: اور اگر میں (اپنے محبوب کے سامنے) خود کو ہلاک کر دینے کا سوال کروں تو اُس حاضر جواب محبوب کو اس بات کا کیا غم۔ (وہ تو بے پرواہ ہے' کوئی مرے یا جئے اسے کیا غم۔)

6- ترجمہ: خسرو! اگر جان بھی دے دے (تو کوئی غم نہیں) اے محبوب تو دیر تک زندہ رہے کیونکہ اگر کوئی مچھلی مر جاتی ہے تو پانی کو اس کا کوئی غم نہیں ہوتا۔

غزل......20

-1 ای نسیم صبحدم یارم کجاست
غم ز حد بگذشت دلدارم کجاست
-2 خواب در چشم نمی آید بشب
آن چراغ چشم بیدارم کجاست
-3 دوست گفت آشفته گرد و زار باش
دوستان آشفته و زارمؑ کجاست
-4 نیستم آسوده از کارش دمی
یار آن آسوده از کارمؑ کجاست
-5 تا بگوش او رسانم حال خویش
ناله ھای خسرو زارم کجاست

شعر نمبر 1 ترجمہ: اے صبح کی باد نسیم! میرا دوست کہاں ہے۔ میرا غم حد سے گزر گیا ہے۔ میرا دلدار کہاں ہے۔
2- ترجمہ: رات کو میری آنکھوں میں نیند بھی نہیں آتی۔ وہ میرا بیدار آنکھوں والا روشن چراغ کہاں ہے۔
3- ترجمہ: دوست نے کہا تو آشفتہ حال ہو جا۔ زار زار رو۔ اے میرے دوستو! میرا وہ آشفتہ اور مجھے رُلانے والا کہاں ہے۔
4- ترجمہ: میں ایک لمحے کے لئے بھی سکون و آرام میں نہیں ہوں۔ وہ میرے حال سے بے خبر محبوب پُر سکون حالت میں کہاں ہے۔
5- ترجمہ: میری خسرو جیسی آہ و زاری اور نالہ و فریاد کہاں ہے تا کہ میں اپنا حال اس کے کانوں تک پہنچاؤں۔ (خسرو جیسی میری آہ و بکا جس کو میں اپنے محبوب کے کانوں تک پہنچاؤں اور اپنا پریشان حال بتاؤں کہاں ہے۔)

غزل...... 21

-1 مرا بہ سوی تو پیوند دوستی خام است
بہ آفتاب ز ذرہ چہ جای پیغام است
-2 ہزار جان مقدس شدند خاکستر
ہنوز پختن سودات از آدمی خام است

3- بیار ساقی دریای مے کہ جانم سوخت
زجاجہ دل من گرچہ دوزخ آشام است

4- ازان چراغ کہ دل ھای خلق می سوزد
چراغ ھا بہ سر کوی تو بہ ہر شام است

5- خطاست نسبت بالائی تو بہ سرو کہ سرو
نہ شوخ و شنگ خرام است و مست و خود کام است

6- دلم کہ بستدہ ای باز دہ کہ لاف زنم
کہ این خرابہ ز سلطان خویش انعام است

7- زکوٰۃ حسن کم از یک نظارہ آخرکار
گدای کوی توام' گرچہ خسروم نام است

شعر نمبر 1 ترجمہ: میرا تجھ سے دوستی لگانا کوئی پختہ بات نہیں لگتی۔ ایک ذرے کا آفتاب کے ساتھ کیا جور ہو سکتا ہے۔ (ایک ذرہ سورج کو کیا پیغام دوستی دے سکتا ہے۔)

2- ترجمہ: اگرچہ ہزاروں مقدس جانیں تیرے اندر خاک ہو گئی ہیں (لیکن اے زمین اے جہان) تیرا مردم خور جنون ابھی تک ناپختہ ہے۔

3- ترجمہ: اے ساقی! شراب کا دریا لے کر آ کیونکہ میری جان جلی جا رہی ہے۔ اگرچہ میرے دل والا شیشے کا جام دوزخ پی جانے والا ہے۔

4- ترجمہ: اس چراغ سے جس سے لوگوں کے دل جل جاتے ہیں' وہ چراغ تیرے کوچے کے کنارے پر ہی ہر شام روشن ہو جاتے ہیں۔

5- ترجمہ: تیری مثال سرو کے دراز قد کے ساتھ دینا ایک غلطی ہے کیونکہ سرو کا پودا نہ تو چنچل اور پارے کی طرح بیقرار ہے' نہ دلکش انداز سے چلنے والا ہے اور نہ ہی اپنے سر پر کامیابی کا سہرا باندھے ہوئے ہے۔

6- ترجمہ: اے میرے محبوب جو دل تو نے مجھ سے چھین لیا ہے' وہ واپس کر دے کیونکہ وہ دل جو تو میرا ہی مجھے واپس کرے گا۔ اس کو میں لوگوں کو دکھا کر شوخی بگھاروں گا کہ میرے سلطان نے مجھے انعام میں دیا ہے۔

7- ترجمہ: اپنے حسن کی مجھے زکوٰۃ دے دے اور تھوڑا سا دیدار کرا دے۔ میں تو تیرے کوچے کا گدا ہوں۔ اگرچہ میرا نام خسرو یعنی بادشاہ ہے۔ میں تو نام کا بادشاہ ہوں' اصل میں تیری نظر کا گداگر ہوں۔

—◄►—

غزل......22

1- رنگے از حسن تو در روی گل است
وزلب لعلت خیالے در مُل است

2- از خیال نرگس جادوی تو
در چمن ھا چشم نرگس بر گل است

3- از نسیم صبح کے بیرون رود
بوی گل کاندر دماغ بلبل است

4- از کمند عنبرین گیسوی تو
ملتہب دل کے شوذ گر دلدل است

5- رحم کن بر خسروٗ ار بشنیدہ ای
کز فغانش عالمے در غلغل است

شعر نمبر 1 لغت:

مُل: صاحب ملال' غمگین' دکھیا' جی بھرا' افسردگی۔

ترجمہ: پھول کے رُخ پر جو رنگ ہے' وہ تیرے حسن کی وجہ سے ہے اور تیرے لعل جیسے ہونٹوں سے سارا خیال صاحب ملال ہے۔

2- لغت:

نرگس جادو: جادو بھری آنکھیں۔

ترجمہ: تیری جادو بھری آنکھوں کے خیال سے پورے باغ میں نرگس کی آنکھ پھول (یعنی محبوب) پر ہے۔

3- ترجمہ: بادِ نسیم جو صبح کے وقت چلتی ہے' اس کے دماغ سے پھول کی وہ خوشبو کس طرح باہر نکل سکتی ہے جو بلبل کے دماغ میں پڑ جاتی۔

4- ترجمہ: تیری عنبر کی سی خوشبو رکھنے والی زلفوں کی کمند سے دل کب بھڑکتا ہے۔ اگر وہ محض دلدل ہی ہے۔

5- لغت:

عالمے: ایک جہان' پوری دنیا۔ غلغل: شوروغوغا۔

ترجمہ: اگر تم نے سن ہی لیا ہے تو خسرو پر رحم کرو کیونکہ اُس کی آہ و بکا اور فغان سے پوری دنیا میں زبردست شور و غوغا پیدا ہو گیا ہے۔

غزل......23

1- نگارا چون تو زیبا کس ندیدہ است
چنان روی نگارا کس ندیدہ است

2- نہان می دار از من خویشتن را
چنین خود آشکارا کس ندیدہ است

3- بیا امروز تا سیرت بہ بینم
مگو فردا کہ فردا کس ندیدہ است

4- تماشا می کنم در باغ رویت
و زین خوشتر تماشا کس ندیدہ است

5- ز خسرو دل کہ دُزدیدی بدہ باز
مگو کے دادہ است کس و کس ندیدہ است

شعرنمبر 1 ترجمہ: اے میرے محبوب! تجھ سے زیادہ خوبصورت میں نے کسی کو نہیں دیکھا ہے۔ اس طرح کا خوبصورت چہرہ میں نے کسی کا نہیں دیکھا ہے۔

2- ترجمہ: تو اپنے آپ کو مجھ سے چھپا کے رکھ۔ میں نے تیرے جیسا خودنما اور آشکارا کسی کو نہیں دیکھا ہے۔

3- ترجمہ: (میرے پاس) آ تا کہ میں تیری سیرت بھی دیکھ لوں۔ کل پر بات مت ٹالنا کیونکہ کل کسی نے نہیں دیکھی ہے۔

4- ترجمہ: میں پورے باغ (جہان) میں تیرے چہرے کو ہی دیکھ رہا ہوں کیونکہ اس سے زیادہ خوبصورت چہرہ کسی نے نہیں دیکھا ہے۔

5- ترجمہ: خسرو کا دل تو نے چرا لیا۔ وہ دل واپس کر دے۔ یہ نہ کہنا کہ کب اور کیسے۔ یہ کیوں، کب اور کیسے کسی نے نہیں دیکھا ہے۔

غزل......24

1- می نوش کہ دور شادمانی است
خوش باش کہ روز کامرانی است

2- مغرور مشو ببانگ نایی
کآواز درای کاروانی است

3- ہر دم کہ بخوش دلی بر آید
سرمایہ حاصل جوانی است

4- عشق آمد و عقل رخت بربست
ایں ہم ز کمال کاروانی است

5- خسرو بگواف چند لافی
بانگ دہل از تہی میانی است

شعر نمبر 1 ترجمہ: شراب پی کیونکہ خوشی و مسرت کا دور ہے۔ خوش ہو جا کیونکہ کامیابی کے دن ہیں۔

2- لغت:

درای: گھنٹی۔

ترجمہ: بانسری کی آواز سے مغرور نہ ہو جا کیونکہ یہ اصل میں (زندگی کے) کارواں کے لئے گھنٹی کی آواز ہے۔ (بانسری کی آواز میں مسرور و مدہوش ہو کر مت رہ جا۔ اصل میں یہ وہ آواز ہے جو کسی چلتے ہوئے کارواں کے آگے آگے بجنے والی گھنٹی کی آواز ہے۔ جو منزل تک پہنچنے تک ہشیار رہنے کی تلقین کرتی ہے۔ زندگی کی منزل اختتام حیات ہے۔)

3- ترجمہ: ہر وہ لمحہ جو خوش دلی میں گزرے وہی لمحہ جوانی کا ثمر ہے۔ (یعنی خوش دلی میں گزرنے والا لمحہ ہی حاصل جوانی ہے۔)

4- لغت:

رخت بربست: سامان باندھ لیا' کوچ کرنے کو تیار ہو گیا۔

ترجمہ: (جب) عشق آ گیا تو عقل نے (کوچ کرنے کے لئے) سامان باندھ لیا (جانے کی تیاری کر لی) یہ بھی کاروانی کا کمال ہے۔ (کاروانی سے مراد تجربہ ہے یعنی یہ بھی تجربے کا ایک کمال ہے کہ عشق ہوتے ہی عقل جاتی رہی۔)

5- لغت:

بگزاف: یاوہ گوئی، شیخی خوری۔ لافی: ڈھینگ۔

ترجمہ: خسرو نے لاف زنی کرتے ہوئے یہ جو شیخی بگھاری ہے وہ محض ڈھینگ ہی ہے۔ ڈھول کی آواز تو ہے لیکن یہ ڈھول درمیان میں بالکل خالی ہے۔ یعنی ڈھول کی آواز سہانی تو لگتی ہے لیکن جب اس کا پول کھولا جائے تو یہ ڈھول اندر سے بالکل خالی ہوتا ہے۔)

غزل......25

1- دو اسپہ پیک نظر می دوانم از چپ و راست
به جست و جوی نگارے که نور دیدۂ ماست

2- ترا که جز رخ تو در نظر نمی آید
دو دیده در هوس روی تو بر آب چراست

3- ز روی روشنت هر ذره شد مرا روشن
که آفتاب رخت در همه جهان پیداست

4- نگاه در دل خود کردم و ترا دیدم
نظر چنین کند آنکس که او به خود بیناست

5- چو غرق آب حیاتم چه آب می جویم
چو با من است نگارم چه می روم چپ و راست

شعر نمبر 1 لغت:

پیک: قاصد، ایلچی۔ دو اسپہ: دو گھوڑوں والا مراد تیز رفتار۔ نگارے: ایک معشوق، ایک خوبصورت محبوب۔

ترجمہ: میں دائیں اور بائیں دونوں اطراف سے تیز رفتار نظر کے ایلچی دوڑاتا ہوں تاکہ وہ ہماری آنکھوں کے نور کو تلاش کر کے لائیں۔

2- ترجمہ: (پانی میں منعکس ہو کر) تجھے تو تیرے چہرے کے سوا کوئی اور چیز دکھائی نہیں دیتی۔ میری دو آنکھوں کو تیرے چہرے کی محبت کے سوا پانی میں کچھ اور کیوں نظر نہیں آتا۔

3- ترجمہ: تیرے روشن چہرے سے اس جہان کا ذرہ ذرہ میرے لیئے روشن ہو گیا کیونکہ تیرے چہرے کا سورج ساری دنیا میں عیاں اور چمکدار ہے۔

4- ترجمہ: میں نے اپنے دل میں نگاہ ڈالی تو تجھے دیکھا۔ نظر کچھ اس انداز سے کارفرما ہے کہ وہ خود بینا ہو گئی ہے۔

5- ترجمہ: جب میرا محبوب میرے پاس ہے تو میں دائیں بائیں کیوں جاؤں۔ جب میں آب حیات میں غرق ہوں تو میں کوئی اور دوسرا پانی کیوں تلاش کروں۔

غزل......26

1- گفتم کہ روشن از قمر- گفتا کہ رخسار منست
گفتم کہ شیریں از شکر- گفتا کہ گفتار منست

2- گفتم طریق عاشقان- گفتا وفاداری بود
گفتم مکن جور و جفا- گفتا کہ ایں کار منست

3- گفتم کہ مرگ عاشقان- گفتا کہ درد ہجر من
گفتم علاج زندگی- گفتا کہ دیدار منست

4- گفتم بہاری یا خزاں- گفتا کہ رشک حسن من
گفتم خجالت کبک را- گفتا کہ رفتار منست

5- گفتم کہ حوری یا پری- گفتا کہ من شاہ جہاں
گفتم کہ خسرو ناتواں- گفتا پرستار منست

شعر نمبر 1 ترجمہ: میں نے کہا کہ چاند سے زیادہ روشن (کون سی چیز ہے)۔ اس نے کہا میرے رخسار ہیں۔ میں نے کہا کہ شکر سے میٹھی (کون سی چیز ہے)۔ اس نے کہا میری گفتار۔

2- ترجمہ: میں نے کہا کہ عاشق لوگوں کا طور طریقہ (کیا ہوتا ہے)۔ اس نے کہا وفاداری ہوتا ہے۔ میں نے کہا کہ ظلم وستم مت کر۔ اس نے کہا یہی میرا کام ہے۔

3- ترجمہ: میں نے کہا کہ عاشق لوگوں کی موت (کس میں ہے)۔ اس نے کہا میرے فراق کے درد میں۔ میں نے کہا کہ زندگی کا علاج کیا ہے۔ اس نے کہا میرا دیدار ہے۔

4- ترجمہ: میں نے کہا بہار کیا ہے' خزاں کیا ہے۔ اس نے کہا میرے حسن کا رشک ہے۔ میں نے کہا کہ قمری کے لئے باعث شرمندگی کیا چیز ہے۔ اس نے کہا کہ میری رفتار۔

5- ترجمہ: میں نے کہا کہ تو حور ہے یا پری۔ اس نے کہا کہ میں سارے جہان کا بادشاہ ہوں۔ میں نے کہا کہ کمزور وناتواں خسرو (کیسا ہے)۔ اس نے کہا وہ میرا پرستار ہے۔

غزل......27

1- یا ربؑ اندر دل خاک آن گل خندان چونست
ماہ تابان من اندر شب ہجران چونست

2- من چو یعقوب ز گریہ شدہ ام دیدہ سفید
آخر آن یوسف گم گشتہ بہ زندان چونست

3- من درین خاک بہ زندان غم از دوری او
او ز من دور بہ صحرا و بیابان چونست

4- گوہرے بود کزین دیدہ بغلطید بہ خاک
دیدہ خود خاک شدؑ آن گوہر غلطان چونست

5- بر تن نازک او برگ گلے بودےؑ حیف
ہست انبار گل اکنونؑ بہ تہ آن چونست

6- ہمہ جان بود ز بس لطف چو جان بے تن
این زمان در تہ گل با تن پنہان چونست

7- سبزہ چون خضر ز پیراہن خاکش برخاست
در ھوای عدم آن چشمۂ حیوان چونست

8- مردمان باز مپرسید ز خسرو کہ کنون
در غم دوست ترا دیدۂ گریان چونست

شعر نمبر 1 ترجمہ: اے اللہ! مٹی کے دل کے اندر وہ مسکراتے ہوئے چہرے والا اب کیسا ہے۔ میرا چمکتا ہوا چاند فراق کی تاریک رات میں کیسا ہے۔ (اس کا کیا حال ہے۔)

2- ترجمہ: میں تو حضرت یعقوبؑ کی طرح رو رو کر اپنی آنکھیں سفید کر بیٹھا ہوں۔ (بے نور آنکھیں ہو گئی ہیں۔) آخر وہ گم شدہ حضرت یوسف کی طرح کسی کی قید میں کس طرح بسر کر رہا ہے۔

3- ترجمہ: میں اُس سے دور ہو جانے کی وجہ سے غم کی قید میں گرفتار خاک میں مل کر رہ گیا ہوں۔ وہ مجھ سے دور ہو کر صحرا و بیابان میں کیسا ہے۔

4- ترجمہ: وہ تو ایک موتی تھا۔ ان آنکھوں سے گرا اور خاک میں لڑھک کر رہ گیا۔ اپنی آنکھیں تو خاک ہو گئیں۔ وہ لڑھک کر جانے والا موتی کیسا ہے۔ اس کا کیا حال ہے۔

5- ترجمہ: اس کے نازک جسم پر جب کوئی پتہ بھی گرتا تو مٹی جیسا لگتا۔ افسوس! اب مٹی کا ایک ڈھیر ہے۔ اُس ڈھیر

کے نیچے (وہ نازک اندام) اب کیسا ہے۔اس کی کیا حالت ہوگئی ہے۔
6- ترجمہ: وہ تمام تر جان ہی جان تھا اور لطف و کرم سے ایسے تھا جیسے اس کا جسم کوئی نہ ہو۔بس جان ہی جان ہو۔اس وقت زمین کی تہ میں وہ تن کس طرح چھپا ہوا ہے اور وہ کیسا ہے۔
7- ترجمہ: جب اس کی خاک بھری مٹی پر سبزہ اُگ پڑا ہے تو عدم کی ہوا میں اُس آب حیات کا کیا حال ہے۔
8- ترجمہ: اے لوگو! خسرو سے دوبارہ یہ مت دریافت کریں کہ دوست کے غم میں اس کی روتی ہوئی آنکھوں کا کیا حال ہے۔

غزل......28

1- خوش خلعتے ست جسمؑ ولے استوار نیست
خوش حالتے ست عمرؑ ولے پایدار نیست

2- خوش منزلے ست عرصہ روی زمینؑ دریغ
کانجا مجال عیش و مقام قرار نیست

3- ہر چند بہترین صور شکل آدمی ست
لیکن ہمہ چو سرو قد گل عذار نیست

4- دل در جہان مبند کہ کس را ازین عروس
جز آب دیدہ خون جگر در کنار نیست

5- مردے کہ در شمار بود این زمان کجاست؟
کو را درین زمانہ غم بیشمار نیست

6- غرہ مشو ز جاہ مجازی بہ اعتبار
کاین جاہ را بہ نزد خدا اعتبار نیست

7- لیکن کہ کرد بر دل خسرو فراق تو
از غم بپرسؑ گر ز منت استوار نیست

شعر نمبر 1 لغت:

خوش خلعت: اچھا لباس جو انعام میں ملے۔ استوار: مضبوط، پائیدار۔
ترجمہ: جسم اگرچہ ایک بہت ہی اچھا انعام میں ملا ہوا لباس ہے لیکن یہ پائیدار نہیں ہے۔عمر اگرچہ بہت اچھی حالت و کیفیت ہے لیکن یہ بھی پائیدار نہیں ہے۔

2- لغت:

عرصہ روی زمین: زمین کا سارا میدان، تمام تر زمین کی وسعت۔ دریغ: افسوس۔ مقام قرار: ہمیشہ قیام کرنے کی جگہ۔
ترجمہ: یہ تمام تر زمین کی وسعت کا میدان ایک اچھی منزل ہے لیکن افسوس اُس جگہ نہ تو ہمیشہ کے لئے عیش میسر ہے نہ یہاں ہمیشہ قیام کرنے کی جگہ ہے۔

3- لغت:

بہترین صور: سب سے اعلیٰ اور خوبصورت تصویر۔ گل عذار: پھول کے سے رخسار والا۔
ترجمہ: اگر چہ آدمی کی شکل سب سے اعلیٰ اور خوبصورت تصویر کی سی ہے لیکن یہ سب (میرے محبوب جو) پھول کے سے رخسار والا ہے اور سرو قد ہے، کی جیسی نہیں ہے۔

4- لغت:

ازین عروس: اس دلہن سے، مراد اس دنیا سے۔ درکنار: پہلو میں۔
ترجمہ: اس جہان کے ساتھ تو دل مت لگا کیونکہ اس دلہن (ژال خونخوار) کے پہلو میں بیٹھ کر سوائے آنسو اور خون جگر بہانے کے اور کچھ فائدہ حاصل نہیں ہے۔

5- لغت:

مردے کہ در شمار بود: وہ شخص جو برگزیدہ ہو۔ کورا: کس کو۔
ترجمہ: جو لوگ کبھی اس دنیا میں برگزیدہ تھے، وہ اب کہاں ہیں۔ اس زمانے میں کون شخص ایسا ہے جس کو کوئی غم نہیں ہے۔

6- لغت:

غرہ مشو: غرور مت ہو۔ اعتبار: عبرت پکڑنا، ملکیت، سرمایہ، مالی طاقت، یقین۔ مجازی: غیر حقیقی، فروعی، فنا سے متعلق۔
ترجمہ: اس دنیا میں تجھے جو مجازی مقام حاصل ہوا ہے اس کی ملکیت و مالی طاقت سے مغرور مت ہو جا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہاں کوئی چیز بھی قابل اعتبار نہیں ہے۔

7- ترجمہ: تیری جدائی نے خسرو کے دل پر ایسے ایسے ظلم کئے ہیں کہ میرے غم سے پوچھ لے۔ اگر تجھے میرے منت اور آہ و زاری مضبوط دکھائی نہیں دیتی۔ (میری حالت و کیفیت جو تیری جدائی نے کر دی ہے وہ میرے غم سے دریافت کر لے کہ مجھ پر کیا کیا تکالیف نازل نہیں ہوئیں۔)

——◄ ►——

غزل......29

-1 ماه تابانست و ہچون روی تو تابندہ نیست
ابر بارانست و ہچون چشم من بارندہ نیست

-2 پیش رفتارت نیاید راہ کبکم در نظر
کو روندہ ہست' لیکن ہچو تو آیندہ نیست

-3 حور بسیار است' دل بردن نیارد ہچو تو
شوخ و عیار و مقامر پیشہ و بازندہ نیست

-4 چون بلائے نیست' چشمت را بہ کشتن باز کن
ہر کہ در عہدت بہ مرگ خویش میرد' زندہ نیست

-5 در وفای یار باید باخت بارے جان خویش
چونکہ جان بیوفا با ہیچکس پایندہ نیست

-6 چند دیدہ بر زمین ساید ز عشق پای تو
چشم خسروؔ کو بہ خاکے از درت مالندہ نیست

شعر نمبر 1 ترجمہ: چاند چمکدار ہے لیکن تیرے چہرے کی مانند روشن نہیں ہے۔ بارش تو برستی ہے لیکن میری آنکھوں سے برسنے والے آنسوؤں کی مانند نہیں ہے۔

2- ترجمہ: تیری رفتار کے مقابلے میں میری نظر میں کوئی کبک بھی نہیں ہے کیونکہ وہ چلتی تو ہے لیکن تیری طرح آنے والی نہیں ہے۔

3- ترجمہ: حوریں تو بہت ہیں لیکن انہیں تیری طرح دل چھین کے لے جانا نہیں آتا۔ وہ تجھ جیسی شوخ' عیارانہ عاشقوں کے دلوں کے ساتھ کھیلنے والی نہیں ہیں۔

4- ترجمہ: جب کوئی بلا نہیں ہے تو اپنی آنکھوں کو اس لئے کھول کہ لوگ اُن کو دیکھتے ہی مر جائیں۔ ہر وہ شخص تیرے دور میں محض اپنی طبعی موت مر جاتا ہے' وہ زندہ نہیں ہے۔

5- ترجمہ: دوست کے ساتھ وفاداری کرنے کے لئے چاہئے کہ انسان اپنی جان بھی اس پر قربان کر دے کیونکہ کسی کی جان بھی کسی کے ساتھ ہمیشہ رہنے والی نہیں ہے۔

6- ترجمہ: عشق کی بناء پر تو کب تک اپنی آنکھیں زمین پر ملتا رہے گا' گھستا رہے گا۔ خسرو کی آنکھیں کہاں ہیں جنہوں نے خود ہی تیرے کوچے کی خاک خود پر مل نہیں۔

غزل......30

1- بیرون بیا ز پردہ کہ مارا شکیب نیست
اینک بلند گفتمت از کس جیب نیست

2- تاپای در رکاب لطافت نہادہ ای
اشکم کدام روز کہ پا در رکاب نیست

3- پیش رخت کہ بروق لالہ خط کشید
گردفتر گل است کہ ہم در حسیب نیست

4- دل با رخت چگونہ نگردد فریفتہ
از صورت تو چیست کہ آن دلفریب نیست

5- میلے نمیکند سوی خسرو چو آب خضر
باآنکہ میل آب جز اندر نشیب

لغات:

شکیب: صبر۔ جیب: یہ دراصل حجاب ہے لیکن ضرورت شعری کے لئے خسرو نے جیب استعمال کیا ہے بمعنی پردہ۔ رکیب: یہ بھی دراصل لفظ رکاب ہے لیکن ضرورت شعری کے لئے شاعر نے رکیب استعمال کیا ہے۔ حسیب: یہ بھی دراصل لفظ حساب ہے لیکن ضرورت شعری کے لئے حسیب استعمال کر لیا گیا ہے۔ میل: رجحان۔ نشیب: نچلی جگہ' ڈھلوان' گہرائی۔

1- ترجمہ: (اے میرے محبوب) تو پردے سے باہر نکل آ کیونکہ اب ہم میں صبر کی طاقت نہیں رہی۔ یہ بات میں تم سے بلند آواز میں کہہ رہا ہوں۔ کسی سے کوئی پردہ نہیں ہے۔

2- ترجمہ: جب سے تم نے اپنا پاؤں لطافت (خوبصورتی و جمال) کی رکاب میں رکھا ہے تو کوئی بھی دن ایسا نہیں جس دن میرے آنسوؤں نے رکاب میں قدم نہیں رکھا۔ (یعنی جب سے تیرا جلوہ دیکھا ہے تب سے آج تک کوئی ایسا دن نہیں گزرا کہ میں دردفراق میں رویا نہیں۔)

3- ترجمہ: تیرے چہرے کے سامنے گل لالہ کی پتی پر حسین خط کھینچا ہے۔ (وہ حسن میں اتنا جامع ہو گیا ہے۔) اگر پھول کا پورا دفتر بھی کھول دیا جائے تو وہ کسی حساب (شمار) میں نہیں۔

4- ترجمہ: دل کیونکر تیرے چہرے پر عاشق نہ ہو۔ تیری صورت میں وہ کون سی چیز ہے جو دل موہ لینے والی نہیں۔ (جو دل کو فریب دینے والی نہیں۔)

5- ترجمہ: کیوں آب حیات کا رجحان خسرو کی جانب نہیں ہوتا حالانکہ ہمیشہ پانی کا رُخ نشیب کے علاوہ کسی اور طرف نہیں ہوتا۔ (شاعر خود کو نچلی سطح پر محسوس کرتا ہے جبکہ آب حیات اوپر کی سطح پر سے بہہ رہا ہے۔ اصول تو یہ ہے کہ پانی

کا بہاؤ نچلی طرف ہو لیکن افسوس آب حیات اپنا رُخ نچلی سطح پر بیٹھے شاعر کی جانب کیوں نہیں کرتا۔)

غزل......31

1- بیدار شو دلا که جهان جای خواب نیست
ایمن درین خرابه نشستن صواب نیست

2- از خفتگان خواب چه پرسی که حال چیست؟
زان خواب خوش که هیچ کسے را جواب نیست

3- چون هیچ دوست نیست وفادار زیر خاک
معمور سینهٔ که چو گور خراب نیست

4- چون مست را خبر نبود از جفای دهر
بر هوشیار به ز شراب و کباب نیست

5- طیب حیات خواستن از آسمان خطاست
کز شیشهٔ دلیل امید صواب نیست

6- ساقی ز جام عشق به خسرو رسان نے
زیرا که مست کار تر از وے شراب نیست

شعر نمبر 1 ترجمہ: اے دل بیدار ہو جا کیونکہ دنیا سونے کی جگہ نہیں ہے۔ اس خرابی سے بھری دنیا میں محض بیٹھے رہنا درست بات نہیں ہے۔

2- ترجمہ: جو سوئے ہوئے ہوں اُن سے تو کیا پوچھتا ہے کہ کیا حال ہے۔ بالخصوص اُس نہ ختم ہونے والی نیند سے کہ اس کا جواب کبھی کسی کو نہ دیا گیا ہے۔

3- ترجمہ: زیر خاک (قبر میں) کوئی بھی وفادار دوست نہیں ہوتا۔ اس لئے اپنے سینے کو اس طرح بھرا ہوا آباد رکھ جو کہ خراب قبر کی طرح نہ ہو۔

4- ترجمہ: جب کسی مخمور اور شراب میں مست شخص کو زمانے کی جفا کاریوں کی خبر نہیں ہوتی وہ اُس ہشیار شخص سے بہتر ہے اور جو شراب و کباب سے مبرا ہے۔

5- لغت:

طیب حیات: زندگی کی خوشیاں۔ شیشۂ دلیل: راہ نما شیشہ۔

ترجمہ: آسمان سے زندگی کی خوشیاں طلب کرنا محض غلطی ہے کیونکہ کسی راہ نما کے شیشے جیسے رویئے سے کسی پختگی کی

اُمید نہیں ہو سکتی۔

6- ترجمہ: اے ساقی! عشق کے جام سے خسرو کو کچھ نمی ارسال کر کیونکہ وہ محض شراب پینے سے اپنے کام میں زیادہ چست و چالاک نہیں ہوتا۔

غزل......32

1- چہ داغہاست کہ بر سینۂ فگارم نیست
چہ درد ہاست کہ بر جان بیقرارم نیست

2- بخاک کوی بسازم چو خاک یار نیم
بر آستانہ بمیرم، چو پیش یارم نیست

3- دلم ز کوشش خون گشت، کام دل نرسید
چہ سود دراد بخشش جو بخت یارم نیست

4- مرا مپرس کہ دردم نہان نخواہد ماند
کہ اعتماد بر این چشم اشکبارم نیست

5- نفس بآخرم آمد از آن دہن سخنی
کہ بہر کوی عدم ہیچ یادگارم نیست

شعر نمبر 1 لغت:

برسینۂ فگارم: میرے زخمی سینے پر۔

ترجمہ: وہ کون سے داغ ہیں جو میرے زخمی سینے پر نہیں ہیں۔ وہ کون سا درد ہے جو میری بے قرار جان کو لاحق نہیں ہے۔

2- لغت:

بخاک کوئی سازم: میں محبوب کی گلی کو روانہ ہوتا ہوں۔

ترجمہ: اگر میں یار کی خاک راہ نہیں ہوں تو میں اس کے کوچے کی راہ لیتا ہوں۔ (اس کی گلی کو روانہ ہو جاتا ہوں) جب میرا محبوب میرے سامنے نہیں ہے تو میں اس کے آستان پر ہی دم دے دیتا ہوں (اور اس کی یاد میں مر جاتا ہوں۔)

3- لغت:

کام دل نرسید: دل کی مراد پوری نہ ہوئی۔ بخت یارم نیست: میری قسمت ہی میری یاوری نہیں کرتی۔

ترجمہ: کوششیں کرتے ہوئے میرا دل خون ہو گیا لیکن میرے دل کی مراد پوری نہ ہوئی۔ اس بخشش کا کیا فائدہ جبکہ

قسمت نے ہی میری یاوری نہیں کی۔قسمت نے میرا ساتھ نہ دیا' میری مدد نہ کی۔

4- ترجمہ: مجھ سے یہ مت پوچھ کہ میرا درد پوشیدہ نہ رہے گا کیونکہ لگا تار آنسو بہانے والی ان آنکھوں پر مجھے اب کوئی اعتماد نہیں رہا۔

5- ترجمہ: میری تو بس اب آخری سانسیں ہیں۔اپنے منہ سے کوئی بات تو کرو کیونکہ عدم کے کوچے کو روانہ ہونے کے لئے (تیری طرف سے) میرے پاس کوئی اور یادگار ہی نہیں ہے۔(آخری لمحات میں جو دو باتیں تم مجھ سے کرلو گے وہ میری راہ آخرت میں یادگار بن کر ساتھ رہیں گی۔)

——◄►——

غزل......33

1- کافر عشقم مسلمانی مرا درکار نیست
ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست

2- از سر بالیں من بر خیز اے نادان طبیب
درد مند عشق را دارو بجز دیدار نیست

3- ابر را با دیدۂ گریان من نسبت مکن
نسبت با رود کے باران خونبار نیست

4- شاد اے دل کہ فردا برسر بازار عشق
مژدۂ قتل ست گرچہ وعدۂ دیدار نیست

5- خلق می گوید کہ خسرو بت پرستی میکند
آرے آرے میکنم باخلق عالم کار نیست

شعر نمبر 1 ترجمہ: میں عشق کا کافر ہوں۔ مجھے مسلمانی درکار نہیں ہے۔میری ہر رگ تار تار ہوگئی ہے۔ مجھے اب زنار کی ضرورت نہیں ہے۔

2- ترجمہ: اے بے وقوف معالج میرے سرہانے سے اُٹھ جا۔عشق کے بیمار کو سوائے دیدار یار کے اور کسی دوا کی ضرورت نہیں ہوتی۔

3- ترجمہ: بارش کو میری روتی ہوئی آنکھوں اور آنسوؤں کے ساتھ نسبت مت دے۔خون کے آنسوؤں کی ندی کو برسنے والی بارش سے نسبت نہیں دی جاسکتی۔

4- ترجمہ: اے دل تو خوش ہو جا کہ آنے والے کل کو عشق کے بازار میں تیرے لئے قتل کی خوش خبری ہے۔اگرچہ دیدار کا وعدہ نہیں کیا گیا ہے۔

5- ترجمہ: لوگ کہتے ہیں کہ خسرو بتوں کو پوجتا ہے۔ہاں ہاں' میں ایسے کرتا ہوں۔اس دُنیا کے لوگوں سے (ہمارے

ساتھ) کوئی کام نہیں ہے۔

غزل......34

1- مست ترا بہ ہیچ مئے احتیاج نیست
رنج مرا ز ہیچ طبیبے علاج نیست

2- اے مہ مشو مقابل چشمم کہ با رخش
ما را بہ ہیچ وجہ بہ تو احتیاج نیست

3- با من مگو حکایت جمشید و افرش
خاک در سرای مغان کم ز تاج نیست

4- با دوست عرض حاجت خود چند می کنی
او واقف است' حاجت چندین لجاج نیست

5- نقد دلے کہ سکہ وحدت نیافتہ ست
آن قلب را بہ ہیچ ولایت رواج نیست

6- تاراج گشت ملک دل از جور نیکوان
اے دل' برو کہ بر دہ ویران خراج نیست

7- خسرو ندید مثل تو در کاینات ہیچ
زاہل نظر کہ جز صفت چشم کاج نیست

شعر نمبر 1 ترجمہ: تیرے (عشق کے نشے میں) مست کو کسی شراب کی ضرورت نہیں ہے اور میرے غم کا کسی معالج کے پاس علاج نہیں ہے۔

2- ترجمہ: اے چاند میری نظر کے سامنے تو اپنا چہرہ اُس کے چہرے کے یعنی ہمارے محبوب کے چہرے کے مقابل مت لا کیونکہ ہمارے لئے تو اس سے بہتر کسی اور چہرے کی ضرورت نہیں ہے۔

3- ترجمہ: میرے ساتھ جمشید اور کسی دیگر حکمران کی بات مت کر کیونکہ میخانے کے مالک کی سرائے (میکدہ) کے دروازے کی خاک کسی کے تاج سے کم نہیں ہے۔

4- لغت:

لجاج: لڑائی' جھگڑا' فضول بحث و تمحیص۔ عرض حاجت خود: اپنی ضرورت کی درخواست۔

ترجمہ: اپنے دوست کے سامنے تو اپنی ضرورت کی درخواست کیوں پیش کرتا ہے۔ وہ خوب جانتا ہے زیادہ بحث و تمحیص

یا لڑائی جھگڑے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

5- لغت:

نقد دلی: دل کی قیمت۔ قلب: کھوٹا سکہ۔ بہ ہیچ ولایت رواج نیست: کسی ملک میں نہیں چلتا۔

ترجمہ: دل کی قیمت تو وحدت کا سکہ حاصل نہیں کر سکا۔ اُس کھوٹے سکے کا کیا فائدہ جو کسی بھی ملک میں نہیں چلتا۔ (دل کا بدل دل ہے اگر دل سچا ہے) جب دل ہی ایک کھوٹے سکے کی مانند ہے تو کیا کسی دوسرے دل کا بھاؤ پائے گا۔

6- لغت:

تاراج گشت: لٹ گیا' برباد ہو گیا۔ جور نیکواں: خوبصورت چہرے والے معشوقوں کے ظلم و ستم۔ بر دِہ ویران: مراد لٹے پٹے ویرانے۔

ترجمہ: خوبصورت چہرے والے معشوقوں کے ظلم و ستم سے دل کا ملک تباہ و برباد ہو گیا۔ اے دل! تو اب جا' کبھی کسی لٹے پٹے ویرانے سے خراج نہیں لیا جاتا۔

7- لغت:

کاج: صنوبر کا درخت۔ کاش: کلمہ تمنا۔

ترجمہ: خسرو نے پوری کائنات میں تیرے جیسا نہیں دیکھا کیونکہ پوری کائنات کے تمام اہل نظر لوگوں کی نگاہ میں تیرے جیسا دراز قد صنوبر جیسے درخت کی مانند کوئی اور نہیں ہے۔

——◄ ►——

غزل......35

1- سرو را با قد تو ہستی نیست
میلش الاّ بہ سوی پستی نیست

2- در دھان و میانت می بینم
نیستی ہست' لیک ہستی نیست

3- گاہ گاہم بہ قبلہ بودے روی
تا تو در پیش من نشستی' نیست

4- زہد با عشق در نیامیزد
بت پرستی خدا پرستی نیست

-5 برگ صبرے کہ پیش ازاینم بود
سرو منؔ تا تو بر شکستیؔ نیست

-6 تا ترا دست جور بر سر ماست
کار ما جز کہ زیر دستی نیست

-7 مست گفتی ز عشق خسرو را
عشق دیوانگی ستؔ مستی نیست

شعر نمبر 1 ترجمہ: تیرے سامنے سرو کی کوئی ہستی نہیں ہے۔ اس کا رجحان سوائے پستی کے اور کسی طرف نہیں ہے۔

2- ترجمہ: تیرے منہ اور تیری کمر کے درمیان مجھے یوں دکھائی دیتا ہے کہ نیستی ہے' ہستی نہیں۔ (یعنی دونوں نہ ہونے کے برابر ہیں اس قدر چھوٹی ہیں۔)

3- ترجمہ: کبھی کبھی میرا منہ قبلہ کی طرف ہو جاتا تھا تو مجھے بس یوں لگتا تھا کہ تو میرے سامنے ہے لیکن ایسی بات نہ تھی۔

4- ترجمہ: زہد عشق میں کبھی گھل مل نہیں سکتا کیونکہ بت پرستی خدا پرستی نہیں ہے۔ بقول شاعر زاہد ریاکاری کرتا ہے اور دراصل وہ مادہ پرستی کرتا ہے جبکہ عاشق عشق حقیقی میں وہ خدا پرستی کرتا ہے۔

5- ترجمہ: پیشتر ازیں صبر کا پتہ جو میرے پاس تھا۔ اسے اے میرے سرو (محبوب) تو نے توڑ دیا۔ اب وہ صبر میرے پاس نہیں رہا۔

6- ترجمہ: جب تک تیرے جور وستم کا ہاتھ ہمارے سر پر ہے۔ تب تک ہمارے ساتھ زمانے کو زبردستی کے سوا اور کوئی سروکار نہیں ہے۔

7- ترجمہ: تو نے خسرو کو عشق میں مست کہا ہے۔ (تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ عشق دیوانگی کا نام ہے' مستی کا نام نہیں ہے۔)

غزل......36

-1 عمر بہ پایان رسید در ہوس روی دوست
برگ صبوری کراست بے رخ نیکوی دوست

-2 گر ہمہ عالم شوند منکر ماؔ گو شوید
دور نخواہیم شد ما ز سر کوی دوست

-3 قبلہ اسلامیان کعبہ بود در جہان
قبلہ عشاق نیست جز خم ابروی دوست

4- اے نفس صبحدمؑ گر نہی آنجا قدم
خستہ دلم را بجو در شکن موی دوست

5- جان بفشانم ز شوق در رہ باد صبا
گر برساند بہ ما صبحدمے بوی دوست

6- روز قیامت کہ خلق روی بہ ہر سو کنند
خسرو مسکین نکرد میل بہ جز سوی دوست

شعر نمبر 1 ترجمہ: دوست کے دیدار کی خواہش میں ساری عمر گزر گئی۔ کس کو صبر و شکیب میسر ہے جبکہ دوست کا چہرہ دکھائی نہیں دیتا۔

2- ترجمہ: اگر سارا جہان ہی ہمارا منکر (دشمن) ہو جائے تو ہوا کرے۔ ہم اپنے محبوب کی گلی سے کبھی دور نہیں ہوں گے۔

3- ترجمہ: دنیا میں مسلمانوں کا قبلہ کعبہ ہے۔ عاشق لوگوں کا قبلہ اُن کے محبوب کی ابرو کے خم کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔

4- ترجمہ: اے صبح کے وقت کی ہوا (اے بادنسیم) اگر تو وہاں قدم رکھے تو محبوب کی زلفوں کے بالوں میں (ہمارے جیسے) خستہ دلوں کو تلاش کر۔

5- ترجمہ: اے بادِ صبا! میں تیری راہ پر جان قربان کر دوں۔ اگر صبح سویرے ہی ہمارے دوست کی خوشبو ہم تک پہنچا دے۔

6- ترجمہ: قیامت کے دن جب لوگ اِدھر اُدھر دیکھ رہے ہوں گے تو یہ مسکین خسرو سوائے اپنے دوست کے کسی اور کو نہ دیکھ رہا ہوگا۔

◄ ►

ردیف ج

غزل......37

1- اے داشتہ بہ سر ز رعونت کلاہ کج
سر کج مکن کہ کج بودش جایگاہ کج

2- سیلی باد بین کہ چسان افگند بہ خاک
غنچہ کہ می نہد دو سہ روزے کلاہ کج

3- از چشم راست بین ہمہ را، کز کژی بود
کردن بہ مردمان ز تکبر نگاہ کج

4- در نیک کوش کت بد و نیک ار بہ طینت است
کز خاک راست راست برآید گیاہ کج

5- گمراہیت بہ بادیہ ھای کج افگند
تو راہ راست گیر و رؤ ار ہست راہ کج

6- خسرو حساب خویش ترا داد راست پند
تو خواہ راست دان سخنش را و خواہ کج

شعرنمبر 1 لغت:

رعونت: تکبر۔ جایگاہ: آرام کرنے کی جگہ۔

ترجمہ: اے متکبر ہو کر سر پر ٹیڑھی ٹوپی رکھنے والے شخص اپنا سر (غرور سے ٹیڑھا مت کر) کیونکہ (ہوسکتا ہے) کہ تیری آرام کرنے کی جگہ بھی تیرے لئے تکلیف دہ ہو جائے۔

2- لغت:

سیل باد: ہوا کا طوفان، تیز ہوا۔ چساں: کس طرح۔ افگند: پھینک دیتی ہے، گرا دیا۔

ترجمہ: (ذرا) تیز ہوا کو دیکھ کہ اس غنچے کو جس نے دو تین دن تک (کھل کر) اپنے سر پر کلاہ کج پہنا۔ اس کو کس طرح زمین پر گرا دیا۔ پھول چند دنوں کے لئے کھلا، کھل کر اپنے آپ پر مان کرنے لگا لیکن ہوا کے زور نے اس پر دے مارا۔ اس کا غرور مٹی میں مل گیا۔

3- لغت:

کژی: اصل میں لفظ کجی ہے' بُرائی۔

ترجمہ: تمام لوگوں کو سیدھی نگاہ سے دیکھ کیونکہ تکبر کی نگاہ سے لوگوں کو دیکھنا (بہت بڑی) بُرائی ہو جاتی ہے۔ غرور کی نگاہ بدی کے مترادف ہے۔

4- ترجمہ: تو نیک کام کرتا رہ کہ تیرے لئے نیکی اور بدی طینت میں شامل ہے۔ اگر زمین درست ہو گی تو اس میں سے گھاس بھی اچھا عمدہ پیدا ہو گا۔

5- لغت:

بادیہ: جنگل' ویرانہ' دشت۔ افگند: پھینک دیتی ہے' ڈال دیتی ہے۔ ار: اگر۔

ترجمہ: تمہیں گمراہی برائی کے ویرانے میں پھینک دیتی ہے تو سیدھا راستہ اختیار کر اور سیدھا چل۔ اگر چہ راستہ کتنا ہی ٹیڑھا کیوں نہ ہو۔ (انسان کو چاہئے کہ وہ منزل تک پہنچنے کے لئے سیدھا راستہ اختیار کرے کیونکہ ٹیڑھے راستے انسان کو گمراہیوں میں ڈال دیتے ہیں اور گمراہیوں کے جنگل میں انسان بھٹک کر ختم ہو جاتا ہے۔)

6- ترجمہ: خسرو نے اپنے حساب سے تمہیں ایک اچھی نصیحت کی ہے تو اب اس کو درست سمجھ یا اس کو غلط جان۔ (یعنی خسرو نے تو تمہیں نیک نصیحت کر دی۔ اب یہ تیرے اختیار میں ہے کہ اس کو درست جان کر اپنا لے یا بُرا سمجھ کر ترک کر دے۔)

ردیف چ

غزل......38

1- بغیر جام دمادم مجوی ہمدم ہیچ
بجز صراحی و مطرب مخواہ تو ہم ہیچ

2- مجوی ہیچ کہ دنیا طفیل ہمت اوست
کہ پیش ہمت او ہست ملک عالم ہیچ

3- غم است حاصلم از عمر و من بدین شادم
کہ گرچہ ہست غمم، نیست از غمم ہیچ

4- دلم ز عشق تو شد ذرہَ و آن ہم خون
تنم ز مہر تو شد سایہَ و آن ہم ہیچ

5- تنم چو موی پر از تاب و پیچ و در وے خم
ولے میان تو یک مو و اندر آن خم ہیچ

6- ازآن دوای دل خستہ در جہان تنگ است
کہ نیستش بجز از پستہ تو مرہم ہیچ

7- دم از جہان چہ زن، ہمدے طلب، خسرو
بہ حکم آنکہ جہان یکدم است و آن ہم ہیچ

شعر نمبر 1 لغت:

جام دمادم: لگاتار جاری رہنے والا شراب کا جام۔ ہیچ: کوئی اور چیز۔ مخواہ: خواہش مت کر۔

ترجمہ: اے دوست! تو مسلسل شراب کا دور چلانے والے جام کے علاوہ کوئی اور چیز تلاش مت کر۔ صراحی اور گویے کے علاوہ تو کسی اور چیز کی خواہش مت کر۔

2- لغت:

ہمت: قصد، ارادہ، جود، بخشش۔

ترجمہ: شراب کے علاوہ کوئی اور چیز تلاش مت کر کیونکہ اس شراب کی بخشش کی طفیل سے دنیا قائم ہے اور اس شراب کے مقاصد کے سامنے پوری دنیا کا ملک بالکل ہیچ (بے کار چیز) ہے۔

3- ترجمہ: میری زندگی کی سب سے بڑی مراد (ثمر) غم ہے اور میں اس سے خوش ہوں کیونکہ جب مجھے تیرا غم ہے تو پھر مجھے کوئی اور غم بالکل ہیچ لگتا ہے۔

4- ترجمہ: میرا دل تیرے عشق کی وجہ سے ایک ذرہ بن کر رہ گیا اور وہ بھی خون کا۔ میرا جسم تیری محبت میں ایک سایہ بن کر رہ گیا' وہ بھی بیکار سا۔

5- لغت:

موی پُر از تاب و پیچ: بل کھایا ہوا بال۔ خم: بل۔ میان: کمر۔

ترجمہ: میرا بدن تو ایک ایسے بال کی طرح ہو گیا ہے جس میں کئی پیچ و تاب پڑ گئے ہوں۔ کبڑا ہو گیا ہو' خم کھا گیا ہوں لیکن تیری کمر تو ایک ایسے بال کی طرح باریک ہے جس میں کوئی خم نہیں۔ یعنی تیری کمر بالکل سیدھے اور باریک بال کی طرح پتلی ہے۔

6- لغت:

دل خستہ: ٹوٹا ہوا دل۔ پستہ: مراد چھوٹا سا دہن (یعنی پستے جیسا چھوٹا سا منہ)۔

ترجمہ: اس ٹوٹے ہوئے دل کے لئے پورا جہان دوا سے خالی ہے کیونکہ اس کے علاج کے لئے سوائے تیرے پستے جیسے چھوٹے سے دہن کے علاوہ کوئی چیز (اثر کرنے والی) نہیں ہے۔

7- لغت:

دم زدن: دم بھرنا۔ ہمدمے: کوئی ایک دوست۔

ترجمہ: اے خسرو! تو اس دنیا کا دم کیا بھرتا ہے تو کسی دوست کی تمنا کر کیونکہ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ دنیا تو چند لمحوں کے لئے ہے اور وہ بھی بیکار۔

◄ ►

ردیف خ

غزل......39

1- اے دستت از نگار سفید و سیاہ و سرخ
وے چشمت از خمار سفید و سیاہ و سرخ

2- از برگ و از سپاری و از رنگ چونہ شد
دندان آن نگار سفید و سیاہ و سرخ

3- رفتی و در فراق تو چشمم ز گریہ گشت
چون ابر نوبہار سفید و سیاہ و سرخ

4- سازم نثار آن رخ زیبا' گرم بود
در کیسہ صد ہزار سفید و سیاہ و سرخ

5- خسرو ردیف این غزل از بہر امتحان
آوردہ در قطار سفید و سیاہ و سرخ

شعر نمبر 1 لغت:

نگار: نقش کرنا۔ (کنایہ) معشوق' حسین' خوبصورت' محبوب۔ خمار: شراب کے نشے سے بھرپور۔

ترجمہ: اے میرے معشوق تیرے ہاتھ کے نقش کس قدر سفید' سیاہ و سرخ ہیں اور تیری آنکھوں میں شراب کا اس قدر نشہ ہے کہ وہ سفید' سیاہ و سرخ دکھائی دے رہی ہیں۔ آنکھوں میں نشے کی وجہ سے کئی رنگ ہیں۔

2- لغت:

برگ: پتہ۔ سپاری: جو یا گیہوں کا خوشہ۔

ترجمہ: کسی قسم کے برگ سے اور کسی قسم کے خوشہ سے اور کسی قسم کے رنگ سے میرے اُس محبوب کے دانت سفید و سیاہ و سرخ نہیں ہوئے (بلکہ قدرتی طور پر ہی یہ دانت اپنی سفیدی اور رنگت میں خوبصورت اور دلکش ہیں۔)

3- لغت:

زگریہ: رونے سے۔

ترجمہ: تو چلا گیا اور تیری جدائی میں میری آنکھ رو رو کر نوبہار کی برسات کی مانند سفید' سیاہ و سرخ ہوگئی۔

4۔ لغت:

سازم: میں موافقت کرلوں، میں ہمنوا ہو جاؤں۔

ترجمہ: میں اُس خوبصورت چہرے کے ساتھ قربان ہونے کے لئے موافقت کرلوں اگر میری جیب میں ایک لاکھ سفید و سیاہ و سرخ ہوں۔

سفید سے مراد چاندی کے سکے، سیاہ سے مراد دوسری دھاتوں کے سکے اور سرخ سے مراد اشرفیاں ہیں۔ (یعنی میں تمام تر تن من دھن کے ساتھ اپنے محبوب پر قربان ہونے پر رضامند ہوں۔)

5۔ ترجمہ: خسرو نے یہ سفید و سیاہ و سرخ کی قطار کو اس غزل میں ایک امتحان کے طور پر استعمال کیا ہے۔

ردیف د

غزل...... 40

1- باز بوی گل مرا دیوانه کرد
باز عقلم را صبا بیگانه کرد

2- گل چو شمع خوبروئی بر فروخت
بلبل بیچارہ را پروانہ کرد

3- جان من آن آشنا گوئی توئی
کو مرا از جان خود بیگانہ کرد

4- من نمی دانم کہ چون باشد پری
شکل تو باری مرا دیوانہ کرد

5- از دل خسرو چہ پُرسی حال او
قبلہ را درکار این بت خانہ کرد

شعرنمبر 1 ترجمہ: پھر پھول کی خوشبو نے مجھے دیوانہ بنا دیا۔ پھر باد صبا نے میری عقل کو مجھ سے بیگانہ بنا دیا۔
2- ترجمہ: پھول نے کچھ اس انداز سے حسن کا چراغ جلایا کہ بے چارہ بلبل کو پروانہ بنا دیا۔
3- ترجمہ: وہ آشنا خود آپ میری جان ہی تو ہے کیونکہ اس نے خود مجھے جان سے بیگانہ کر دیا۔
4- ترجمہ: میں نہیں جانتا کہ پری کیسی ہوتی ہے، مجھے تو تیری شکل نے دیوانہ کر دیا۔
5- ترجمہ: خسرو کے دل سے اس کا حال کیا پوچھتے ہو اس نے تو قبلہ کو بت خانہ بنا دیا۔

—— ◄ ► ——

غزل...... 41

1- چو باد صبح بہ آن سرو خوش خرام شود
سلام گویم و جان ہمرہ سلام شود

2- غلام اویم و ہرکس کہ بیند آن صورت
ضرورت است کہ ہمچو منش غلام شود

3- عنایتے کہ رہی نیم کشت غمزۂ تست
بہ یک اشارت ابروی تو تمام شود

4- جفا کُنی تو و من پیش خلق شکر کُنم
مرا جمال تو باید کہ نیک نام شود

5- لب و دھان و رُخت ہر یکے بلای دل اند
یکے دلم چہ کنڈ جانب کدام شود

6- بہ چند سوز دل از آہ کار پختہ کُنم
دگر رہ از خنکی ھای بخت خام شود

7- ببرد خواب ز ہمسایہ نالہ خسرو
مباد مرغ چمن پای بند دام شود

شعرنمبر 1 ترجمہ: جب صبح کی ہوا اس خوش خرام سرو (محبوب) کی جانب چلتی ہے تو میں اس کو سلام کہتا ہوں اور اس کے ساتھ میری جان بھی اس کو سلام کہتی ہے۔

2- ترجمہ: ہم اس کے غلام ہیں اور جو شخص اس کی صورت دیکھ لیتا ہے تو ضرورت اس بات کی ہو جاتی ہے کہ وہ بھی میری طرح اس کا غلام ہو جائے۔

3- ترجمہ: بہت بہت مہربانی! کہ تیرے غمزے سے ادھ موئے (نیم کشتہ) کی تمام تر مشکل راہ تیرے ابرو کے ایک اشارے سے مکمل طور پر طے ہو جاتی ہیں۔

4- ترجمہ: (اے محبوب) تو جفا کرتا ہے اور میں لوگوں کے سامنے شکر بجا لاتا ہوں۔ مجھے تو تیرے حسن کا جلوہ چاہئے جو کہ نیک نام ہوتا ہے۔

5- ترجمہ: تیرے ہونٹ، تیرا منہ اور تیرا چہرہ ہر ایک دل کے لئے بلا کی حیثیت رکھتا ہے۔ میرا صرف ایک دل ہے۔ یہ کس کس جانب ہو۔

6- ترجمہ: کب تک میں آہیں بھرتا ہوا اپنے دل کی جلن کے کام کو پختہ کرتا رہوں گا۔ کوئی دوسرا راستہ تو بدبختی کی وجہ سے ناپختہ ہوتا جاتا ہے۔

7- ترجمہ: خسرو کے نالہ وفریاد (کی آواز نے) ہمسائے کی نیند بھی حرام کر دی تو کہیں مرغ چمن نہ ہو جانا کیونکہ وہ کسی نہ کسی جال کا شکار ہو ہی جاتا ہے۔

——◄►——

غزل......42

1- هر شب دلم ز دست خیالت زبون شود
تا حال من بعاقبت کار چون شود

2- خونریز گشت مردم چشمت چو ساقی
کز دست وی قرابہ می سرنگون شود

3- باران اشک خانۂ چشم خراب کرد
دستم ہنوز زیر زنخدان ستون شود

4- تا باکمال حسن چو ماہے بر آمدی
ہر شب بچرخ کاہش من بر فزون شود

5- یک رہ اگر چو کبک خرامی بسوی باغ
گر کبک بیندت بتگ پا برون شود

6- یکبارگی خیال تو ما را زبون گرفت
زینگونہ کس چگونہ کسے را زبون شود

شعر نمبر 1 ترجمہ: ہر رات کو میرا دل تیرے خیال کی وجہ سے بدحال ہو جاتا ہے۔ آخرکار میرا یہ حال کب تک ایسا رہے گا۔

2- ترجمہ: جب ساقی کے ہاتھ سے شراب کا پیالہ قدرے سرنگوں ہوا تو اس کی آنکھوں کی پتلی خون ریز ہو گئی۔ (یعنی آنکھوں میں خون کی سی سرخی اُتر آئی۔)

3- ترجمہ: آنسو کی برسات نے آنکھ کا خانہ خراب کر دیا۔ میرے ہاتھ ابھی تک میری ٹھوڑی کے نیچے ہیں۔ (شدت غم کی وجہ سے لگاتار رونے اور روتے ہوئے چہرے کو ہاتھوں سے آسرا دینے کی یہ کیفیت عاشقوں کی اکثر ہوتی ہے۔)

4- ترجمہ: جب بھی کمال حسن کے ساتھ تیرا چاند طلوع ہوا یعنی اے محبوب جب بھی تو اپنی زبردست خوبصورتی سے نمودار ہوا تو ہر رات کو آسمان پر میری کاہش (میرا گھٹنا) میرے بڑھنے میں تبدیل ہو گیا۔ (یعنی اپنے حسین محبوب کو دیکھ کر میرے تمام تر ضعف قوت میں تبدیل ہونا شروع ہو گئے۔)

5- ترجمہ: ایک دفعہ اگر تو چکور کی طرح چل کر باغ کی طرف چلا جائے اور تجھے خود چکور بھی دیکھ لے تو وہ شرم کے مارے اپنی چال بھول جائے اور اپنی ہی چال سے باہر ہو جائے۔

6- ترجمہ: تیرے خیال نے تو یکدم ہمارا بُرا حال کر دیا۔ اس طرح سے کیونکر کوئی کسی کو بدحال ہوتا ہے۔

غزل......43

1- دل از بند الفت رہا کی شود
دلت با دلم آشنا کی شود

2- بگوئی کہ از لعل سیراب تو
مراد دل ما روا کی شود

3- ولی مرہم لعل خود کام تو
بکام دل ریش ما کی شود

4- نمی شد دل از بند زلفش رہا
کنون دل نہادیم تا کی شود

5- کجا ہمدم و یار خسرو شوی
کہ شہ ہمنشین گدا کی شود

شعر نمبر 1 ترجمہ: دل تیری زلف کی قید سے کب رہا ہو گا۔ تیرا دل میرے دل سے کب آشنا ہو گا۔

2- ترجمہ: ذرا اتنا بتا کہ تیرے سیراب لال سے (تیرے ہونٹوں سے) میرے دل کی مراد کب پوری ہو گی۔

3- ترجمہ: تیرا لعل جیسا ہونٹ ہی دل کی دوا ہے۔ ہمارے اس زخمی دل کی دوا کب ہو گی۔

4- ترجمہ: دل اُس کی زلف کی قید سے رہا نہ ہوا۔ اب ہم نے دل اُن کے عشق میں دھر لیا ہے۔ دیکھئے کب تک یہ رہے گا۔

5- ترجمہ: تو کب اور کہاں خسرو کا ہمدم اور دوست بنے گا کیونکہ کبھی کوئی بادشاہ کسی فقیر کا ہمنشین نہیں ہوتا۔

غزل......44

1- عشق تو ہر لحظہ فزون میشود
دل ز غمت قطرۂ خون میشود

2- در ہوس سلسلۂ زلف تو
عقل مبدل بجنوں میشود

3- بسکہ گران است سر از جام عشق
زر سرم دست ستون میشود

4- عشق تو ورزیم کہ سلطان عقل
در کف عشق تو زبون میشود

5- شوق تو جوئیم کہ از بار آن
قامت افلاک نگون میشود

6- در دل خسرو نگر آن آتش است
کز دھنش دود برون میشود

شعر نمبر 1 ترجمہ: تیرا عشق ہر لحہ بڑھتا ہی جاتا ہے اور دل تیرے غم سے خون کا ایک قطرہ ہوا جاتا ہے۔
2- ترجمہ: تیری زلف کی پیچیدگی کی خواہش میں عقل مجنوں کی جگہ پر بدلتی جا رہی ہے۔
3- ترجمہ: عشق کے جام سے سر بہت بھاری ہو گیا ہے لیکن میرے سر کے نیچے ایک ہاتھ ستون کی حیثیت رکھتا ہے۔
4- ترجمہ: ہم تجھ سے عشق کرتے ہیں کیونکہ عقل کا سلطان عشق کی ہتھیلی میں بدحال ہو کر رہ گیا ہے۔
5- ترجمہ: ہم تیرے عشق کے متلاشی ہیں کیونکہ وہ اتنا بھاری ہے کہ آسمانوں کی بلندیاں اس کے سامنے سرنگوں ہیں۔
6- ترجمہ: خسرو کے دل میں عشق کی آگ کو جھانک کر دیکھو۔ وہ اس طرح ہے کہ اس کے منہ سے دھواں نکل رہا ہے۔

غزل......45

1- دل رفت و آرزوی تو از دل نمی شود
دل پارہ گشت و درد تو زائل نمی شود

2- مہ میشود مقابل روی تو ہر شبے
یک روز با رخ تو مقابل نمی شود

3- رویم زر است و بر در تو خاک میکنم
وصل تو کیمیاست کہ حاصل نمی شود

4- شد اشک من حمائل گردون ز دست تو
دستم بہ گردن تو حمائل نمی شود

5- دل منزل غم آمد و از رہزنانِ ہجر
یک کاروان صبر بہ منزل نمی شود

6- خسرو در اوفتاد بہ غرقاب آرزو
چون کشتی مراد بہ ساحل نمی شود

شعر نمبر 1 ترجمہ: دل تو چلا گیا لیکن دل سے تیری تمنا نہیں جاتی۔ دل کے ٹکڑے ہو گئے لیکن تیرا درد زائل نہیں ہوتا۔

2- ترجمہ: ہر رات چاند! اے معشوق تیرے چہرے کے سامنے آتا ہے۔ وہ کسی دن کے وقت تیرے چہرے کے سامنے نہیں آتا۔

3- ترجمہ: میرا چہرہ سونا ہے۔ میں اس کو تیرے در پر مٹی کر دیتا ہوں۔ تیرا وصل اس مٹی کے لئے کیمیا کی حیثیت رکھتا ہے لیکن وہ حاصل نہیں ہوتا۔

4- ترجمہ: تیرے ہاتھوں میرے آنسو آسمان کی گردن کے گرد آویزاں ہو گئے لیکن میرا ہاتھ تیری گردن کے گرد حمائل نہیں ہوتا۔ (یعنی میرے آنسو تو تیری گردن تک پہنچتے ہیں لیکن میرے ہاتھ کی رسائی وہاں تک نہیں ہوتی۔)

5- ترجمہ: دل غم کی تو منزل آ گئی اور فراق کے ڈاکوؤں کی وجہ سے ایک صبر کا کارواں منزل تک نہیں پہنچا۔

6- ترجمہ: جب مراد کی کشتی کو ساحل نصیب نہ ہوا تو خسرو آرزوؤں اور تمناؤں کے گہرے غرقاب میں گر کر ڈوب گیا۔

غزل......46

1- کارے ست در سرم کہ بہ سامان نمی شود
دردے ست در دلم کہ بہ درمان نمی شود

2- میکن بہ ناز خندہ کہ دیوانہ تر شوم
دیوانگی من چو بہ پایان نمی شود

3- رخسار می نمائی کہ خوش لذتے ست' آنکہ
جان کندنت ز دیدنت آسان نمی شود

4- جانم فدای نرگس او باد ہر زمان
خون میکند ہزار و پشیمان نمی شود

5- دل را ز عشق چند ملامت کنم کہ ہیچ
این کافر قدیم مسلمان نمی شود

6- آنکس کہ گشت عاشق و بیدل ز دست تو
گوئی نہ عاشق است کہ بے جان نمی شود

7- خسرو کہ ہست سوختہ و خام سوز عشق
آتش زنش کہ پختہ و بریان نمی شود

شعر نمبر 1 ترجمہ: میرے دماغ میں کئی مفید کام ہیں لیکن اُن (کی تکمیل) کے لئے سامان میسر نہیں ہے۔ میرے دل

میں درد تو ہے لیکن مجھے اس کا کوئی علاج نہیں ملتا۔

2۔ ترجمہ: تو مسلسل ناز و انداز سے ہنستا رہ تا کہ میں اور زیادہ دیوانہ ہو جاؤں۔ (اس وقت تک کہ) میری دیوانگی آخر تک نہ پہنچ جائے۔

3۔ ترجمہ: (اے محبوب) تو اپنا رخسار دکھاتا ہے جو کہ بہت ہی لطف دار ہے۔ اُس سے تو جان نکال لیتا ہے اور تیری طرف دیکھنا کوئی آسان بات نہیں ہے۔

4۔ ترجمہ: میری جان ہر وقت اُس نرگس جیسی آنکھ والے محبوب پر قربان۔ وہ ہزاروں خون کرتا ہے اور پشیمان نہیں ہوتا۔

5۔ ترجمہ: دل کو عشق کے سلسلے میں کتنی ہی ملامت کیوں نہ کروں' سب بے فائدہ۔ یہ پرانا کافر مسلمان ہوتا ہی نہیں۔

6۔ ترجمہ: وہ شخص جو تیرے ہاتھوں تیرا عاشق ہوا اور دل گنوا بیٹھا تو یوں کہہ لے کہ وہ اس وقت تک عاشق نہیں جب تک وہ بے جان نہیں ہو جاتا۔

7۔ ترجمہ: خسرو جو کہ جل گیا ہے اور عشق کی آگ میں ابھی خام ہے۔ اس کو اور آگ میں ڈال دو کیونکہ وہ ابھی تک پوری طرح پختہ اور جلا ہوا نہیں ہوا۔ (یعنی عشق کی آگ میں مکمل جل جانے اور مر جانے کا نام ہی عشق ہے۔)

غزل......47

1- از یاد تو دل جدا نخواہد شد
وز بند تو جان رہا نخواہد شد

2- دل را بہ تو دادم و نمیدانی
چون میدانم مرا نخواہد شد

3- پیوند تو از تو نگسلم ہرگز
تا جامۂ جان قبا نخواہد شد

4- تیر مژہ میزنی کہ کس پیشت
چون من ہدف بلا نخواہد شد

5- در بوسہ دمے شمار گو میکن
من می شمرم دغا نخواہد شد

6- یا رب بہ کجا گریزم از تیرت؟
ہر جا کہ روم خطا نخواہد شد

7- میگو سخنے مترس از غمزہ
مست است و برین گوا نخواہد شد

8- دردے دارم بہ سینہ از عشقت
کان درد کہن دوا نخواہد شد

9- گفتی کہ غلام من نشد خسرو
ہم خواہد شد، چرا نخواہد شد؟

شعر نمبر 1 ترجمہ: تیری یاد سے میرا دل کبھی جدا نہیں ہوگا اور تیری قید سے میری جان کبھی رہا نہ ہوگی۔
2- ترجمہ: میں نے دل تم کو دیا اور تو نہیں جانتا جبکہ میں اب جانتا ہوں کہ یہ اب میرا کبھی نہ ہوگا۔
3- ترجمہ: میں تمہارے ساتھ وابستہ ہو گیا ہوں، کبھی نہیں ٹوٹوں گا۔ یہاں تک میری جان پر قبا تک بھی باقی نہ رہے گی۔
4- ترجمہ: تو اپنی پلکوں کے تیر مارتا ہے۔ اس طرح کہ پیش ازیں کوئی شخص بھی اس طرح نشانہ بلا نہیں بنے گا۔
5- ترجمہ: بوسے دینے میں تو کہتا ہے کہ ایک لمحے کو شمار کر۔ میں شمار کرتا ہوں۔ اس میں کبھی دھوکا نہیں ہوگا۔ (یعنی بوسہ صرف ایک لمحے کے لئے ہوگا۔)
6- ترجمہ: اے میرے رب! میں کہاں بھاگ جاؤں۔ محبوب کے تیروں سے میں جہاں کہیں جاؤں گا، تیر خطا نہیں جائے گا۔
7- ترجمہ: تو بات کرتا جا، ڈر مت کسی قسم کے غمزے سے۔ مستی کا عالم ہے اور اس امر کا کوئی گواہ نہیں ہوگا۔
8- ترجمہ: تیرے عشق کا درد میرے سینے میں جا گزیں ہے۔ اس درد کی کوئی دوا نہیں ہوگی۔
9- ترجمہ: تو نے کہا کہ خسرو میرا غلام نہ ہوا۔ ہاں ضرور ہوگا، کیوں نہیں ہوگا۔

غزل......48

1- یاران کہ بودہ اند، ندانم کجا شدند؟
یا رب، چہ روز بود کہ از ما جدا شدند؟

2- گر نوبہار آید و پرسد ز دوستان
گو اے صبا، کہ آن ہمہ گلہا گیا شدند

3- اے گل، چو آمدی ز زمین گو چگونہ اند؟
آن روی ھا کہ در تہ گرد فنا شدند

-4 آن سروران کہ تاج سر خلق بودہ اند
اکنون نظارہ کن کہ ہمہ خاک پا شدند

-5 خورشید بودہ اند کہ رفتند زیر خاک
آن ذرہ ہا کہ چون صبا اندر ہوا شدند

-6 بازیچہ ایست طفل فریب این متاع دہر
بے عقل مردمان کہ بدین مبتلا شدند

-7 خسرو! گریز کن کہ وفا نیست در جہان
زاہل جہان کہ ہمچو جہان بے وفا شدند

شعرنمبر 1 ترجمہ: وہ لوگ جو کبھی ہمارے دوست تھے' پتہ نہیں کہاں چلے گئے۔ یا اللہ! وہ کون سا دن تھا کہ وہ ہم سے جدا ہو گئے۔

2- ترجمہ: اگر بہار کا موسم آئے اور وہ اُن دوستوں کے بارے میں دریافت کرے تو اے صبا! اُن سے کہہ دینا کہ وہ تمام پھول بن گئے۔ یا گھاس بن گئے۔

3- ترجمہ: اے پھول تو جبکہ زمین میں سے آیا ہے۔ ذرا بتا کہ وہ چہرے کیسے ہیں جو زمین کی گرد کی تہہ میں فنا ہو گئے۔

4- ترجمہ: وہ بادشاہ جو عوام کے سر کا تاج ہوتے تھے' ان کو اب دیکھ کہ وہ سب کے سب پاؤں کی خاک بن کر رہ گئے ہیں۔

5- ترجمہ: ہوا کے وہ ذرے جو باد صبا میں کبھی ہوا کرتے تھے۔ وہ خورشید کی مانند تھے' سب زیر خاک چلے گئے۔

6- ترجمہ: زمانے کی تمام تر دولت بچوں کو بہلانے والے کھلونے کی مانند ہے۔ وہ لوگ بے وقوف ہیں جو اس سے محبت کرتے ہیں۔

7- ترجمہ: خسرو! زمانے والوں سے بچ کر رہ۔ وہ زمانے میں وفا نہیں ہے۔ اہل جہان زمانے کی طرح بے وفا ہیں۔ (جس طرح دنیا بے وفا ہے اسی طرح لوگ بھی وفادار نہیں۔)

——◄ ►——

غزل......49

-1 باد آمد و ز گمشدۂ من خبر نداد
زان رُو غبارے از پی این چشم تر نداد

-2 آمد بہار و تازہ و تر شد گل و صبا
زان سرو نوجوان خبر تازہ بر نداد

3- خوش وقت باد کش گزرے ہست از آن طرف
ہرچند دور ماندہٴ ما را خبر نداد

4- من چون زیم کہ ہیچ گہ آن نوبہار حسن
بوئے ز بہر من بہ نسیم سحر نداد

5- مردم ز بہر دیدن سیرش دریغ داشت
دستورئے ہم ز پی یک نظر نداد

6- گفتم چگونہ میکشی و زندہ میکنی؟
از یک جواب کشت و جواب دگر نداد

7- دل بُردٗ گر نداذٗ نہ جای شکایت است
کالای خویش را چہ توان کرذٗ اگر نداد

8- بگذار تا بہ قحط وفا جان دہمٗ از آنک
تخم وفا کہ کاشتہ بودیم بر نداد

9- نادیدنت بس است سزا دیدہ را کہ او
در راہ عشق توشئہ ما جز جگر نداد

10- آمد بہ روی آب ہمہ راز ما ز چشم
ما را کجاست گریئہ خسرو کہ در نداد

شعر نمبر 1 ترجمہ: ہوا آ گئی (لیکن) میرے گمشدہ (محبوب) کی کوئی خبر نہ دی۔ اُس محبوب کے بارے میں ان روتی ہوئی آنکھوں کے لئے کوئی سکون بخش غبار نہ دیا۔

2- ترجمہ: موسم بہار آ گیا اور پھول و باد صبا بالکل تر وتازہ ہو گئے (لیکن اُن کی تازگی نے) اُس نوجوان سرو یعنی (خوبصورت محبوب) کی طرف سے کوئی تازہ خبر نہ دی۔

3- ترجمہ: کتنا اچھا وہ وقت ہو گا جب ہوا اُس کے پاس سے ہوتی ہوئی گزری ہو گی۔ اگر چہ تو (ہم سے) بہت دور رہ گیا ہے لیکن ہمیں اس امر کی خبر نہیں دی۔

4- ترجمہ: میں کس طرح زندہ رہوں کہ کسی وقت بھی اُس خوبصورتی کی نوبہار نے (یعنی محبوب نے) میرے بارے میں نسیم سحر کو کوئی خبر تک نہیں دی۔

5- ترجمہ: میں اُس کا دل بھر کے دیدار کرنے کے مارے مر گیا۔ کس قدر صدمے کی بات ہے کہ دستور ہی کچھ ایسا ہے۔ اس نے ہماری طرف ایک نظر بھی نہ ڈالی۔

6- ترجمہ: میں نے اُس سے (محبوب سے) کہا کہ تو کس طرح مار ڈالتا ہے اور کس طرح زندہ بھی کر دیتا ہے۔ اُس

نے ایک جواب مار تو ڈالا لیکن دوسرا جواب نہ دیا۔ (یعنی محبوب نے ہلاک تو کر دیا لیکن دوبارہ زندہ کرنے کی زحمت گوارا نہ کی۔)

7- ترجمہ: (محبوب) دل لے تو گیا۔ اگر اس نے دل دیا نہیں تو کوئی شکایت نہیں۔ میں اپنے اس سارے مال و متاع (دل) کو کیا کر سکتا تھا۔ اگر اس نے اپنا دل مجھے نہ دیا۔ (معشوق نے میرے دل کی دولت تو لوٹ لی لیکن اپنی طرف سے جواباً کسی محبت کا اظہار نہ کیا۔ میں بعدازاں اپنی ایسی دولت سے کیا فائدہ اُٹھا سکتا تھا۔ بس دل گیا میں لٹ گیا۔)

8- ترجمہ: چلو چھوڑو کیونکہ میں نے تو قحط وفا کے دور میں اپنی جان دی ہے (میں جانتا ہوں کہ) وفا میں جو بیج میں نے بویا تھا بار آور نہیں ہوا' کوئی پھل نہیں لایا۔

9- ترجمہ: تیرے دیدار سے محروم رہنا آنکھوں کے لئے بہت بڑی سزا ہے کیونکہ عشق کی راہ میں اس نے ہمیں سوائے جگر کے زادراہ کے طور پر کچھ بھی نہ دیا۔

10- ترجمہ: ہمارے تمام راز ہماری آنکھوں سے بہنے والے پانی کے ذریعے عیاں ہو گئے' ہم کیا کریں۔ خسرو کے رونے کا (بہاؤ اتنا زیادہ تھا) کہ اس کا کوئی در نہ تھا' رُک نہیں سکتا تھا۔

غزل......50

1- کسے کہ بہر تو جاں باختن ہوس دارد
چہ غم ز شحنہ و اندیشہ از عسس دارد

2- سرشک من ہمہ سیماب شد' نمی دانم
کہ کیمیای صبوری کدام کس دارد؟

3- من غریب بہ راہ اُمید خاک شدم
خوش آن کسے کہ بر آن پای دسترس دارد

4- مرا پسین نفس زیستن ہوس' وان مست
بہ خواب ناز کجا پاس این نفس دارد؟

5- ہلاک خویش ہمی گویم' ارچہ میدانم
کہ انگبین چہ غم از مردن مگس دارد!

6- تو خفتہ میگذر' اے ماہ روی مہد نشین
کہ بار بر شتر است و فغان جرس دارد

7- برفت جان ز تن من درآن جهان و ہنوز
ز بہر دیدن تو روی بازپس دارد

8- تو خود بہ بوسہ دھی جان، ولے نیارد گفت
کہ باز مردۂ تو زندگی ہوس دارد

9- بلاست میل تو در روزگار خسرو، ازانک
چہ دوستیست کہ آتش بہ سوی خس دارد؟

شعر نمبر 1 لغت:

جان باختن: جان ہار دینا، جان قربان کر دینا۔ ہوس دارد: خواہش رکھتا ہے۔ شحنہ: کوتوال۔ عسس: کوتوال، داروغہ۔
ترجمہ: جس کسی نے تجھ پر قربان ہو جانے کی خواہش کر لی۔ اس کو کسی داروغے یا کوتوال کا کیا غم اور کیا ڈر۔

2- لغت:

سرشک: آنسو۔ سیماب: پارہ۔ کیمیای صبوری: صبر کی وہ دوا جس سے کیمیا گری ہو سکے۔ کدام: کون۔
ترجمہ: میرے تمام آنسو پارہ بن گئے۔ مجھے نہیں معلوم کہ میرے صبر کی کیمیا کس شخص کے پاس ہے۔ (ایک خیال کے مطابق کیمیاگر بالعموم پارے پر اس طرح عمل کرتے ہیں کہ وہ آہستہ آہستہ سونا بن جاتا ہے۔ چنانچہ شاعر اپنے آنسوؤں کو عشق کی کٹھالی میں ڈال کر اور سوز محبت میں مسلسل جلا کر سونا بنا دینا چاہتا ہے۔)

3- لغت:

من غریب: مراد میں بے چارہ۔ خوش آن کسے: خوش قسمت ہے، وہ شخص۔ دسترس: رسائی۔
ترجمہ: میں بے چارہ تو اُمید ہی میں خاک ہو گیا۔ خوش قسمت ہے وہ شخص جو اس (محبوب) تک رسائی رکھتا ہے۔

4- لغت:

پسین: نزدیک غروب آفتاب، عصر کے قریب، پچھلے وقت (مراد زندگی کا آخری حصہ)۔ پاس: لحاظ۔ نفس: سانس، شخص، جان، حقیقت، ارادہ، نیت، قوت، فرد۔
ترجمہ: مجھے زندگی کے آخری حصے میں جینے کی خواہش ہے اور وہ (معشوق) بالکل مست الست ہے۔ اس شخص کو اپنی ناز بھری نیند کی وجہ سے اس (عاشق) کی جان کا کیا لحاظ ہے۔ (یعنی محبوب تو خواب سرور میں مدہوش ہے۔ یہاں عمر ختم ہونے کو ہے۔ اس کو کسی بے چارے منتظر دیدار کا کیا پاس ہے۔)

5- لغت:

ارچہ: اگر چہ۔ انگبین: شہد۔ مگس: مکھی۔
ترجمہ: میں خود مرگ کہتا ہوں۔ اگر چہ میں جانتا ہوں کہ مکھی کے مر جانے سے شہد کو کیا غم پہنچتا ہے۔

6- لغت:

خفتہ میگذر: سوتا ہوا ہی گزر جا۔ مہد: گہوارہ' پنگھوڑا۔ جرس: گھنٹی (وہ گھنٹی جو کسی قافلے کے آگے آگے چلنے والا ایک شخص قافلہ والوں کو ہشیار رکھ کر چلتے جانے کی خبر دیتا رہتا ہے۔)

ترجمہ: اے میرے محبوب تو سوتا ہوا ہی گزر جا اور اے میرے چاند تو اپنے گہوارے میں بیٹھ کر آرام کر کیونکہ (اصول تو یہ ہے کہ) بوجھ تو اونٹ پر ہوتا ہے اور فغاں کی آواز گھنٹی سے آتی ہے۔

7- ترجمہ: میری جان نکل گئی اور اُس جہان میں چلی گئی اور ابھی تک میں تمہیں دیکھنے کے لئے مڑ مڑ کر چہرہ تیری طرف کرتا ہوں۔ (اے محبوب تیرے فراق میں اگرچہ میں اس جہان سے کوچ کر گیا لیکن ابھی تک میں تمہیں دیکھنے کے لئے اپنا منہ تیری دنیا کی طرف کر رہا ہوں۔)

8- ترجمہ: تو خود کو ایک بوسہ پر جان قربان کرنے کو تیار ہے لیکن کچھ کہتا نہیں ہے کہ اس کے بعد تیری لاش دوبارہ زندگی حاصل کرنے کی خواہش رکھتی ہے۔

9- ترجمہ: اے خسرو! اس زمانے میں تیری طرف رجحان رکھنا ایک بلا مول لینا ہے کیونکہ وہ کیسی دوستی ہے جو کہ آگ کی خس و خاشاک کے ساتھ ہوتی ہے۔ (مراد یہ ہے کہ آگ کا کام تو خس و خاشاک کو جلا دینا ہے۔ دوستی کیسے ہوسکتی ہے۔ اسی طرح عشق کا کام کو عاشق کو جلا کر خاکستر کر دینا ہے۔ اس سے وفا کی اُمید کیسے ہوسکتی ہے۔)

غزل......51

1- کسے کہ شمع جمال تو در نظر دارد
ز آتش دل پروانہ کے خبر دارد

2- ز مرہمش نشود سود درد مندے را
کہ زخم کاری تیغ تو بر جگر دارد

3- ز بیقراری زلفت قرار یافت دلم
بہ زیر سایۂ او زان سبب مقر دارد

4- فضیلتے کہ جمال تر است بر خورشید
فضیلتیست کہ خورشید بر قمر دارد

5- چہ طوطی است خط سبزت اے پری چہرہ
کہ تکیہ بر گل و منقار بر شکر دارد

6- زسوز عشق توام آتشے است در سینہ
کہ اشک دیدۂ جون ناردان خبر دارد

7- ز آتش دل آشفتگان حذر می کن
کہ دود خاطر خسرو بسی اثر دارد

شعر نمبر 1 ترجمہ: جو شخص تیرے حسن کی شمع پر نظر رکھتا ہے اس کو پروانے کے جلنے کی خبر کب ہوتی ہے۔

2- ترجمہ: کسی بیمار دردمند کو کسی بھی مرہم سے فائدہ نہیں پہنچتا کیونکہ تیری تلوار کا زخم جگر پر کاری ہوتا ہے۔

3- ترجمہ: تیری زلف کی بے قراری کی وجہ سے دل کو قرار نصیب ہوا۔ اس کا سایہ میری تسکین کا اثر رکھتا ہے۔

4- ترجمہ: وہ فضیلت جو تیرے حسن کو سورج پر حاصل ہے، وہ فضیلت سورج چاند پر رکھتا ہے۔

5- ترجمہ: اے پری چہرہ محبوب! تیرے چہرے پر سبزۂ خط کیسا طوطی ہے کہ پھول پر تکیہ ہے اور چونچ (مراد لب) پر مٹھاس ہے۔

6- ترجمہ: تیرے عشق کے سوز کی وجہ سے میرے سینے میں آگ لگی ہوئی ہے۔ آنکھ کے آنسوؤں کو اس آتش کدے کی کوئی خبر ہے۔

7- ترجمہ: بدحال عاشقوں کے دل کی آگ سے ذرا بچ کے ہی رہنا کیونکہ خسرو کے دل سے نکلا ہوا دھواں بہت اثر رکھتا ہے۔

—◄►—

غزل......52

1- گل رنگ نگار ما ندارد
بوی خوش یار ما ندارد

2- مائیم و دیار بے نشانی
کس میل دیار ما ندارد

3- ما کار بہ کار کس نداریم
کس کار بہ کار ما ندارد

4- با ما سخن سمن مگوئید
کو بوی بہار ما ندارد

5- با ما صفت چمن مخوانید
کو نقش نگار ما ندارد

6- لالہ ز چہ سرخ گشت، گر شرم
از لالہ عذار ما ندارد

7- خون بار چو خسرو از کنارت
کو میل کنار ما ندارد

شعر نمبر 1 ترجمہ: پھول میں ہمارے محبوب کی سی خوبصورتی نہیں ہے۔ اس میں ہمارے یار کی خوشبو نہیں ہے۔
2- ترجمہ: ہم ہیں اور ایک بے نشان شہر ہے۔ کسی کی توجہ اور رجحان ہمارے شہر کی طرف نہیں ہے۔
3- ترجمہ: ہمیں کسی کے کام کے ساتھ کوئی کام نہیں اور کوئی ہمارے کام کے ساتھ کام نہیں رکھتا۔
4- ترجمہ: ہمارے ساتھ گل سمن کی بات مت کریں کیونکہ اس میں بہار کی خوشبو نہیں ہے۔
5- ترجمہ: ہمارے ساتھ گلستان کی تعریف مت بیان کریں کیونکہ اس میں ہمارے محبوب کے سے نقش و نگار نہیں ہیں۔
6- ترجمہ: گل لالہ کیوں سرخ ہو گیا۔ اگر وہ ہمارے محبوب کے رخسار کی سرخی سے شرم نہ کھا جاتا۔
7- ترجمہ: تیرے پہلو میں خسرو خون آلودہ ہے کیونکہ وہ ہمارے پہلو میں آنے کا رجحان نہیں رکھتا۔

غزل......53

1- مہی گذشت کہ چشم مجال خواب ندارد
مرا شبی است سیہ رو کہ ماہتاب ندارد

2- نہ عقل ماند نہ دانش نہ صبر ماند نہ طاقت
کسی چنین دل بیچارۂ خراب ندارد

3- تو ای کہ با مہ من خفتہ ای بناز، شبت خوش
منم کہ روز مراد من آفتاب ندارد

4- چو گویمت کہ بخوابم خوش است دیدن رویت
مخند بیہدہ بر بیدلی کہ خواب ندارد

5- ز حال خسرو پُرسیٔ چہ پُرسی اش کہ ز حیرت
بپیش روی تو جز خامشی جواب ندارد

شعر نمبر 1 ترجمہ: میرا چاند چلا گیا اور میری آنکھوں میں نیند کی مجال تک نہیں رہی۔ رات میرے لئے بالکل اندھیری ہو گئی ہے۔ ایسی کہ اس میں نور ماہتاب بھی نہیں رہا۔
2- ترجمہ: نہ عقل رہی، نہ دانشمندی۔ نہ صبر رہا، نہ طاقت۔ کبھی کسی بے چارے دل کا ایسا خراب حال نہ ہو۔

3۔ ترجمہ: اے میرے محبوب! تو بڑی خوشی کے ساتھ اس ماہتاب بھری رات کے وقت سو رہا ہے۔ میں ہوں کہ میرے نصیب میں روز روشن نہیں ہے۔ بُرے دن تو سورج بھی طلوع نہیں ہوتا۔

4۔ ترجمہ: جب میں کہتا ہوں کہ نیند میں تیرے چہرے کو میں دیکھ لوں تو اس بے ہودگی پر مت ہنس کیونکہ یہاں پر نیند نام کو نہیں۔

5۔ ترجمہ: خسرو کا تو حال پوچھتا ہے۔ کیا پوچھتا ہے کیونکہ حیرت کے عالم میں تیرے سامنے سوائے خاموشی کے اس کے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔

غزل......54

1۔ فلک با کس دل یکتا ندارد
ز صد دیدہ یکے بینا ندارد

2۔ درخت دھر سر تا پای خار است
تو گل جوئی و او اصلاً ندارد

3۔ جہان از مردمیہا مردمان را
نویدے میدہدٔ اما ندارد

4۔ کسے از ہفت بام چرخ بگذشت
کہ باغ ہشت در ماوا ندارد

5۔ کسے کاین جا مربع می نشیند
در ایوان مثمن جا ندارد

6۔ چرا خسرؤ نیندیشی تو امروز؟
از آن فردا کہ پس فردا ندارد

شعر نمبر 1 لغت:

فلک: آسمان مراد گردون گرداں۔

ترجمہ: یہ آسمان کسی کو یکتا دل کے ساتھ نہیں چاہتا۔ اگرچہ اس کی سو آنکھیں ہیں لیکن کسی کو ایک نگاہ سے بھی نہیں دیکھتا۔ (مراد ظالم آسمان نہ تو سب کے ساتھ یکساں محبت کرتا ہے نہ یکساں نظر سے دیکھتا ہے۔)

2۔ ترجمہ: زمانے کا درخت سر سے پاؤں تک تمام تر خار (سے بھرپور) ہے۔ تو (اس سے) پھول تلاش کرتا ہے جو وہ حتماً نہیں رکھتا۔ (یعنی زمانے میں لوگوں کے لئے آسودگی کے پھول ہرگز ہرگز نہیں ہیں۔ خار ہی خار ہیں' تکالیف ہی

ہیں۔)

3- ترجمہ: یہ دنیا لوگوں کو (اگرچہ) انسانیت' مروت' وفا کی خوشخبری دیتی ہے لیکن (اس نام کی کوئی چیز یہاں) نہیں ہے۔

4- لغت:

از ہفت بام چرخ: ساتوں آسمانوں کی چھتوں پر سے۔ باغ ہشت در: جنت کا وہ باغ جس کے آٹھ دروازے ہیں۔
ماوا: ٹھکانہ' جائے پناہ۔
ترجمہ: جو کوئی بھی اس جہان کے ساتوں آسمانوں کی چھتوں پر سے گزر گیا لیکن وہاں اس کو جنت کے اس باغ کا جس کے آٹھ دروازے ہیں' ٹھکانہ نظر نہ آیا۔

5- لغت:

مربع: چار اطراف والا۔ مثمن: آٹھ اطراف والا۔
ترجمہ: وہ شخص جو اس چہار اطراف والے جہان میں قیام پذیر ہے۔ اُس کو آٹھ اطراف والے ایوان میں بھی جگہ میسر نہیں۔

6- ترجمہ: اے خسرو! تو اُس آنے والے کل کے بارے میں کیوں نہیں سوچتا جس آنے والے کل کے بعد آنے والی کل نہیں ہے۔ اے خسرو تو مستقبل کے بارے میں متفکر کیوں نہیں ہے۔ تمہیں آنے والے دور اور آنے والی زندگی (یعنی آخرت) کا احساس کیوں نہیں کیونکہ اس دنیا کا مستقبل غیر یقینی ہے۔

——◄►——

غزل......55

1- مہش گویم' ولیکن مہ سخن گفتن نمیداند
گلشن گویم' ولیکن گل گہر سفتن نمیداند

2- ز شب بیداری من تا سحر چشمش کجا داند؟
کہ او شب تا سحر کارے بہ جز خفتن نمیداند

3- اگر گویم کہ حال من کسے آنجا نمی گوید
صبا دانم کے میداند' ولے گفتن نمیداند

4- بہ پاش افتاد زلف و یافت دستے بر لبش' لیکن
زمین رُفتہ ست پیوستہ' شکر گفتن نمیداند

5- ہمہ آشفتگی خواہد سر زلف پریشانش

ز خسرو! گو بیاموزدٔ گر آشفتن نمیداند

شعر نمبر 1 ترجمہ: میں اس کو چاند کہتا ہوں لیکن چاند بات کرنا بھی نہیں جانتا۔ میں اس کو گلزار کہتا ہوں لیکن پھول تو موتی پرونا نہیں جانتا۔

2۔ ترجمہ: میرا صبح تک ساری رات جاگنا اس کی آنکھوں کو کیا معلوم۔ اس کو تو ساری رات صبح تک سوائے سونے کے اور کچھ معلوم نہیں۔

3۔ ترجمہ: اگر میں یہ کہوں کہ میرا حال اُس تک (محبوب تک) کوئی نہیں پہنچاتا (تو غلط ہے) میں جانتا ہوں کہ صبا کو میرا حال معلوم ہے لیکن وہ اس کو وہاں بیان کرنا نہیں جانتی۔

4۔ ترجمہ: اس کی دراز زلف اس کے پاؤں تک گری پڑی ہے اور اس کی رسائی اس کے لبوں تک ہے لیکن زمین پر ہمیشہ جھاڑ پونچھ جاری رہتی ہے اور شکر ادا کرنا نہیں جانتی۔

5۔ ترجمہ: اس کی پریشان زلف تمام تر آشفتگی کی خواہشمند ہے۔ اس کو بتا دو کہ اگر وہ آشفتگی سیکھنا چاہتی ہے تو خسرو سے سیکھ لے۔

—— ◄ ► ——

غزل 56

1- مارا شکنج زلف تو در پیچ و تاب برد
آرام و صبر از دل و از دیده خواب برد

2- از راه دل درآمد و از روزن دماغ
رختے کہ دیده بستہ بہ مشکین طناب برد

3- روزے عجب مدار کہ طوفان بر آورد
باران اشک دیده کہ دست از سحاب برد

4- چشمم کہ بود خانۂ خیل خیال تو
عمرت دراز باد کہ آن خانہ آب برد

5- زاہد برای مجلس رندان بادہ نوش
دوش آمد و بہ دوش سبوی شراب برد

6- دوران پیریم بہ سر آورد روز شیب
ہجران یار رونق عہد شباب برد

7- خسرو بسے خطا کہ بہ طغرای دلبران
خواہد برات نامہ بہ روز حساب برد

شعر نمبر 1 ترجمہ: ہمیں تو تمہاری زلف کے شکنجے نے پیچ و تاب میں ڈال دیا۔ اس نے ہمارے دل سے صبر اور آنکھوں سے نیند لوٹ لی۔

2- ترجمہ: دل کے راستے وہ ہمارے اندر سما گیا اور آنکھوں سے اوجھل سب کچھ (سارا ساز و سامان) خوشبودار زلفوں سے باندھ کر لے گیا۔ دماغ کی کھڑکی سے لے گیا۔

3- ترجمہ: اس دن پر تعجب نہ کرنا کہ عاشقوں کی آنکھوں سے نکلے ہوئے آنسو کا وہ پانی جو بادل کے ہاتھوں لگ گیا ہے، تمہارے لئے کوئی طوفان برپا کر دے۔

4- ترجمہ: میری آنکھ جو کہ تیرے خیال کے گھوڑے کا گھر تھی، اس کی عمر دراز ہو کیونکہ (اُن آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں کا) پانی اس گھر کو بہا کر لے گیا۔

5- ترجمہ: کل زاہد شراب پینے والے میخواروں رندوں کی محفل میں آیا اور جاتے ہوئے وہ شراب کا پورا مٹکا ہی اُٹھا کر لے گیا۔

6- لغت:

دوران پیریم: بڑھاپے کی عمر میں۔ سر آوردن: انجام کو پہنچانا، تمام کرنا، پورا کرنا۔ شیب: بڑھاپا (پستی)۔

ترجمہ: مجھ پر اب بڑھاپے کا دورانیہ ہے۔ اب اس بڑھاپے نے میری زندگی کا تمام کام انجام کو پہنچا دیا اور معشوق کے فراق نے جوانی کی تمام تر رونقیں ختم کر دیں۔

7- لغت:

طغرا: لغوی معنی ہیں شاہی فرمان تحریر شدہ۔ طغراں دلبراں: معشوقوں کے حکمنامے۔ برات نامہ: سند۔ وہ چھٹی جس میں آزادی، رہائی اور معاف کر دینے کے احکام درج ہوں۔ روز حساب: قیامت کے دن۔

ترجمہ: خسرو قیامت کے دن بہت سی خطاؤں کے سلسلے میں معشوقوں کی طرف سے جاری کردہ برات نامہ لے کر جائے گا۔

—◄►—

غزل......57

1- عشق آمد و دل ز دست ما برد
تدبیر ز عقل مبتلا برد

2- عیش و طرب و قرار و تمکین
یک یک ز دلم جدا جدا برد

3- هر دل کہ بہ سینۂ کسے دید
یا در کف غم سپرد و یا برد

4- یار آمد و ساخت خانہ در دل
شاہ آمد و خانۂ گدا برد

5- ما را کہ ز غم خیال گشتیم
باد سر زلف او ز جا برد

6- سیلاب غمش در آمد از شہر
بازار ہزار پارسا برد

7- شب صورت او بہ خواب دیدم
تا چشم زدم بہم مرا برد

8- دل را می بُرد سیل دیدہ
اشکم بدوید و خواب را برد

9- این دیدۂ من کہ کور بادا
پیش ہمہ آبروی ما برد

10- مسکین دل بیقرار خسرو
غم ہیچ ندانمش کجا برد!

شعر نمبر 1 ترجمہ: عشق آیا اور ہمارا دل ہمارے ہاتھ سے لوٹ کر لے گیا (یہاں تک) کہ عقل کو بیمار کر گیا اور اس سے قوت تدبیر بھی چھین کر لے گیا۔

2- ترجمہ: عیش، نغمہ، سکون اور اطمینان سب ایک ایک کر کے میرے دل سے علیحدہ علیحدہ لے گیا۔

3- ترجمہ: ہر دل نے جس کسی کے دل میں جھانک کر دیکھا تو اس کو پتہ چلا کہ وہ یا تو کسی غم کے ہاتھ چڑھ گیا ہے یا وہ بس چلا ہی گیا ہے۔

4- ترجمہ: میرا دوست آیا اور اس نے دل میں گھر کر لیا (بس یوں سمجھئے کہ) بادشاہ آ گیا اور ایک فقیر کا گھر لوٹ کر لے گیا۔

5- ترجمہ: ہم جو کہ غم کی وجہ سے بس ایک خیال ہی بن کر رہ گئے تھے۔ اس خیال کو بھی اس محبوب کے سر کی زلف کی ہوا اس کی جگہ سے لوٹ کر لے گئی۔

6- ترجمہ: اس کے غم کا سیلاب شہر سے (ہمارے ہاں اندر ہی) آ گیا اور یہ سیلاب ہزار پارسا لوگوں کے بازار کو لوٹ کر لے گیا۔

7- ترجمہ: مجھے رات کو اس کی صورت خواب میں دکھائی دی۔ جب میں نے ذرا آنکھ جھپکی تو میں خود ہی اپنے آپ سے جاتا رہا۔

8- ترجمہ: آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں کا سیلاب میرے دل کو بہا کر لے گیا۔ میرے آنسو بہتے رہے اور میری خواب جاتی رہی۔

9- ترجمہ: میری یہ آنکھیں خدا کرے اندھی ہو جائیں۔ انہوں نے سب لوگوں کے سامنے ہماری آبرو کو لوٹ لیا۔

10- ترجمہ: خسرو کے بے قرار اور مسکین دل کو غم نہ معلوم کس جگہ لے گیا ہے۔ میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔

غزل......58

1- ہر کہ را با تو سر و کارے بود
جان نباشد در رہش خارے بود

2- دل کہ در وے زندگی عشق نیست
دل نشاید گفت' مردارے بود

3- خفتگان از زندگی آگہ نیند
زندہ بودن کار بیدارے بود

4- عاشقی نبود تقاضای وصال
بہر نفس خویش پیکارے بود

5- از شراب ما' اگر یابد خبر
محتسب شاگرد خمارے بود

6- بر بساط ناز شب غافل مخسپ
بو کہ پیش در گرفتارے بود

7- گوییمت خواہی چو خسرو بندۂ
قسمتم از تو ہمین' آرے' بود

شعر نمبر 1 ترجمہ: جس کسی شخص کو تیرے ساتھ کوئی سروکار ہے تو اس کی راہ میں کانٹے ہی کانٹے ہیں' جان نہیں۔ (یعنی جو تجھ سے محبت کرے گا اس کی جان کو خطرہ ہی ہے' دشواریاں ہیں۔ راستہ پُر خار ہے' جانفزاء نہیں ہے۔)

2- ترجمہ: وہ دل جس میں عشق کی زندگی نہیں ہے۔ اس کو دل کہنا زیب نہیں دیتا۔ وہ دل نہیں' وہ مردار ہے۔

3- ترجمہ: جو لوگ سوئے رہتے ہیں' وہ زندگی سے واقف ہی نہیں ہیں۔ زندہ رہنا جاگنے والوں کا کام ہے۔ (جو سوتا

ہے وہ زندگی کی رعنائیوں سے واقف ہی نہیں۔ اس کو زندگی کی لطافتوں کا پتہ ہی نہیں۔ زندگی تو جاگنے والوں کے لئے کارآمد چیز ہے۔)

4- لغت:

تقاضای وصال: ملاپ کا مطالبہ۔ پیکارے: جنگ لڑائی۔

ترجمہ: عاشقی ملاپ کرنے کے مطالبے کو نہیں کہتے بلکہ یہ تو اپنے نفس کے خلاف ایک جنگ کا نام ہے۔

5- ترجمہ: اگر محتسب کو ہماری شراب کا علم ہو جائے تو وہ شراب میں دھت کسی شرابی کا شاگرد بن جائے۔

6- ترجمہ: ناز کی بساط پر رات بھر غافل ہو کر مت سویا رہ۔ شاید کہ دروازے کے سامنے ہی محبوب کی گرفت میں آ جائے۔

7- ترجمہ: میں تمہیں کہتا ہوں کہ اگر تو چاہتا ہے کہ خسرو جیسا بندہ بن جائے تو ٹھیک ہے۔ اگر میری قسمت میں تیری طرف سے ایسا ہی ہے تو درست ہے۔

غزل......59

1- دلم از بخت گہے شاد نبود
جانم از بند غم آزاد نبود

2- یک دم از عمر گرامی نگذشت
کان ہمہ ضایع و برباد نبود

3- گر بینی دل ویران مرا
گوئیا ہیچ گہ آباد نبود

4- کافرے رخت دلم غارت کرد
شہر اسلام و سر داد نبود

5- شب ہمی دانم کاو آمد و بس
بیش از خویشتنم یاد نبود

6- ہرچہ می خواست ہمی کرد طبیب
ناتوان را سر فریاد نبود

7- تا کہ آھوی من از دام بجست
زانکہ اندازۂ صیاد نبود

8- خسرو از تلخی شیرین دھنان
آنچنان است کہ فرہاد نبود

شعر نمبر 1 ترجمہ: میرا دل بدقسمتی سے کبھی خوش نہیں ہوا۔ میری جان غم کی قید سے آزاد نہیں ہوئی۔

2- ترجمہ: میری قیمتی اور قابل قدر عمر کا ایک لحہ بھی ایسا نہیں گزرا جو تمام ضائع اور برباد نہ گیا ہو۔

3- ترجمہ: اگر تو میرا ویران دل دیکھ لے تو تو کہے گا کہ یہ کبھی آباد نہیں رہا اور نہ آباد ہو گا۔

4- ترجمہ: ایک کافر نے (ایک معشوق نے) میرے دل کا تمام سامان لوٹ لیا۔ اگر سلامتی کا شہر ہے لیکن کوئی انصاف میسر نہیں ہے۔

5- ترجمہ: رات کو مجھے صرف اتنا پتہ ہے کہ وہ (محبوب) آیا تھا اور بس۔ اس سے زیادہ مجھے کچھ یاد نہیں ہے۔

6- ترجمہ: طبیب نے جو مناسب 'سمجھا' کیا۔ بے چارے کمزور (مریض) کے پاس تو فریاد کرنے کی ہمت نہ رہی تھی۔

7- ترجمہ: اچانک میرا ہرن جال سے چھلانگ لگا کر نکل پڑا۔ اس لئے کہ اس کو شکاری کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں تھا۔ (شکار بذات خود شکاری کے قابو آنا چاہتا تھا اور اس نے ایک غلط اندازے سے دام سے چھلانگ لگا دی تاکہ شکاری اُس کو فوراً اپنے نرغے میں لے لے۔)

8- لغت:

شیریں دہنان: میٹھے منہ والے یعنی معشوق۔

ترجمہ: خسرو میٹھے منہ والے معشوقوں کی تلخیوں کی وجہ سے ایسے ہے جیسے (شیریں کا) فرہاد۔

(شیریں کو حاصل کرنے کے لئے فرہاد کو زبردست تلخیوں سے گزرنا پڑا۔ پہاڑ کاٹ کر دودھ کی نہر نکالنا پڑی۔ بڑی مشقت کرنا پڑی۔ حصول مراد کے لئے تلخیوں کا سامنا کرنا ہی پڑتا ہے۔)

◄►

غزل......60

1- آن دل بہ چہ کار آید کان خانۂ تو نبود
وان موی چہ بندد دل، گر شانۂ تو نبود

2- آنکو سر تو دارد، پس از سر خود ترسد
دیوانۂ خود باشد، دیوانۂ تو نبود

3- از سینہ برون کردم آتش زدہ جان خود
تا سوختۂ دردے ہم خانۂ تو نبود

4- از شعلہ چہ ترسانی، اے شمع دل، ار جانم
دوزخ نکند لقمۂ پروانہ تو نبود

5- دیوان بقا ندہد دہ روزہ برات جان
گر خسرو مسکین را پروانۂ تو نبود

شعر نمبر 1 ترجمہ: وہ دل کس کام کا جس میں کہ تمہارا گھر نہ ہو۔ دل میں وہ بال کس طرح باندھے جائیں جس میں تیری کنگھی نہ ہو۔ (یا جو تیرے کاندھوں پر نہ ہوں۔)

2- ترجمہ: وہ شخص جس کے سر میں تیرا عشق سما گیا۔ بس وہ اپنے سر سے گیا۔ وہ اپنے سر سے ڈرتا اور ترستا رہے گا جو تیرا دیوانہ نہ ہوا' وہ خود اپنا ہی دیوانہ ہو جائے گا۔

3- ترجمہ: میں نے اپنی جلی ہوئی جان کو سینے سے باہر نکال دیا تا کہ ایسا نہ ہو کہ درد کا جلا ہوا دل تیرے گھر میں آ کر آباد نہ ہو جائے۔

4- ترجمہ: اے دل کی شمع! تو میری جان کو شعلوں سے کیوں ڈراتی ہے۔ جو تیرا پروانہ ہو گا اس کو تو دوزخ بھی لقمہ نہیں بناتا۔

5- ترجمہ: اگر یہ مسکین خسرو تیرا پروانہ نہ ہوتا تو اس دس روزہ زندگی کو کبھی نجات نہ ملتی۔

غزل......61

1- ترکے کہ جست و جوی دل من جز او نبود
او را دلے نبود کہ در جست و جو نبود

2- شمشیر مہر زد بہ من بے دل و برید
شمشیر نیک بوذ بریدن نکو نبود

3- بفریفت مر مرا بہ سخن ھای دلفریب
ورنہ دل مرا سر ہر گفت و گو نبود

4- در حیرتم کہ یا ربؑ از او بود این کرم
یا خود بہ جای او دگرے بوذ او نبود

5- خسرو بساز با شب تنہائی فراق
گر گویمت کہ شمع کجا رفت کاو نبود

شعر نمبر 1 ترجمہ: وہ معشوق جس کے بارے میں میرے دل کی جستجو سوائے اس کے کوئی اور نہ تھی۔ اس کے پاس دل نہ تھا اور اس میں کوئی (جذبہ) جستجو نہ تھا۔

2- ترجمہ: مجھ بے دل پر اس نے محبت کی تلوار چلا دی اور مجھے کاٹ کے رکھ دیا۔ وہ تلوار تو بہت اچھی تھی لیکن اس کا اس طرح کاٹ کر لے جانا اچھا نہ تھا۔

3- ترجمہ: اس کی دلفریب باتوں پر میرا دل عاشق ہو گیا۔ ورنہ میرے دل کو اس کی کسی بھی اور گفتگو کا پتہ نہیں چلتا تھا۔
4- ترجمہ: اے اللہ! میں حیرت زدہ ہوں کہ اُس (محبوب) کی جانب سے یہ کرم ہو رہا تھا۔ یا اس کی جگہ کوئی اور تھا اور وہ بذات خود نہ تھا۔

5- ترجمہ: اے خسرو! تو جدائی کی تنہا شب سے سمجھوتہ کر لے۔ اگر میں تم سے کہہ دوں کہ شمع کہاں چلی گئی جبکہ وہ نہ تھا۔

غزل......62

1- گر کسے در عشق آہے میکند
تو نپنداری گناہے میکند

2- بیدلے گر میکند جائے نظر
صنع یزدان را نگاہے میکند

3- با دم صاحبدلان خواری مکن
کان نفس کار سپاہے میکند

4- آنکہ سنگے می نہد در راہ من
از برای خویش چاہے میکند

5- گر بنالد 'خستہ' معذور دار
زحمتے دارد کہ آہے میکند

6- عشق را آنکو سپر سازد ز عقل
دفع کوہے را بہ کاہے میکند

7- گر کند رندے نظر بازی رواست
محتسب ہم گاہ گاہے میکند

8- یکدم از خاطر فراموشم نشد
آنکہ یاد من بہ ماہے میکند

9- چند نالیدیم' خود ہرگز نگفت
کاین تضرع داد خواہے میکند

10- گرچه خسرو را ازین غم بیم ہاست
هم امیدش را پناہے میکند

شعر نمبر 1 ترجمہ: اگر کوئی شخص عشق میں آہ نہیں بھرتا تو یہ خیال نہ کرنا کہ وہ گناہ کر رہا ہے۔

2- ترجمہ: اگر کوئی بے دل شخص کسی طرف نگاہ کرتا ہے تو (جان لے) کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صنعت گری کی طرف نگاہ کرتا ہے۔

3- ترجمہ: صاحب دل لوگوں کے ساتھ رہ کر ذلت کا مظاہرہ نہ کر کیونکہ وہ لوگ تو سپاہ گری کا کام کر رہے ہوتے ہیں۔

4- ترجمہ: وہ شخص جو میری راہ میں پتھر رکھتا ہے' وہ خود اپنے لئے کنواں کھودر ہا ہوتا ہے۔

5- ترجمہ: اگر کوئی خستہ حال رو رہا ہو تو اس کو مجبور جان۔ وہ کسی تکلیف میں ہوتا ہے اس لئے آہ کرتا ہے۔

6- ترجمہ: جو شخص عقل سے عشق بازی میں اپنی ڈھال بناتا ہے' وہ ایک تنکے سے پہاڑ کو ہٹانے کی کوشش کرتا ہے۔

7- ترجمہ: اگر کوئی رند کبھی نظر بازی کر لیتا ہے تو اس کے لئے جائز ہے کیونکہ محتسب بھی کبھی کبھی ایسا کر لیتا ہے۔

8- ترجمہ: وہ شخص میری یاد سے فراموش نہیں ہوتا۔ جو مجھے میرے معشوق کے سامنے یاد کرتا ہے۔

9- ترجمہ: ہم بہت زیادہ روئے لیکن اس نے خود کچھ نہ کہا کیونکہ ایسی آہ و زاری تو ہر طالب انصاف کرتا ہی ہے۔

10- ترجمہ: اگرچہ خسرو کو اس غم سے بہت سا خوف ہے لیکن پھر بھی اس کی اُمید کو وہ اپنی پناہ جانتا ہے۔

غزل......63

1- شوخی نگر کہ آن بت عیار میکند
دل را بہ بند زلف گرفتار میکند

2- ہر دم بشیوہٗ ز کسے می برد دلے
در حلقہ ہای زلف نگونسار میکند

3- دشمن دریغ بود کہ رہ یافت پیش دوست
حیفست گل کہ ہمدمی خار میکند

4- انکار عشق بازی مامیکند خلق
ما خاک آن کسیم کہ این کار میکند

5- تا دید شیخ رونق بازار عاشقان
ہر بامداد خرقہ ببازار میکند

-6 جزو عقل عاقلاں نکند صید چشم تو
مست است و قصد مردم ہشیار میکند

-7 در خورد دوست نیست نثار سرو ترا
خسرو سرے کہ دارد ایثار میکند

شعر نمبر 1 ترجمہ: ذرا اُس شوخ معشوق کی شوخی ملاحظہ ہو۔ وہ دل کو زلفوں کی قید میں گرفتار کر گیا۔
2- ترجمہ: ہر لحہ وہ کسی نہ کسی طریقے سے دل کو لے جاتا ہے اور اپنی زلفوں کے حلقے میں باندھ لیتا ہے۔
3- ترجمہ: دشمن پر افسوس آتا ہے کہ وہ دوست کے پیچھے پیچھے گیا۔ حیف ہے کہ پھول کانٹے کی ہمدردی کرتا ہے۔
4- ترجمہ: دنیا کے لوگ ہماری عشق بازی کے بارے میں انکار کرتے ہیں۔ میں اُس معشوق کی خاک ہوں جو کہ یہ کام کرتا ہوں۔
5- ترجمہ: جب پرہیز گار شیخ نے عاشقوں کے بازار کی رونق دیکھی تو اس نے اپنا خرقہ صبح کے وقت ہی بازار میں فروخت کر دیا۔
6- ترجمہ: تیری آنکھ سوائے عاقلوں کی عقل کے کوئی شکار نہیں کرتی۔ وہ تو مست ہے۔ وہ صرف ہشیار لوگوں کا شکار کرتی ہے۔
7- ترجمہ: (اگرچہ) تیرے سرو جیسے قد پر نثار کرنے کے قابل تو نہیں ہے لیکن خسرو اپنا سر ایثار کرنے کو تیار ہے۔

—◄►—

غزل......64

-1 در تو کسانے کہ نظر میکنند
ھستی خود زیر و زبر میکنند

-2 صندل درد سر عشق استٔ آنک
خاک درت تکیہ سر میکنند

-3 از پی بوی تو نفسہای من
خاصیت باد سحر میکنند

-4 خندہ کہ بر من دو لبت میزنند
شکل گل و نرخ گہر میکنند

-5 توشہ جگر پختہ ام از بہر آنک
جان و دلم ہر دو سفر میکنند

6- عقل مرا کار فزایان عشق
کہنہ درختے ست کہ بر میکنند

7- پند کہ گویند بہ دلسوزیم
سوختہ را سوختہ تر میکنند

8- خسرو! اگر سیر ز جان نیستند
خلق در آن رو چہ نظر میکنند؟

شعر نمبر 1 ترجمہ: جولوگ تیرے اندر دیکھنے کی جستجو کرتے ہیں۔ وہ خود اپنی ہی ہستی کو زیر وزبر کر لیتے ہیں۔

2- ترجمہ: عشق کے سر کی درد کا صندل وہی ہے جو لوگ تیرے دروازے کی خاک کو اپنے سر کے نیچے بطور تکیہ رکھتے ہیں۔ یعنی تیرے در کی خاک مریض عشق کے درد کا علاج ہے۔

3- ترجمہ: تیری خوشبو کے حصول کی خاطر میرے سانس کو بادِ سحر کی خصوصیت حاصل ہو جاتی ہے۔

4- ترجمہ: وہ ہنسی جو تیرے دو لب مجھ پر اُڑاتے ہیں' اُن لبوں کی شکل و صورت پھول جیسی اور اس کی قیمت بیش بہا موتی جیسی ہوتی ہے۔

5- ترجمہ: میں نے جگر کا توشہ پکا لیا ہے اس لئے کہ میرے دل اور میری جان نے سفر کرنا ہے۔ یعنی میری جان اور میرا دل محبوب کے وصال کی خاطر اس کی تلاش میں سفر کرنے کو ہے۔ اس لئے بطور زادراہ میں نے جگر کا توشہ تیار کر لیا ہے۔

6- ترجمہ: میری عقل کو جو کہ ایک بڑا پرانا درخت بن چکی ہے۔ یہ عشق کے کارفزایان اس کو جڑ سے اُکھاڑنے کے درپے ہیں۔

7- ترجمہ: مجھ دل جلے کو یہ لوگ کیا نصیحت کرتے ہیں۔ یہ تو جلے ہوئے کو اور زیادہ جلا رہے ہیں۔

8- ترجمہ: خسرو! اگر لوگ اپنی جان سے سیر نہیں ہو چکے تو وہ کیوں اُس محبوب کی طرف نگاہیں لگائے ہوئے ہیں۔

◄ ►

غزل......65

1- شب ز سوزے بر این جان حزین می گذرد
شعلۂ آہ من از چرخ برین می گذرد

2- منم و گریۂ خون ہر شب و کس آگہ نیست
با کہ گویم کہ مرا حال چنین می گذرد

3- سوزم آن نیست کہ از تشنگیم سینہ بسوخت
آنست سوزم کہ بدل ماء معین می گذرد

-4 می گذشتی شب و از ماه برآمد فریاد
کاین چہ فتنہ است کہ برروی زمین می گذرد

-5 باد از بوی تو مستست دلیریش نگر
کہ دوراں پیش شہ تخت نشین می گذرد

-6 قطب دنیا کہ فلک ہر چہ کند کار تمام
ہمہ در حضرت آن رائی متین می گذرد

-7 گر کنی جور و گر تیغ زنی بر خسرو
ہمچنان دان کہ ہمان نیز و ہمین می گذرد

شعر نمبر 1 ترجمہ: ساری رات تو اس جہان عزیز پرسوز کے عالم میں گزر جاتی ہے۔ میری آہ کا شعلہ آسمان کی بلندیوں پر سے گزر جاتا ہے۔

-2 ترجمہ: میں ہوں اور ساری رات خون بھری میری گریہ وزاری کسی کو خبر تک نہیں۔ میں کس سے کہوں کہ میرا حال اس طرح ہی گزر جاتا۔

-3 ترجمہ: مجھے اس بات کا سوز نہیں کہ تیری پیاس نے میرا سینہ جلا دیا۔ مجھے جلن اس امر کی ہے وہ جو میرے دل کے قرین سے ہو کر گزرتا ہے۔

-4 ترجمہ: رات گزرتی جاتی تھی اور چاند کی جانب سے یہ فریاد بھری آواز آ رہی تھی کہ روی زمین پر یہ کیسا فتنہ رونما ہے۔

-5 ترجمہ: ہوا تیری خوشبو سے مست ہے۔ اس کی دلیری تو دیکھئے کہ تخت پر بیٹھے ہوئے بادشاہ کے سامنے سے (بے باکانہ) گزرتی جا رہی ہے۔

-6 ترجمہ: قطب دنیا کہ فلک جو بھی کام تمام کرے۔ وہ تمام تر اس حضرت کی متین رائے سے ہی سرزد ہوتا۔

-7 ترجمہ: (اے معشوق) اگر تو خسرو پر ظلم وستم کرتا ہے اور تیغ زنی کرتا ہے تو اس طرح جان کہ وہاں بھی اور یہاں بھی ایسے ہی گزرتی ہے۔

—◄►—

غزل......66

-1 سخن پیش رخش زیبا مگوئید
حدیث لالہ خود آنجا مگوئید

-2 ہمی گویند کان یکتا چہ نیکوست
در او شرحیست کان یکتا مگوئید

3- پیامی بشنوید از من ولیکن
نباشد یار تا تنہا' مگوئید

4- بگوئیدش غم و رنج من و دل
ولیکن از زبان ما مگوئید

5- چہ باشد ابر پیش چشم خسرو
ببازی قطرہ با دریا مگوئید

شعر نمبر 1 ترجمہ: اس معشوق کے سامنے کسی کے چہرے کو خوبصورت نہ کہنا۔ گل لالہ کی بات بھی خود وہاں نہ کرنا۔

2- ترجمہ: لوگ کہتے ہیں کہ وہ یکتا ہے۔ کس قدر خوبصورت ہے۔ کیا اس میں کوئی بات تشریح طلب ہے۔ اس کو یکتا مت کہنا۔

3- ترجمہ: میری طرف سے ایک پیغام سن لیکن جب تک میرا یار تنہا نہ ہو۔ اس وقت تک یہ پیغام اس کو نہ کہنا۔

4- ترجمہ: اس کو میرے رنج و غم اور دل کا حال کہہ دینا لیکن وہ ہماری زبان میں نہ کہنا۔

5- ترجمہ: خسرو کی آنکھ کے سامنے بادل کی کیا حیثیت ہے۔ قطرے کے ایک کھیل کو تم دریا کے ساتھ مت ملانا۔

غزل......67

1- برفت آن دل کہ با صبر آشنا بود
چہ میگویم نمیدانم کجا بود

2- ہمہ شب دیدہ ام خفتن ندادہ است
کہ بوے گلرخ من با صبا بود

3- منال اے بلبل از بدعہدی گل
کہ تا بود است خوبے بے وفا بود

4- غنیمت داں وصال اے ہم نشینش
خوش آن وقتے کہ آن دولت مرا بود

5- غمت بس بوذ بد گفتن چہ حاجت
ترا گر کشتن خسرو روا بود

شعر نمبر 1 ترجمہ: وہ دل جو صبر سے آشنا تھا' وہ چلا گیا۔ کیا کہوں مجھے نہیں معلوم وہ کہاں گیا۔

2- ترجمہ: ساری رات میری آنکھوں کو سونے نہیں دیا کیونکہ میرے پھول جیسے چہرے والے معشوق کی خوشبو بادصبا کے

ساتھ تھی۔

3- ترجمہ: اے بلبل اپنے پھول کی بدعہدی پر گریہ نہ کر کیونکہ یہاں جو بھی حسین تھا' وہ بے وفا ہی تھا۔

4- ترجمہ: اے ہمدم دوست! وصال کو غنیمت شمار کر۔ کتنا اچھا تھا وہ وقت جب یہ دولت میری تھی۔

5- ترجمہ: اگر تجھے خسرو کو قتل کر دینا ہی روا تھا تو بُرا کہنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ بس تیرا غم ہی (اس کے قتل کے لئے) کافی تھا۔

—◄ ►—

غزل......68

1- یاری کہ بر جدائی اویم گمان نبود
ماہی نبود آن کہ شبی درمیان نبود

2- گل آمد و بباغ رسیدند بلبلان
و آن مرغ رفتہ را ہوس آشیان نبود

3- ز اُمید وصل زیستنم بود آرزو
ورنہ فراق یار بجانم گران نبود

4- رفتم ببوی صحبت یاران بسوی باغ
گوئی بباغ ز آن ہمہ گلہا نشان نبود

5- خسرو اگر گلت بہ.تو ز گلزار شد منال
دانی کہ ہیچ گہ چمن بی خزان نبود

شعر نمبر 1 ترجمہ: وہ دوست جو ہم سے جدا ہو گیا' اس کا ہمیں گمان تک نہ تھا۔ کوئی رات ایسی نہ تھی جبکہ میرا چاند میرے پاس نہ تھا۔

2- ترجمہ: موسم بہار آ گیا۔ باغ میں بلبلوں نے ڈیرے ڈال لئے۔ وہ میرا بچھڑا ہوا معشوق چلا گیا۔ اس کو تو آشیانے کی تمنا ہی تھی۔

3- ترجمہ: مجھے وصل کی امید میں زندہ رہنے کی تمنا تھی۔ ورنہ یار کی جدائی میری جان پر بھاری نہ تھی۔

4- ترجمہ: میں اپنے دوستوں کی خوشبو سے باغ کی طرف گیا۔ بس یوں کہہ لیجئے کہ اُن پھولوں کا اس باغ میں نشان تک نہ تھا۔

5- ترجمہ: اے خسرو! اگر تیرا پھول (تیرا محبوب) اس باغ سے چلا گیا تو نالہ نہ کر۔ تو جانتا ہے کہ چمن کبھی بھی خزاں کے بغیر نہیں تھا۔

—◄ ►—

غزل......69

1- دل کہ بہ غم داد تن آرزوی جان خرید
برگ گیاہی بداد سرو خرامان خرید

2- ہجدہ ہزاران جہان ہر کہ بہای تو داد
وانگہ بہفدہ درم یوسف کنعان خرید

3- تلخی ہجران یار زہر ہلاہل فشاند
بندہ بہ نزدیک خویش چشمۂ حیوان خرید

4- دل بوفا نہ کنون جان دہ و لب را نثار
کاین دل نادان من عشق فراوان خرید

5- ہر کہ متاع وجود ریخت ببازار عشق
عمر بقیمت فروخت' عشق بارزان خرید

شعر نمبر 1 ترجمہ: دل کو غم کی نذر کر دیا اور جان کی سلامتی کی تمنا خرید لی۔ (یوں کہہ لیجئے کہ) گھاس کا ایک تنکا دیا اور ٹہلتا ہوا سرو (معشوق خرید لیا)۔ (یعنی معشوق کو دل و جان جن کی حیثیت ایک تنکے کی سی تھی' دے کر خرید لیا سودا مہنگا نہیں۔)

2- ترجمہ: جس نے اٹھارہ ہزار جہان تیری قیمت ادا کی وہاں سترہ درہم میں یوسف کنعان کو خرید لیا۔
3- ترجمہ: دوست کی جدائی کی تلخی نے زہر قاتل چھڑک دی۔ بندہ نے یہ سمجھا کہ اُس نے آب حیات خرید لیا۔
4- ترجمہ: دل اب تو وفا کے طور پر نہ جان دے نہ ہونٹوں پر قربان ہو کیونکہ میرے اس نادان دل نے فراواں عشق خرید لیا۔

5- ترجمہ: جس کسی نے اپنے وجود کی دولت کو عشق کے بازار میں رکھ دیا۔ اس نے عمر کو کسی ایک قیمت میں فروخت کر دیا اور عشق کو ارزاں خرید لیا۔

—— ◄ ► ——

غزل......70

1- اے ہم نفساں کہ پیش یارید
این شکر چرا نمی گذارید

2- ای دیدہ و دل اگر بگرید
شاید کہ شما گناہگارید

3- ای محنت و غم سگ شمایم
کز دوست مرا بیادگارید
4- ای طائفہ ای کہ درد تان نیست
ہیہات کہ در کدام کارید
5- گر در دل تان غمی نگنجد
بر سینۂ خسروش گمارید

شعر نمبر 1 ترجمہ: اے دوستو! جو کہ اپنے محبوب کے پاس بیٹھے ہو تم اس بات کا شکر کیوں نہیں ادا کرتے۔
2- ترجمہ: اے دیدہ و دل اگر تم روتے ہو تو شاید تم سب گنہ گار ہو۔
3- ترجمہ: اے درد و غم ہم تمہارے غلام ہیں کیونکہ میرے دوست کی یادگار ہو۔ (سگ سے مراد غلام لیا گیا ہے' کتا نہیں۔)
4- ترجمہ: اے لوگو! تم کو کوئی درد و غم نہیں۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم کس کام کے ہو۔
5- ترجمہ: اگر تمہارے دل میں غم نہیں سماتا تو اس کو خسرو کے سینے کے سپرد کر دو۔

غزل......71

1- رخ آن شوخ پنہانی ببینید
کمال صنع یزدانی ببینید
2- درآن شکل و درآن چشم و درآن رو
ہمہ عالم بہ حیرانی ببینید
3- دلم برد و چو گفتم' کافری کرد
مسلمانان مسلمانی ببینید
4- زنخ را تا بپوشیدہ ست از خط
در آن چہ حال زندانی ببینید
5- من بیچارہ را کشتہ ست خوش خوش
ہمی خندد پشیمانی ببینید
6- ببیند آشکارا رویش آن ماہ
دلم را داغ پنہانی ببینید

7- چہ داریدم ز عشق، اے دوستان باز
رخ آن دشمن جانی ببینید

8- مرا از نالہ وز آہ دم سرد
ز دل تا سینہ ویرانی ببینید

9- ہمی جوید وفا از خوبرویان
دلم را حد نادانی ببینید

10- رخ خسرو غبار آلودہ می دید
بر آن در نقش پیشانی ببینید

شعر نمبر 1 ترجمہ: اُس چھپے ہوئے محبوب کا چہرہ دیکھئے۔ اللہ تعالٰی کی صناعی کا کمال دیکھئے۔

2- ترجمہ: اس شکل میں، اُن آنکھوں میں اور اس چہرے میں پورے عالم کو حیرت زدہ دیکھئے۔

3- ترجمہ: وہ میرا دل چھین کر لے گیا اور جب میں نے پوچھا کہ اس نے کافری کی ہے۔ اے مسلمانو! ذرا یہ مسلمانی دیکھئے۔

4- ترجمہ: ٹھوڑی (کے نشیب، چاہ زنق) کو جب تک اس نے خط سے چھپایا تو اس کنویں میں کسی مقید کے حال کو تو دیکھئے۔

5- ترجمہ: مجھ بے چارہ کو اس نے خوش خوش مار ڈالا ہے اور اب وہ ہنس رہا ہے۔ ذرا اس کی پشیمانی ملاحظہ ہو۔

6- ترجمہ: وہ چاند اس کے چہرے کو بالکل عیاں دیکھ رہا ہے اور ہمارے دل کے پوشیدہ داغ کو بھی تو دیکھئے۔

7- ترجمہ: اے دوستو! ہم نے عشق کر کے کیا پایا۔ ذرا اس جانی دشمن کے چہرے کو ملاحظہ کیجئے۔

8- ترجمہ: میرے دل سے نکلنے والے نالہ و فریاد، ٹھنڈی آہ اور سینے کی ویرانی کو دیکھئے۔

9- ترجمہ: خوبصورت چہرے والے معشوقوں سے وفا کی تلاش کرتا ہے۔ ذرا میرے دل کی نادانی کی حد تو ملاحظہ ہو۔

10- ترجمہ: وہ خسرو کا غبار آلودہ چہرہ دیکھتا تھا۔ اس پر نقش پیشانی تو دیکھئے۔

غزل......72

1- غم مخور، اے دل کہ باز ایام شادی ہم رسد
ہر کجا دردے ست آن را عاقبت مرہم رسد

2- درمیان آدمی و آنچہ مقصود وے است
گر بود صد سالہ رہ، چون وقت شد، یکدم رسد

3- گاو و خر را از غم و شادی عالم بہرہ نیست
خاص بہر آدم است' ار شادی و ار غم رسد

4- نسبت آدمؑ درست آنگہ شود با آدمی
کانچہ بر آدمؑ رسد آن بر بنی آدمؑ رسد

5- بگذر از اندیشہ چون می بگذرد اندیشہ نیست
ہر جفائے کان بر اہل عالم از عالم رسد

6- دوستان' خاک شاہیم چون می شادی خورید
جرعہ ریزید تا این خاک را زان نم رسد

7- خسروا! ناخوش مشو' کایام شادی در گذشت
بر خدا دل نہہ کہ خوش خوش کام شادی ہم رسد

شعرنمبر 1 ترجمہ: اے دل غم نہ کر۔ خوشیوں کے دن پھر لوٹ کر (ضرور) آئیں گے۔ جہاں کہیں کوئی تکلیف درد ہوتی ہے۔ آخر کار اس کے لئے کوئی نہ کوئی مرہم ضرور میسر آتی ہے۔

2- ترجمہ: انسان کے اور وہ جو کچھ اس کی قسمت کے درمیان ہے۔ چاہے اس کے سلسلے میں سینکڑوں راستے ہوں (فاصلے ہوں)۔ جب اس کا وقت آ جاتا ہے تو وہ یکدم (حصول مقصد) میسر آ جاتا ہے۔

(یعنی انسان کے بخت میں ہر نعمت اور ہر چیز جو اس کے نصیب میں ہو' وہ اپنے وقت مقررہ پر ضرور حاصل ہو جاتی ہے۔ چاہے اس کے لئے قدرے وقت ہی کیوں نہ درکار ہو۔)

3- ترجمہ: گائے اور گدھے کو دنیاوی رنج و الم سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ خوشیاں اور یہ غم بالخصوص صرف آدمی کے لئے ہیں۔ یعنی جانوروں کو دنیاوی رنج و الم' نشاط و عشرت کا کوئی احساس نہیں ہوتا۔ یہ صرف باشعور انسان ہی ہے جسے ان باتوں کا احساس ہے۔

4- ترجمہ: حضرت آدم علیہ السلام کی نسبت صرف اس وقت ایک عام آدمی سے متعلق ہوتی ہے کیونکہ جو کچھ حضرت آدم علیہ السلام کو میسر آئے وہ ہی حالات اور وہی باتیں بنی آدم کو بھی میسر آئیں۔

(یعنی تخلیق آدم جو کہ اللہ تعالیٰ کا ایک بہترین شاہکار ہے' کا مقصد صرف عبادت الٰہی نہیں بلکہ دنیا میں ہر جانب خیر و برکت کی اشاعت و وسعت ہے۔ آدم علیہ السلام ایک مکمل نیک انسان تھے اس لئے توقع کی جاتی ہے کہ اُن کی نسل بھی اسی خیر و برکت کا پرچار کرے۔)

5- ترجمہ: غم و فکر (تفکرات) کو چھوڑ دے۔ ان سے دور گزر جا۔ جب کوئی پریشان ہو تو اس کا غم نہیں ہونا چاہئے کیونکہ دنیا مین جتنی بھی جفا کاری ہے' وہ سب اس جہان ستم کار کی وجہ سے ہے۔ (لیکن گردون گردان ہونے کے سبب کے مشکل کی یہ گھڑیاں بھی گزر ہی جاتی ہیں۔ اس لئے پریشان نہیں ہونا چاہئے۔ کوئی مشکل نہیں ایسی کہ جو آسان نہ

ہو۔ کٹھن سے کٹھن مرحلے اس رواں جہان سے گزر جاتے ہیں۔)

6۔ ترجمہ: اے دوستو! ہم آپ کی خاک ہیں جب خوشیوں بھری شراب نوش کریں تو ایک گھونٹ (اس خاک یعنی قبر پر) گراتے جانا تاکہ شراب کے ایک گھونٹ کی نم تہ خاک پہنچے (اور یہ خاک نشین کو سکون حاصل ہو۔) شراب کا ایک گھونٹ جب قبر پر پڑے گا تو اس کی نم سے کچھ نشہ تہ خاک مرد خفتہ کو بھی حاصل ہو جائے گا۔

7۔ ترجمہ: اے خسرو! اس بات کا غم مت کھا کہ خوشی کے دن گزر گئے۔ خدا پر بھروسہ کر کہ جلد ہی کامیابی کی خوشیاں پھر حاصل ہوں گی۔

غزل......73

1- گل آمد و ز دوست صبائے نمی رسد
از باغ وصل مہر گیائے نمی رسد

2- ہنگام برگ ریز حیاتم شد و ہنوز
زان نوبہار حسن صبائے نمی رسد

3- ما با سموم بادیۂ ہجر ہم خوشیم
گر زان شگوفہ بوی وفائے نمی رسد

4- من چون زیم کہ ہیچ شبے نیست کاین طرف
زان غمزہ کاروان بلائے نمی رسد

5- سلطان بہ خواب ناز چہ آگہ ز خلق؛ چون
در گوش او فغان گدائے نمی رسد

6- در گنج غیب نقد تمنا بسے ست؛ لیک
ما را بہ چرخ دست دعائے نمی رسد

7- درد ترا حیات ابد باد در دلم
کان ہم دواست؛ گرچہ دوائے نمی رسد

8- کوشم کہ سر نہم بہ درت؛ لیک چون کنم
مردم بہ جہد خویش بہ جائے نمی رسد

9- گر خسروا! بہ وصل سزا نیستی؛ مرنج
ملک سران بہ بے سر و پائے نمی رسد

شعر نمبر 1 ترجمہ: موسم بہار آ گیا اور دوست کی جانب سے بادصبا نہیں پہنچی اور وصل کے باغ سے محبت بھری کوئی ڈال نہیں پہنچی۔

2- لغت:

ہنگام: وقت۔ برگ ریز: پت جھڑ، خزاں کا موسم۔ حیاتم شد: زندگی ختم ہو گئی۔
ترجمہ: میری زندگی کی خزاں کا موسم آ گیا اور زندگی ختم ہو گئی لیکن ابھی تک میرے اس محبوب حسن نو بہار کی طرف سے کوئی صبا نہیں پہنچی۔

3- لغت:

سموم: زہریلی گرم ہوا۔ بادیہ: جنگل۔
ترجمہ: ہم فراق کے جنگل کی زہریلی گرم ہوا میں بس گم سم ہو کر رہ جائیں گے۔ اگر اُس شگوفہ (محبوب) کی جانب سے وفا کی خوشبو ہم تک نہ پہنچے گی۔

4- ترجمہ: میں کس طرح زندہ رہوں کہ کوئی رات بھی ایسی نہیں ہوتی کہ اُس محبوب کے بلاؤں سے بھرپور غمزوں کے کاروان مجھ تک نہ پہنچیں۔

5- ترجمہ: بادشاہ کو اپنی ناز بھری نیند میں کس طرح خلق کی دشواریوں کی آگاہی ہو۔ جب تک کہ فریاد کرنے والے گداگر کی آہ و زاری کی آواز اس کے کان تک نہ پہنچے۔

6- ترجمہ: ہمیں غیب کے خزانوں میں سے بہت سی تمنائیں ہیں لیکن بدقسمتی سے ہماری اس چرخ گرداں تک رسائی نہیں ہے۔ ہماری پہنچ سے بالاتر حالات ہیں۔

7- ترجمہ: اے میرے محبوب تیرے عشق کا درد میرے دل میں ہمیشہ کی زندگی پائے۔ اگرچہ اس کی بھی کوئی دوا ہے لیکن وہ دوا میسر نہیں ہے۔

8- ترجمہ: میں کوشش کرتا ہوں کہ میں تیرے در پر سر رکھ دوں لیکن کیسے کروں۔ یہ دنیا والے میری کوشش کو بارآور ہونے نہیں دیتے۔

9- ترجمہ: اے خسرو! اگر تو وصال کے لائق نہیں ہے تو غم نہ کر۔ کبھی کسی بے سروپا شخص کے نصیب میں بادشاہوں کی سی دولت نہیں ہوتی۔

—— ◄ ► ——

غزل......74

1- دریاب کز فراق تو جانم به لب رسید
در آرزوی روی تو روزم به شب رسید

2- روزم به غم گذشت و شبم تا چسان رود؟
روزے عجب گذشت و شبے بوالعجب رسید

3- باز آی تا به بوسه فشانم به پای تو
کز عشق پای بوس تو جانم به لب رسید

4- زین پس به جان غمزدگان از کجا رسد؟
کان رفته باز گشت و زمان طرب رسید

5- خسرو ندیدہ بود ادب روزگار ہیچ
اینک ز حادثات جہانش ادب رسید

شعر نمبر 1 ترجمہ: یاد کر کہ تیرے فراق سے میری جان لبوں پر آ گئی۔ تیرے دیدار کی تمنا میں میرے دن کو رات ہو گئی ہے۔

2- ترجمہ: میرا دن تو غم میں گزر گیا اور رات کیسے گزرے گی۔ دن تو عجب حالت میں گزر گیا اور رات تو حیرانی اور پریشانی کو پہنچی۔

3- ترجمہ: (اے میرے محبوب) لوٹ آ تا کہ میں تیرے پاؤں پر بوسے نچھاور کروں کیونکہ تیرے پاؤں چومنے کے عشق میں میری جان لبوں پر آ گئی۔

4- ترجمہ: اس کے بعد عشق کے غم زدہ لوگ کہاں پہنچتے ہیں کیونکہ وہ جانے والا واپس آ گیا اور خوشی سے نغمے الاپنے کا وقت آ گیا۔

5- ترجمہ: خسرو نے کبھی زمانے کا ادب نہیں دیکھا تھا۔ اب اس کے جہان میں رونما ہونے والے حادثوں سے ادب آ گیا ہے۔

غزل......75

1- مهی برآمد و از ماه من خبر نرسید
نسیمی از سر آن زلف تازه تر نرسید

2- زبان ز پرسش آیندگانم آبلہ شد
کز آن مسافر رہ دور من خبر نرسید

3- ز خون دیدہ نوشتم ہزار نامۂ درد
ہنوز قصۂ اندوہ من بسر نرسید

4- گذشت بر دلم اندوہ صد ہزار قیاس
ہنوز این شب ہجر مرا سحر نرسید

5- بصد دعا نظری خواست در رخش خسرو
در انتظار بمرد و بآں نظر نرسید

شعر نمبر 1 ترجمہ: چاند طلوع ہو گیا لیکن میرے چاند جیسے محبوب کی کوئی خبر نہیں پہنچی۔ اُس تازہ خوشبودار زلف کی جانب سے کوئی بادِ نسیم مجھ تک نہیں پہنچی۔

2- ترجمہ: آنے والوں کے بارے میں پوچھتے ہوئے زبان پر آبلے نکل آئے۔ اُسی دور کے مسافر کی کوئی خبر نہیں پہنچی۔

3- ترجمہ: میں نے خون کے آنسوؤں سے ہزاروں درد بھرے خط لکھے لیکن ابھی تک میری محبت کا قصہ اس محبوب تک نہیں پہنچا۔

4- ترجمہ: میرے دل پر ہزاروں وسوسے گزر گئے۔ ابھی تک میرے ہجر کی رات کو سحر نصیب نہیں ہوئی۔

5- ترجمہ: خسرو نے اس کا چہرہ دیکھنے کے لئے سینکڑوں دعائیں کیں اور اسی انتظار میں مر بھی گیا لیکن اُس کی نظر سے نظر نہ ملی۔

غزل......76

1- روزہا شد کہ ز تو بوی وفائے نرسید
وز سر کوی توام باد صبائے نرسید

2- چاک شد پیرہن عمر بہ صد نومیدی
دست امید بہ دامان قبائے نرسید

3- در بیابان طلب بخت پریشان کردم
گرد آمد ہمہ عمر و بہ جائے نرسید

4- چشم گستاخ بہ نظارۂ روی تو بماند
لب محروم بہ بوسیدن پائے نرسید

5- اندر آن روز کہ بالای توام بر جان زد
وہ کہ بر سینہ چرا تیر بلائے نرسید

6- تن بیمار مرا خاک درت خوش بادا
کہ بہ پرہیز بمرد و بہ دوائے نرسید

7- ہمہ عالم ز جمال تو نصیبے بگرفت
چہ توان کرد اگر بخش گدائے نرسید

8- ماکہ باشیم کہ ناخواندہ بہ کویت آئیم؟
مگسان را گہے از کاسہ صلائے نرسید

9- تازہ بادات گلستان جمالت ہر روز
گرچہ با خسرو ازان برگ گیائے نرسید

شعرنمبر 1 ترجمہ: کئی دن گزر گئے ہیں۔ تیری طرف سے وفا کی خوشبو نہیں آئی اور تیرے کوچے کی جانب سے بادِ صبا بھی تو نہیں آئی۔

2- ترجمہ: سینکڑوں ناامیدیوں کی پرعمر ساری بیت گئی ہے۔ (عمر کا پیراہن چاک چاک ہو گیا ہے) اور میری امید کا ہاتھ ابھی تک تیری قبا تک نہیں پہنچا۔

3- ترجمہ: میں نے مقصد کے حصول کے لئے اپنی قسمت کو پریشان کر دیا۔ ساری عمر بس خاک ہی چھانتا رہا اور کسی مقام پر نہ پہنچا۔

4- ترجمہ: میری گستاخ نگاہ تیرے چہرے کے نظارے کے لئے (ترستی) رہی اور میرے محروم لب تیرے پاؤں کو

چومنے کے لئے (تیرے پاؤں تک) نہ پہنچے۔

5- ترجمہ: اس روز جب تیرے دراز قد نے میری جان پر ضرب لگائی۔ افسوس کہ تیری بلا کا تیر میرے سینے تک کیوں نہ پہنچا۔ (تیری وجہ سے میں ہلاک کیوں نہ ہو گیا۔)

6- ترجمہ: میرے بیمار جسم کے لئے تیرے در کی مٹی اچھی شفا بخش رہے کہ وہ تن بیمار پرہیز کرتے ہوئے مر گیا لیکن وہ دوا تک نہ پہنچ پایا۔ (تیرا بیمار تیرے در پر خاک شفا پانے کے لئے تیرے دروازے پر نہ جا سکا۔)

7- ترجمہ: ساری دنیا کو تیرے حسن سے کچھ نہ کچھ خوش بختی مل گئی۔ کیا کیا جا سکتا ہے۔ جب تیرے در کے گدا تک تیری مہربانی نہ پہنچی۔

8- ترجمہ: ہم کون ہوتے ہیں کہ بغیر بلائے ہوئے کوچے میں آ جائیں۔ مکھیوں کو کبھی کوئی پیالہ دعوت عام نہیں دیتا کہ وہ اس تک پہنچ جائیں۔

9- ترجمہ: (اے میرے محبوب) تیرے جمال کا گلستان ہمیشہ تازہ بتازہ رہے۔ اگر چہ اس باغ میں سے خسرو کو گھاس کی ایک پتی بھی نہیں ملی۔

غزل......77

1- کسے کہ عشق نورزد سیاہ دل باشد
چو سر ز خاک لحد بر زند' خجل باشد

2- کسے کہ سر ننہد در رہش' چہ سر دارد؟
دلے کہ جان ندہد در غمش' چہ دل باشد؟

3- ہوای دوست ز سر کے برون کند عاشق
ہزار سال اگر زیر خشت و گل باشد

4- ز ہجر سلسلۂ شوق منقطع نشود
مرا کہ رشتۂ جان با تو متصل باشد

5- اگر بہ تیغ جدائی مرا نخواہد کشت
بہل کہ تا بکشد کو ز من بحل باشد

شعر نمبر 1 ترجمہ: جو کوئی عشق نہیں کرتا' وہ سیاہ دل ہوتا ہے۔ (عشق کئے بغیر) جب اس کے سر پر لحد کی خاک پڑتی ہے (یعنی مر جاتا ہے) تو وہ شرمندہ ہوتا ہے۔

2- ترجمہ: جو کوئی اس (محبوب) کی راہ میں سر نہیں رکھتا۔ وہ کیا سر ہے۔ وہ دل جو اُس کے غم میں جان نہ دے دے' وہ کیا دل ہے۔

3- لغت:

ہوای دوست: دوست سے ملنے کی خواہش۔ کے برون کند: کب نکالتا ہے۔

ترجمہ: کوئی عاشق اپنے سر سے دوست کے وصال کی خواہش کب نکالتا ہے۔ ہزاروں سال بھی اگر وہ اینٹوں اور مٹی کے ڈھیر (قبر) کے نیچے پڑا رہے۔

(یعنی ایک عاشق اپنے محبوب سے ملنے کی تمنا لئے لامتناہی عرصہ کے لئے زیر زمین قبر میں پڑا رہ کر بھی اپنے دل و دماغ میں رکھتا ہے۔)

4- لغت:

سلسلۂ شوق: عشق کے جذبے کا تسلسل۔ منقطع نشود: قطع نہیں ہوتا' کٹتا نہیں۔ متصل: ساتھ ملا ہوا' قریب' نزدیک لگا ہوا۔

ترجمہ: فراق کی وجہ سے عشق کرنے کا جذبہ منقطع نہیں ہوتا۔ (بالخصوص) میرا جذبہ جس کی جان تیرے ساتھ وابستہ ہے بالکل تیرے ساتھ ساتھ ہے۔

5- لغت:

بہل: ہلیدن مصدر سے فعل امر ہے۔ ہلیدن کے معنی ہیں: چھوڑ دینا' بہل بمعنی چھوڑ دے' ترک کر دے۔ بحل: قصور معاف کر دینا' معاف کر دینا۔

ترجمہ: اگر وہ مجھے جدائی کی تلوار سے ہلاک نہیں کرے گا تو چھوڑ دے۔ (جیسے چاہے وہ مجھے) ہلاک کر دے۔ میری طرف سے اس کے لئے بالکل معافی ہے۔ میں اس کا قصور معاف کرتا ہوں۔

غزل......78

1- گر مہ چو تو باجمال باشد
خورشید کم از ہلال باشد

2- بر روی زمین نظیر رویت
در آئینہ ہم خیال باشد

3- ما را کہ بدیدنت ہلاکیم
نادیدن تو چہ حال باشد

4- میکن ستم و جفا کہ خوبی
گر لطف کنی وبال باشد

5- تا کی سخن وفا' رہا کن
خوبی و وفا محال باشد

6- بشنو ز کرم حدیث خسرو
ہر چند ترا ملال باشد

شعر نمبر 1 ترجمہ: اگر چاند تیرے جیسا خوبصورت ہوگا تو سورج اس لحاظ سے ہلال سے بھی کم ہوگا۔
2- ترجمہ: اس روئے زمین پر تیرے چہرے کی مثال آئینے میں بھی ایک وہم وخیال ہوگی۔
3- ترجمہ: ہم تمہیں دیکھتے ہیں تو مرجاتے ہیں۔ اگر تمہارا دیدار نہ ہوگا تو پھر کیا حال ہوگا۔
4- ترجمہ: تو ظلم وستم کرتا جا کیونکہ تجھے اچھا لگتا ہے۔ اگر کوئی مہربانی کرے گا تو مشکل ہو جائے گی۔
5- ترجمہ: کب تک یہ وفا کی باتیں' چھوڑ دے بس! تجھ سے وفا اور مہربانی' مشکل بات ہے۔
6- ترجمہ: مہربانی کر کے خسرو کی بات تو سن لے۔ اگرچہ اس بات سے تجھے ملال ہوگا۔

غزل......79

1- آن را کہ غم تو یار باشد
با خوش دلی او را چہ کار باشد

2- صوفی چو شکست توبہ' ساقی
مگذار کہ ہوشیار باشد

3- مستی کہ سبو کشد مپندار
کو را قدم استوار باشد

4- معذور بود ز نالہ بلبل
جاے کہ گل و بہار باشد

5- جاں دادم و داغ عشق باشد
کانجا ز تو یادگار باشد

6- خسرو بغلامی ات عزیز است
گر خوار کنیش خوار باشد

شعر نمبر 1 ترجمہ: جس شخص کو تیرا غم عزیز ہوا۔ اُس کو کسی اور خوش دلی سے کیا کام!
2- ترجمہ: صوفی نے جب توبہ توڑ ہی دی تو اب اُس کو ہشیار نہ ہونے دینا۔

3-ترجمہ: وہ شراب خور مست جس نے مٹکا بھر کے شراب پی لی ہو۔ اس کے بارے میں مت خیال کرنا کہ وہ ثابت قدم ہوگا۔

4-ترجمہ: جس جگہ پھول کا موسم اور بہار ہوگی وہاں بلبل کا نالہ تو ضرور ہوگا۔ بلبل وہاں ضرور نغمہ گانے پر مجبور ہوگی۔

5-ترجمہ: میں نے جہاں عشق میں جان دے دی اور عشق کا داغ لگا لیا' وہاں تیری یادگار ہوگی۔

6-ترجمہ: خسرو تیری غلامی کو عزیز جانتا ہے۔ اگر تو اس کو خوار کرے گا تو وہ (بے چارہ) خوار ہی ہوگا۔

غزل......80

1- سروے چو تو در اُچہ و در تتہ نباشد
گل مثل رخ خوب تو البتہ نباشد

2- دوزیم قبا بہر قدت از گل سوری
تا خلعت زیبای تو از کتہ نباشد

3- این شکل و شمایل کہ تو کافر بچہ داری
در چین و ختا و ختن و ختہ نباشد

4- بدخواہ ترا در دوجہان روی سیہ باد
در دیدۂ خصم تو بہ جز متہ نباشد

5- در جنت و فردوس کسے را نگذارند
تا داغ غلامی تواش پتہ نباشد

6- چون موی شد از فکر میانت تن خسرو
تا ہمچو رقیبت خنک و کتہ نباشد

شعر نمبر 1 لغت:

اُچہ: اُچ شریف' جگہ کا نام' بہاولپور کے نزدیک چولستان کے صحرائی علاقے میں واقع ہے۔ تتہ: دراصل یہ ٹھٹھہ ہے۔ صوبہ سندھ میں مشہور شہر ہے جہاں شاہجہان مغل بادشاہ کی بنائی ہوئی ایک خوبصورت مسجد بھی ہے۔

ترجمہ: (اے محبوب) تیرے جیسا دراز قد سرو اُچ شریف اور ٹھٹھہ جیسے شہروں میں نہیں ملتا۔ تیرے خوبصورت چہرے جیسا کوئی اور پھول البتہ کہیں اور نہیں ہوتا۔

2- لغت:

گل سوری: سرخ رنگ کا ایک خوبصورت پھول۔ لتہ: پرانے کپڑے کا ٹکڑا۔

ترجمہ: ہم گل سوری سے تیری قبا سیتے ہیں جو تیرے قد کے موافق ہو۔ ہم تیرے قد کے برابر جو قبا سیئیں گے وہ پرانے کپڑوں سے نہیں بنائی جائے گی کیونکہ ہم تو تمہیں ایک خوبصورت خلعت دینا چاہتے ہیں۔ اس لئے یہ قبا پرانے کپڑوں کی بجائے پھولوں سے تیار کی جائے گی۔

3- لغت:

شمایل: صفات۔ ختا: چین کے علاقے میں ایک شہر کا نام۔ ختن: چینی تاتار کے ایک مشہور شہر کا نام جہاں کے ہرن بہت مشہور ہیں اور جن ہرنوں سے نافہ حاصل کیا جاتا ہے۔ ختہ: ایک جگہ کا نام۔ کافر بچہ: مراد معشوق۔
ترجمہ: اے میرے معشوق! یہ حسین شکل اور یہ پسندیدہ صفات جن کا تو حامل ہے۔ ان صفات کا مالک تو کوئی معشوق چین اور ختا اور ختن اور ختہ میں بھی نہیں ملتا۔

4- لغت:

دیدۂ خصم تو: تیرے دشمن کی آنکھ۔ متہ: برما جس سے لکڑی میں سوراخ ڈالے جاتے ہیں، گمراہ کرنے والے کو بھی کہتے ہیں۔
ترجمہ: تیرا بُرا چاہنے والے کا دونوں جہانوں میں منہ کالا ہو۔ تیرے دشمن میں آنکھ میں ایسا برما پھر جائے جس سے اس کی آنکھ میں سوراخ ہو جائے اور وہ اندھا ہو جائے۔

5- لغت:

نگذارند: گزرنے نہیں دیتے۔ بیتہ: جواز نامہ، سند۔
ترجمہ: کسی کو جنت اور فردوس میں گزرنے نہیں دیا جائے گا۔ جب تک کہ اس کے پاس تیری غلامی کے داغ کی سند اور جواز نامہ نہیں ہو گا۔

6- لغت:

میانت: تیری کمر۔ کتہ: ایندھن رکھنے کی جگہ (جہاں خس و خاشاک رکھے جاتے ہیں)۔ خنک و کتہ: ناپسندیدہ و کمزور اور پتلا باریک۔
ترجمہ: خسرو کا بدن تیری کمر کی فکر میں بال کی مانند باریک ہو گیا۔ یہاں تک کہ تیرے رقیب کی طرح وہ کمزور و خس و خاشاک کا ڈھیر نہ بن جائے۔

غزل......81

1- گر جام غم فرستی، نوشم کہ غم نباشد
کانجا کہ عشق باشد، این مایہ کم نباشد

2- سودای تست در جان، نقشت درون سینہ
حرفے برون نیفتد تا سر قلم نباشد

3- من خود فتوح دانم مردن بہ تیغت، اما
بر تیغ تو چہ گوئی، یعنی ستم نباشد؟

4- خونم حلال بادش تا کس دیت نجوید
کاندر قصاص خوبان قاضی حکم نباشد

5- اے دوست، تا نخندی بر پای لغز عاشق
دانی کہ مست مسکین ثابت قدم نباشد

6- نزدیک اہل بینش کور است و کور بے شک
عاشق کہ پیش چشمش رنگین صنم نباشد

7- گفتی کہ عشق نفتد پختہ و خوب نبود، آرے
نارد شراب مستی تا جام جم نباشد

8- اے باد صبحگاہی، کافاق می نوردی
گر دیدہ ای، نشان دہ جائے کہ غم نباشد

9- خسرو، ترِ خود نشینی باعاشقان، ولیکن
در صیدگاہ شیران سگ محترم نباشد

شعر نمبر 1 ترجمہ: (اے میرے محبوب) تو نے اگر مجھے جام غم بھیجا تو میں پی لوں گا کیونکہ مجھے اس کا کوئی غم نہیں۔ جس جگہ عشق ہوتا ہے یہ سرمایہ کم نہیں ہوتا۔ (غم کو سرمایہ کہا گیا ہے۔)

2- ترجمہ: میری جان میں تیرا عشق ہے۔ سینے کے اندر تیرا نقش ہے۔ جب تک سر قلم نہ ہو جائے، کوئی حرف اندر سے نہیں نکلے گا۔

3- ترجمہ: تیری تلوار سے مر جانا میں اپنی فتح جانوں گا لیکن تیری تلوار سے تو کہے گا کہ کوئی ستم نہیں ہوگا۔

4- ترجمہ: اس کو میرا خون بالکل معاف ہے کیونکہ اس قتل کی کوئی دیت (قصاص) نہیں چاہتا کیونکہ حسیناؤں سے جو قتل ہو جاتے ہیں تو قاضی بھی اُن کے قصام دلانے کا اختیار نہیں رکھتا۔

5- ترجمہ: اے دوست کیونکہ تو عاشق کے لغزش کھا جانے والے پاؤں پر نہیں ہنسے گا تو جانتا ہے کہ مسکین مست کبھی ثابت قدم نہیں ہوتا۔

6- ترجمہ: عقل مند حضرات کے سامنے ایک عاشق اندھا ہوتا ہے۔ ایسا اندھا کہ اس کی آنکھوں کے سامنے کوئی اور رنگین محبوب نہیں ہوتا۔

7- ترجمہ: تو نے کہا کہ جب تک عشق بہت پختہ نہ ہو وہ ماند نہیں پڑتا' درست ہے۔ جب تک جام جم جیسا پیمانہ شراب نہ ہو اس وقت تک شراب میں بھی مستی پیدا نہیں ہوتی۔

8- ترجمہ: اے صبح کی ہوا تو جو تمام آفاق کی گردش کرتی رہتی ہے۔ ذرا بتا وہ جگہ اگر تو نے دیکھی ہے جہاں غم نہیں ہوتا ہے۔

9- ترجمہ: اے خسرو! تو خود عاشقوں کی صحبت میں بیٹھتا ہے اور لیکن (یہ بات جان لے) شیروں کی شکارگاہ میں کتے کا کوئی احترام نہیں ہوتا۔

غزل......82

1- روی نکو بے وجود ناز نباشد
ناز چہ ارزد اگر نیاز نباشد

2- راہ حجاز ار امید وصل توان داشت
بر قدم رہروان دراز نباشد

3- مست می عشق را نماز مفرمای
کان کہ بمیرد بر او نماز نباشد

4- بندہ چو محمود شد خموش کہ سلطان
در رہ معنی بہ جز ایاز نباشد

5- حیف بود میل شہ بہ خون گدایان
صید ملخ کار شاہباز نباشد

6- پیش کسانے کہ صاحبان نیازند
ہیچ تنعم ورای ناز نباشد

7- خاطر مردم بہ لطف صید توان کرد
دل نبرد ہر کہ دلنواز نباشد

8- کس متصور نمی شود کہ چو خسرو
ہندوی آن چشم ترکتاز نباشد

شعر نمبر 1 ترجمہ: خوبصورت چہرہ ناز کے وجود کے بغیر کچھ بھی نہیں ہوتا۔ اس ناز کی کوئی قیمت ہی نہیں اگر اس کا کوئی نیازمند نہ ہو۔

2- ترجمہ: راہ حجاز اگر وصل کی امید رکھ سکتا تو راستہ چلنے والوں کے لئے وہ دور دراز نہ ہوتا۔

3- ترجمہ: جو شخص عشق کی شراب میں مست ہو گیا ہے۔ اس کو نماز پڑھنے کے لئے مت کہہ کیونکہ جو شخص مر جاتا ہے اس پر نماز فرض نہیں رہتی۔ (شاعر کا خیال ہے کہ عاشق عشق میں مر جاتا ہے۔)

4- ترجمہ: ایک غلام جب محمود کی سی حیثیت اختیار کر گیا تو بس خاموش ہو جانا ہی بہتر ہے کیونکہ وہ غلام حقیقت میں ایاز کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا۔

5- ترجمہ: اگر بادشاہ کا رجحان گداگروں کو قتل کرنے کی طرف ہو جائے تو افسوس کی بات ہے کیونکہ شاہبازوں کا کام مکھیاں مارنا نہیں ہوتا۔

6- ترجمہ: نیازمند حضرات کے سامنے ناز سے زیادہ بہتر اور کوئی نعمت نہیں ہوتی۔

7- ترجمہ: مہربانیوں اور لطف و کرم سے لوگوں کے دلوں کو شکار کیا جا سکتا ہے۔ جو شخص خود دلنواز نہیں ہوتا' وہ کبھی کسی کا دلبر نہیں ہوتا۔

8- لغت:

متصور: تصور کرنے والا' خیال کرنے والا' تصور کیا جانے والا۔ ہندوی: غلام۔ ترکتاز: لوٹ مار کرنے والا' مراد معشوق جو سب کچھ لوٹ کر لے گیا۔

ترجمہ: کوئی شخص اُس وقت تک تصور کیا جانے والا نہیں ہو سکتا جب تک وہ خسرو کی طرح کسی معشوق کی آنکھ کا غلام نہیں بن جاتا۔

——◄►——

غزل......83

1- تو کز سوزم نہ ای واقف' دلت بر من نمی سوزد
مرا آنجا کہ جان سوزد' ترا دامن نمی سوزد

2- ز غیرت سوختم' جانا' چو در غیرم زدی آتش
تو آتش می زنی در غیر و غیر از من نمی سوزد

3- رخت کز دانۂ فلفل نہادہ خال بر عارض
کدامین روز کان یک دانہ صد خرمن نمی سوزد

-4 نسازد دوست جز با دوست تا سوزد دل دشمن
تو چندین دوست می سوزی کہ کس دشمن نمی سوزد

-5 مزن بے گریہ، خسرو! دم، اگر از عشق می لافی
کہ مردم از چراغ دیدہ بے روغن نمی سوزد

شعر نمبر 1 ترجمہ: اے میرے محبوب تو میرے جل جانے سے واقف ہے لیکن تیرا دل مجھ پر نہیں جلتا۔ جہاں میری جان جل جاتی ہے تیرا تو وہاں دامن بھی نہیں جلتا۔

2- ترجمہ: اے میری جان! میں غیرت کی بناء پر جل کر راکھ ہو گیا۔ جب تو نے میرے علاوہ کسی غیر سے بھی عشق کی آگ جلائی تو دوسروں میں عشق کی آگ جلاتا ہے اور کوئی دوسرا مجھ سے نہیں جل پاتا۔

3- ترجمہ: تیرے چہرے پر کالے رنگ کا (سیاہ مرچ) کی طرح کا ایک دانہ جو ایک خال کے طور پر تیرے رخسار پر نمایاں ہے۔ اس دانے کی وجہ سے وہ کون سا دن ہو گا جب وہ سینکڑوں خرمن جلا کر راکھ نہ کر دیتا ہو۔

4- ترجمہ: ایک دوست دوسرے کے ساتھ دوستی ہی کرتا رہتا ہے تا کہ وہ دشمن کا دل جلائے رکھے تو نے تو اتنے دوست جلا دیئے ہیں کہ دشمن اتنے نہیں جلاتا۔

5- ترجمہ: اے خسرو! اگر تجھے عشق کا بھرم ہے تو آہ و بقا اور گریہ زاری کا دم مت بھر کیونکہ آنکھ کی پتلی آنکھ کے چراغ میں بغیر روغن (آنسو) کے نہیں جل پاتی۔ (رو رو کر آہ و زاری کر، آنسو بہا اور یہ آنسو ہی تیرے آنکھ کے چراغ کی روشنی کو قائم رکھنے کے لئے روغن کا کام دیں گے۔)

غزل......84

-1 آن را کہ غمے باشد و گفتن نتواند
شب تا بہ سحر نالد و خفتن نتواند

-2 از ما بشنو قصہ ما، ورنہ چہ حاصل؟
پیغام کہ باد آرد و گفتن نتواند

-3 بے بوی وصالت نکشاید دل تنگم
بے باد صبا غنچہ شگفتن نتواند

-4 ز اشک زدم آب ہمہ کوی تو تا باد
خاشاک سر کوی تو رفتن نتواند

5- شوریده تواند که کند ترک سر خویش
ترک سر کوی تو گرفتن نتواند

6- اندر دل ما عکس رخ خوب تو پیداست
ز آئینه کسے چهره نهفتن نتواند

7- جوینده چه سهل است که بر خود نکند سهل
فرهاد چو خسرو ره رفتن نتواند

شعر نمبر 1 ترجمہ: وہ شخص جو غمگین ہوتا ہے اور بات نہیں کر سکتا۔ وہ رات بھر صبح تک روتا ہے اور سو بھی نہیں سکتا۔

2- ترجمہ: ہماری حکایت ہماری زبانی سنو ورنہ کیا فائدہ اس پیغام کا جو ہوا (محبوب کی طرف سے لائے) وہ بتایا نہ جا سکے۔

3- ترجمہ: میرا پریشان دل تیرے وصال کی بو کے بغیر نہیں کھلتا۔ باد صبا کے بغیر کوئی غنچہ بھی کھل نہیں سکتا۔

4- ترجمہ: میں نے اپنے آنسوؤں سے پورے کوچے کو پانی سے بھر دیا ہے تاکہ تیرے کوچے سے ہوا ایک سوکھا تنکا بھی نہ لے جا سکے۔

5- ترجمہ: پریشان حال شخص اپنے سر سے ہاتھ دھو سکتا ہے لیکن تیرے کوچے میں رہنے والا ہمارا محبوب پکڑا نہیں جا سکتا۔

6- ترجمہ: ہمارے دل میں تیرے حسین چہرے کا عکس بالکل واضح طور پر عیاں ہے۔ کسی کو آئینے سے اپنا چہرہ چھپایا نہیں جا سکتا۔

7- ترجمہ: متلاشی شخص کو کوئی بات کیسے آسان ہوتی ہے جب کہ وہ خود اس کوشش کو آسان نہ بنائے۔ خسرو فرہاد کی طرح راستہ طے نہیں کر سکتا۔

——◄ ►——

غزل ۔۔۔۔85

1- جهان به خواب و شبے چشم من نیاساید
چو دل به جای نباشد چگونه خواب آید؟

2- غلام نرگس نامهربان یار خودم
که کشته بیند و بخشایشے نفرماید

3- چو مایه هست زکاتے بده گدایان را
که مال و حسن و جوانی به کس نمی پاید

4- هلاک من اگر از دست اوست' اے زاہد
تو جمع باش کہ عمر از دعا نیفزاید

5- چہ کم شود ز تو' اے بے وفای سنگین دل
بہ یک نظارہ کہ درماندۂ بیاساید

6- دلم مشاہد ساقی و رُوی در محراب
بیار مے کہ ز تزویر ہیچ نکشاید

7- ز من مپرس' دلا' گر تو توبہ می شکنی
کہ مست و عاشق و دیوانہ را ہمین شاید

8- بہ زندگی نرسد چون بہ ساعدت خسرو
بکُش' مگر کہ بہ خون دست تو بیالاید

شعر نمبر 1 ترجمہ: سارا جہان تو سو جاتا ہے اور کسی رات میری آنکھ کو آرام نہیں ملتا۔ جب دل ہی اپنی جگہ پر نہیں ہے تو نیند کیسے آئے گی۔

2- ترجمہ: میں اپنے نامہربان دوست کی نرگسی آنکھوں کا غلام ہوں۔ وہ معشوق ایک کشتہ کو تو دیکھتا ہے لیکن اس پر بخشش نہیں کرتا۔

3- ترجمہ: جب مال پر زکوۃ واجب ہے تو مانگنے والوں کو دے دے کیونکہ مال اور حسن اور جوانی کسی کے پاس ہمیشہ نہیں رہتے۔

4- ترجمہ: اگر میری موت اے زاہد اسی کے ہاتھ سے لکھی ہے تو فکر مت کر۔ مطمئن رہ کیونکہ کسی کی دعاؤں سے عمر میں اضافہ نہیں ہوتا۔

5- ترجمہ: اے پتھر دل بے وفا دوست تیرا کیا کم ہو جائے گا اس ایک نظارے سے جو تو اپنے بدحال عاشق کے لئے آسانی سے عطا فرما دے۔

6- ترجمہ: میرا دل تو ساقی کو دیکھ رہا ہے اور چہرہ محراب کی جانب ہے۔ (اے ساقی) تو شراب لا کہ اب کوئی حیلہ بہانہ نہ چلے گا۔

7- ترجمہ: اے دل اگر تو توبہ شکنی کرتا ہے تو مجھ سے مت پوچھ کیونکہ ایک مست اور عاشق اور دیوانے کو یہی بات اچھی لگتی ہے۔

8- ترجمہ: اے خسرو! اگر تیری رسائی تیرے محبوب تک نہیں ہوتی اور تیرا ہاتھ اس تک نہیں پہنچتا تو مار ڈال۔ شاید کہ خون سے تیرے ہاتھ آلودہ ہو جائیں۔

غزل......86

1- اے اہل دل نخست ز جان ترک جان کنید
وانگہ نظارہ در رخ آن دلستان کنید

2- سویش ہمی کنید بہ بازی نظرٗ خطا ست
مانا بران شوند کہ بازی بہ جان کنید

3- از سرمہ رو سیہ چہ شویدٗ اے دو چشم من
از خاک پاش دامن ہمت گران کنید

4- یاران کشید بر سر من خنجر ستم
وز بہر گشت شہر سرم بر سنان کنید

5- در من زنید آتش و خاکستر مرا
بر سیل چشم خویش بہ سویش روان کنید

6- من ارچہ خاک بوس درش می کنم ہوس
اے خلقٗ خاک خواریم اندر دہان کنید

7- تا کشتی مراد من اندر عدم شود
بر وے ز پردۂ دل من بادبان کنید

8- خسرو ز درد دل چو جبش شد برای دوست
پیشانیش بہ داغ غلامی نشان کنید

شعر نمبر 1 ترجمہ: اے دل والو! پہلے اپنی جان سے جان چھوڑ دو۔ پھر اُس دلبر کے چہرے کا نظارہ کرو۔

2- ترجمہ: اس (محبوب) کی طرف جو تم نظر بازی کر رہے ہوٗ وہ سراسر غلطی ہے۔ لطف تو تب ہے کہ جان کی بازی لگاؤ۔

3- ترجمہ: اے میری دو آنکھوٗ سرمہ لگا کر چہرہ سیاہ کرنے سے کیا فائدہ۔ اس محبوب کے پاؤں کی خاک کو حاصل کر کے اپنا دامن ہمت سے بھر لو۔

4- ترجمہ: اے دوستو! میرے سر پر ستم کی تلوار کھینچ لو (اور میرا سر اُتار دو) پھر میرے سر کو سولی پر چڑھا کر پورے شہر میں پھراؤ۔

5- ترجمہ: مجھے آگ لگا دو (خاکستر بنا دو) اور میری خاکستر کو اپنے آنسوؤں کے طوفان کے بہاؤ کے ساتھ اس محبوب کی طرف روانہ کر دو۔

6- ترجمہ: میں اگرچہ اس کے در کی خاک کو بوسہ دینے کی تمنا رکھتا ہوں۔ اے لوگو! میری ذلت کی خاک کو منہ میں ڈال دو۔

7- ترجمہ: جب تک کہ میری مراد کی کشتی فنا نہ ہو جائے میرے دل کے بادبان کے پردوں کو اس محبوب کی طرف جانے کے لئے کھلا رکھو۔

8- ترجمہ: خسرو! دوست کی خاطر جب درد دل کی وجہ سے سیاہ فام ہو گیا تو پھر اس کی پیشانی پر غلامی کے داغ کا نشان لگا دیں۔

——◄►——

غزل......87

1- دلبران مہر نمایند و وفا نیز کنند
دل بر آن مہر نبندی کہ جفا نیز کنند

2- چند گویند کہ گہ گہ بہ دلش میگذری
این حدیثے ست کہ بہر دل ما نیز کنند

3- عالمے را بکش از غمزہ کہ ترکان بہ خدنگ
گرچہ بکشند بسے صیدٔ رہا نیز کنند

4- عاشقان گرچہ ترا بہر جفا بد گویند
از پی چشم بد خلق دعا نیز کنند

5- ہجر مپسند چو دانی کہ وکیلان سپہر
دوستان را بہم آرند و جدا نیز کنند

6- منعمان گرچہ برانند گدا را از در
گہ گہے حاجت درویش روا نیز کنند

7- سوی خسرو نگہے کن بہ طفیل دگران
کاہل دولت نگہے سوی گدا نیز کنند

شعر نمبر 1 ترجمہ: دلبر معشوق محبت و مہربانی کرتے ہیں اور وفا بھی کرتے ہیں۔ اُن کی اس مہربانی اور وفا کے ساتھ دلبستگی پیدا نہ کر لینا کیونکہ وہ جفا بھی کرتے ہیں۔

2- ترجمہ: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ کبھی کبھی تو اُن کے دل میں گزر کرتا ہے۔ یہ تو ایک بات ہی ہے جو کہ وہ ہمارے دل کے بارے میں بھی کہتے ہیں۔

3- ترجمہ: ایک غمزہ سے پورے جہان کو ہلاک کر دے کیونکہ ترکان (محبوب) ایک ہی تیر سے اگرچہ مار ڈالتے ہیں اور بہت سے شکار کر لیتے ہیں لیکن وہ رہا بھی کر دیتے ہیں۔ مار بھی ڈالتے ہیں اور چھوڑ بھی دیتے ہیں۔

4- ترجمہ: عاشق لوگ' اگر تیری جفا کی وجہ سے تجھے بُرا کہتے ہیں (لیکن) لوگوں کی بُری نگاہوں سے (بچنے کی) دعائیں بھی کرتے ہیں۔

5- لغت:

وکیلان سپہر: مراد زمانے کے کارساز لوگ۔ بہم آرند: اکٹھا کر لیتے ہیں' یکجا کر لیتے ہیں۔

ترجمہ: جدائی کو پسند مت کر کیونکہ تو جانتا ہے کہ زمانے کے کارساز لوگ دوستوں کو یکجا بھی کرتے ہیں اور انہیں آپس میں سے جدا بھی کر دیتے ہیں۔

6- لغت:

منعمان: جمع منعم کی بمعنی دولت مند' مالدار' نعمت دینے والا۔ برانند: دھکے مار کر نکال دیتے ہیں۔ رواکنند: پوری کرتے ہیں۔ گہ گہے: کبھی کبھی۔

ترجمہ: اگرچہ مالدار لوگ گداگروں کو اپنے دروازے سے دھکے مار کر نکال دیتے ہیں لیکن کبھی کبھی وہ کسی درویش کی ضروریات پوری بھی کر دیتے ہیں۔

7- ترجمہ: (اے محبوب) دوسرے لوگوں کی طفیل خسرو کی جانب بھی ایک نگاہ کر کیونکہ دولت مند لوگ کبھی ایک نگاہ گداگر کی طرف بھی کر لیتے ہیں۔

◄►

غزل......88

1- گرچہ خوبان ز مہ فزون باشند
پیش آن ماہ من زبون باشند

2- مردمانے کہ رُوی او دیدند
تا بباشند سرنگوں باشند

3- گفتمش "بندہ ایم" گفت "خموش'
تو چہ دانی کہ بندہ چون باشند؟"

4- یار مہمان تست' اے دیدہ!
مردمان را بگو برون باشند

5- اے دل خون گرفتہ' عشق مباز
کہ بتان تشنگان خون باشند

6- عافیت را بہ خواب می جویند
دردمندان کہ بے سکون باشند

7- عقل درد سر است' زین معنی
عارفان عاشق جنون باشند

8- تو برون رو ز سینہ امٔ کاے جان
یار یاران ز در درون باشند

9- عشق بازی ز خسرو آموزند
لیلیٰ و مجنوں ار کنون باشند

شعر نمبر 1 ترجمہ: اگرچہ حسین لوگ چاند سے بڑھ کر ہوتے ہیں (لیکن) میرے اُس چاند (میرے معشوق) کے سامنے بالکل عاجز ہوتے ہیں۔

2- ترجمہ: جن لوگوں نے اُس کا چہرہ دیکھ لیا' وہ جب تک زندہ رہے اُن کا سر جھکا ہی رہا (وہ سرنگوں ہی رہے)۔

3- ترجمہ: میں نے اُس سے کہا: ''ہم غلام ہیں'' اُس نے کہا: ''چپ ہو جا' تجھے کیا معلوم کہ غلام کیسے ہوتے ہیں۔''

4- ترجمہ: اے آنکھ! میرا دوست تیرا مہمان ہے۔لوگوں سے کہو کہ وہ باہر ہی رہیں۔

5- ترجمہ: اے خون سے بھرے دل تو عشق کا کھیل نہ کھیل کیونکہ حسین لوگ خون کے پیاسے ہوتے ہیں۔

6- ترجمہ: وہ دردمند لوگ جو بے سکون ہوتے ہیں۔اپنی خیریت کو خواب میں ہی تلاش کرتے ہیں۔

7- ترجمہ: عقل دردسر ہے۔اس لحاظ سے عارف لوگ جنون کے عاشق ہوتے ہیں۔

8- ترجمہ: اے میری جان! تو میرے سینے سے باہر چلا جا کیونکہ دوستوں کے چاہنے والے (دل کے) دروازے سے اندر آتے ہیں۔

9- ترجمہ: اگر آج لیلیٰ اور مجنوں ہوتے تو اے خسرو! وہ عشق بازی تم سے ہی سیکھتے۔

غزل......89

1- عشاق دل غمزدہ را شاد نخواہند
خوبان تن ویران شدہ آباد نخواہند

2- آنانکہ بہ سر رشتۂ زلفے برسیدند
گردن ز چنان سلسلہ آزاد نخواہند

3- قومے کہ حق صحبت محبوب شناسند

در جور بمیرند و ز کس داد نخواہند

4- گویند ''چرا سوی گل و مل نگرانی؟''
این بے غمی است' از من ناشاد نخواہند

5- در دام تو مردیم و بہ روی تو نگفتیم
کازادی کنجشک ز صیاد نخواہند

6- از باد ہمیں بوی تو آید کہ برد جان
آن گل کہ چو رویت بود از باد نخواہند

7- خسرو! ز دل خویش مجو حرف ملامت
کاین قصہ' شیرینست' ز فرہاد نخواہند

شعر نمبر 1 ترجمہ: عاشق لوگ اپنے غمگین دل کو ویسے ہی خوش دیکھنا نہیں چاہتے۔ معشوق ویران بدن والے (عاشق) کو آباد دیکھنا نہیں چاہتے۔

2- ترجمہ: وہ لوگ جو کسی زلف کی پیچیدگیوں تک پہنچ گئے۔ وہ نہیں چاہتے کہ اُن کی گردن اس سلسلہ زلف سے آزاد ہو جائے۔

3- ترجمہ: وہ قوم محبوب کی صحبت کے حق کو پہچانتی ہے۔ وہ ظلم وستم برداشت کرتی جاتی ہے۔ وہ کسی سے انصاف اور مدد طلب نہیں کرتی۔

4- ترجمہ: لوگ کہتے ہیں کہ پھول اور محبوب کے بارے میں کیوں فکرمند ہے۔ یہ تو بے غمی ہے اور وہ لوگ مجھ ناشاد شخص سے ایسا نہیں چاہتے۔

5- ترجمہ: ہم تیرے جال میں پھنس کر مر گئے اور کسی سے کچھ نہ کہا کیونکہ زمانے والے تو کسی شکاری کے جال سے کسی چڑیا کو آزاد کرنا نہیں چاہتے۔

6- ترجمہ: ہوا سے وہی خوشبو آ رہی ہے جو میری جان لے گئی تھی۔ وہ پھول جو تیرے چہرے جیسا تھا۔ اس کی اس ہوا کو کوئی ضرورت نہیں۔

7- ترجمہ: اے خسرو! اپنے دل سے سلامتی کا حرف مت تلاش کر کیونکہ یہ شیریں کا قصہ ہے۔ وہ قصہ فرہاد سے نہیں چاہتے۔

غزل......90

1- خوبان گمان مبر که ز اولاد آدمند
جانند یا فرشته و یا روح اعظمند

2- زان انگبین چه ناله کنی' زانکه دائما
مرغان عرش بر مگس از شهد بر مکند

3- خوانید روح وامق و مجنون و ویس را
کایشان درون پردهٔ این راز محرمند

4- اے سلسبیل راحت و اے چشمهٔ حیات
بر تشنگان سوخته لطفے که درہمند!

5- زاغان نمی زنند به کویت که می خورند
عشاق را که سوختهٔ آتش غمند

6- ہر شب منم ز نقش خیال تو در گریز
چون بوم و شپرک که ز خورشید می رمند

7- خسرو که زنده نیست' نصیحت چه میکنند؟
باد مسیح بر سگ مرده چه میدمند؟

شعر نمبر 1 ترجمہ: حسین لوگ اس بات کا گھنڈمت کریں کہ وہ آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ یا جن ہیں یا فرشتہ ہیں یا حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں۔

2- لغت:

انگبین: شہد۔ چہ نالہ کنی: کیا فریاد کرتا ہے۔ دائما: ہمیشہ۔ مگس: مکھی۔ مکند: چوستا ہے۔ مکیدن کے معنی ہیں چوسنا' مضارع مکند۔

ترجمہ: اس شہد کے بارے میں تو کیا شور وغوغا اور فریاد کرتا ہے کیونکہ ہمیشہ عرش کے پرندے مکھی پر سے ہی شہد چوستے ہیں۔

3- ترجمہ: یہ بات تم جان لو کہ وامق' مجنون اور ویس (تمام عشاق) کہ درون پردہ اس راز کو اچھی طرح جانتے تھے۔ (کہ عشق میں کیا کڑواہٹ' تشنگی اور پریشانی ہوتی ہے۔)

4- لغت:

سلسبیل: خوشگوار پانی' خوش مزہ پانی' بہشت کے ایک چشمے کا نام۔ درہم اند: پریشان' ناخوش۔

ترجمہ: اے راحت کی خوشگوار نہر (اے محبوب) اے آب حیات (محبوب) ان جلے ہوئے پیاسوں کی طرف ایک نظر (ڈال) کیونکہ تیرے عاشق (بہت زیادہ پریشان و بدحال) ہیں۔

5- لغت:

زاغان: کوے۔ سوختۂ آتش غمند: غم کی آگ میں جلے ہوئے ہیں۔

ترجمہ: تیرے غم کی آگ میں جلے ہوئے عشاق کو تیری گلی میں کوے بھی کھانے کے لئے نہیں آتے۔

6- لغت:

بوم: اُلو۔ شپرک: چمگادڑ۔ رمند: رمیدن بمعنی بھاگنا یعنی بھاگتے ہیں۔

ترجمہ: ہر رات میں تیرے خیال کے نقش سے اس طرح گریزاں ہوں جس طرح اُلو اور چمگادڑ سورج کی روشنی سے دور بھاگتے ہیں۔

7- لغت:

باد مسیح: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وہ پھونک جس سے مردہ زندہ ہو جاتے تھے۔ میدمند: دمیدن مصدر بمعنی بھونکنا' بھونکتے ہیں۔

ترجمہ: خسرو جو کہ زندہ نہیں ہے۔ اُس کو لوگ کیا نصیحت کرتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح انگیز پھونک سے مرے ہوئے کتے پر کیوں بھونکتے ہیں۔ (خسرو مر گیا اور ہمیشہ کے لئے مر گیا۔ اب کائنات کی کوئی طاقت اس کو زندہ نہیں کرسکتی۔)

◄ ►

غزل...... 91

1- حد حسنت گر اہل دل بدانند
دو عالم در تہ پایت فشانند

2- مسیحؑ و خضرؑ را آن روی بنمای
بکش' جاناٗ مرا' گر زندہ مانند

3- مبین کائینہ لافد از ضمیرت
کہ می گوید دروغے راست مانند

4- لبت را جان توان خواندن' ولیکن
نمی دانم کہ آن خط را چہ خوانند؟

-5 مرنج، اے پاکدامن، عاشقانت
اگر بر چشم تر دامن فشانند

-6 نخواہم زیست زخم عشق کاریست
رقیبان را بگو تیغم نرانند

-7 مکن بر ما نصیحت ضایع، اے دوست
کہ مستان لذت تقویٰ ندانند

-8 بگویش، اے صبا، گہ گہ پس از ما
کہ اہل خاک خدمت می رسانند

-9 نہ جائے کز گل رویت چکد خون
دو چشم خسرو آنجا خون چکانند

شعر نمبر 1 ترجمہ: اگر دل والے تیرے حسن کی حد کو جان لیں تو وہ دونوں جہانوں کو تیرے پاؤں کے نیچے نچھاور کر دیں۔

2- ترجمہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کو اُس معشوق کا چہرہ دکھا۔ اے میرے محبوب! (وہ چہرہ دیکھ کر) اگر وہ زندہ رہ جائیں تو مجھے مار ڈال۔ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو قوت معجزہ حاصل تھی کہ وہ مردے کو قم باذن اللہ کہہ کہ زندہ کر دیتے تھے۔ یعنی وہ خود جان ڈالنے والے تھے جبکہ حضرت خضر علیہ السلام آب حیات والے پیغمبر تھے۔ کس قدر تعجب کی بات ہے کہ مردوں کو زندگی بخشنے والے شاعر کے محبوب کو دیکھ کر خود زندہ نہ رہیں۔

3- ترجمہ: شیشہ مت دیکھ کہ وہ تیرے ضمیر کو دیکھ کر ہنستا ہے اور کہتا ہے کہ ایک جھوٹ ہے جو کہ سچ کی طرح لگتا ہے۔ یعنی انسان کا ضمیر کچھ کہہ رہا ہوتا ہے اور انسان عملی طور پر کچھ اور کر رہا ہوتا ہے۔ شیشہ بے چارہ تو وہی عکس دیتا ہے جو مادی طور پر اس کے سامنے ہوتا ہے۔

4- ترجمہ: تیرے لبوں کو تو جان کہا جاسکتا ہے لیکن مجھے نہیں معلوم کے اس خط کو لوگ (جو جوان سال محبوب کے چہرے پر ہلکا ہلکا نمایاں ہوتا ہے) کیا کہتے ہیں۔

5- ترجمہ: اے پاک دامن محبوب! اگر تیرے عاشق اپنی چشم تر سے تجھ پر آنسو نچھاور کر دیں تو اُن سے رنجیدہ نہیں ہونا۔

6- ترجمہ: میں اب زندہ نہیں رہوں گا کیونکہ مجھے کاری زخم لگ چکا ہے۔ رقیب حضرات سے کہہ دو کہ وہ اب تیغ زنی نہ کریں (اب وہ تلوار نہ چلائیں)۔

7- ترجمہ: اے دوست! تو مجھ پر اپنی نصیحت ضائع مت کر کہ جو لوگ عشق میں مست ہو جاتے ہیں، وہ تقویٰ کی لذت کو نہیں جانتے۔ (یعنی عشق میں ڈوبے ہوئے افراد لطف تقویٰ سے بے نیاز ہو جاتے ہیں۔)

8- ترجمہ: اے صبا! ہمارے بعد اُس (محبوب) کے کانوں میں کہہ دے کہ زمین کے مکین خدمت بجا لاتے ہیں۔
9- ترجمہ: کوئی جگہ ایسی نہیں کہ جہاں تیرے پھول جیسے سرخ چہرے پر خون نہ ٹپکتا ہو۔ (یعنی محبوب کا چہرہ بہت سرخ ہے جہاں جہاں یہ صورت حال ہو) وہاں وہاں خسرو کی دو آنکھیں خون ٹپکا دیں۔

غزل......92

1- مناز' اے بت چین' کہ چین ہم نماند
قرار جہان این چنین ہم نماند

2- بہ بحر غم ار عاشقان کشتہ گردند
شکر خندۂ نازنین ہم نماند

3- نہ جم ماند اینجا' نہ نقش نگینش
چہ نقش نگین' بل نگین ہم نماند

4- نماند بہ چین ہیچ بت خانۂ آوخ
چہ بت خانۂ چین کہ چین ہم نماند

5- بہ چرخ برین میکنی تکیہ دایم
بر آنم کہ چرخ برین ہم نماند

6- چہ مونس ہمی گیری از ہر قرینے؟
کہ مونس نپاید' قرین ہم نماند

7- چو خسرو بہ جز نالش غم نماندہ ست
ازآن ترسم این دم کہ این ہم نماند

شعر نمبر 1 ترجمہ: اے خوبصورت چین کے صنم! کسی بات پر گھمنڈ نہ کر کیونکہ چین بھی نہیں رہے گا اور زمانے کو اس طرح قرار ہمیشہ نہیں رہے گا۔
2- ترجمہ: اگر عاشق لوگ غم کے سمندر میں ڈوب کر ہلاک ہو گئے تو (یہ بات بھی جان لے) کہ حسینوں کی مسکراہٹیں اور متبسم چہرے بھی نہیں رہیں گے۔
3- ترجمہ: اس دنیا میں نہ جام جم باقی رہا' نہ اُس کے نگینے کا نقش باقی رہا۔ نگینے کے نقش کی کیا بات بلکہ نگینہ ہی نہیں رہے گا۔
4- ترجمہ: افسوس! چین میں کوئی بات خانہ نہ رہا۔ چینی بت خانہ کی کیا بات' چین ہی نہیں رہے گا۔

5- ترجمہ: تو کبھی بھی آسمان کی بلندیوں پر بھروسہ مت کر کیونکہ یہ بلند آسمان بھی نہیں رہے گا۔

6- ترجمہ: تو ہر ملنے جلنے والے کو اپنا محب و وفادار کیوں سمجھ لیتا ہے کیونکہ تیرا وہ مونس بھی پکا نہیں ہے اور وہ دوست بھی باقی نہیں رہے گا۔

7- ترجمہ: خسرو کی طرح جس کے پاس غم و تفکر کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اب اس بات سے میں ڈرتا ہوں کہ یہ بھی اس کے پاس نہیں رہے گا۔

——◄ ►——

غزل......93

1- چو کارہای جہان است جملہ بے بنیاد
حکیم در وے بنیاد کارہا ننہاد

2- مشو مقیم در آبادی خراب جہان
چو کس مقیم نماند دراین خراب آباد

3- مبین کہ ملک فروغ است شمع دولت را
بسے چراغ سلیمان کہ کشتہ گشت ز باد

4- مپر ز باد غرور ار بلندے داری
کہ خس بلند شد از باد لیک باز افتاد

5- چو ہست بندۂ خلق آدمی ز بہر طمع
خوشا کسے کہ ازین بندگی بود آزاد

6- چنان بزی کہ نمیری اگر توانی زیست
چو ہر کہ ہست بہ عالم برای مردن زاد

7- ازآن خویش مدان خسروا کہ عاریت است
متاع عمر کہ دادند باز خواہی داد

شعر نمبر 1 ترجمہ: جب اس دنیا کے تمام کام بے بنیاد ہیں تو عقلمند آدمی اس میں کاموں کی بنیاد نہیں رکھتا۔

2- ترجمہ: اس خراب جہان کی آبادی میں مقیم ہو کر مت رہ جا کیونکہ کوئی شخص بھی اس خراب جہان میں ہمیشہ مقیم نہیں رہ سکتا۔

3- ترجمہ: کبھی اس امر کی جانب مت دیکھ کہ دولت کی شمع سے ملک کو فروغ حاصل ہو گیا ہے۔ زمانے میں چلنے والی ہوا سے بہت سے سلیمانی چراغ بجھ گئے۔

4- ترجمہ: اگر تجھے کوئی بلندی نصیب ہوئی ہے تو غرور کے ساتھ پرواز مت کر کیونکہ تنکا ہوا چلنے سے بلند اُڑا لیکن پھر وہ واپس زمین پر ہی آ گرا۔

5- ترجمہ: جب طمع اور لالچ کے ساتھ تو لوگوں میں بااخلاق بندہ بن کر رہتا ہے (تو بے فائدہ ہے) کیونکہ کس قدر اچھا ہے وہ شخص جو اس بندگی سے آزاد ہوتا ہے۔

6- ترجمہ: اس طرح زندہ رہ کر کبھی نہ مرے۔ اگر تو زندہ رہ سکتا ہے کیونکہ ہر وہ شخص جو اس دُنیا میں ہے وہ مر جانے کے لئے ہی پیدا ہوا ہے۔

7- ترجمہ: اے خسرو! عمر کی وہ دولت جو عاریتاً تجھ کو دی گئی۔ اس کو ہمیشہ کے لئے اپنی نہ جان کیونکہ جو متاع عمر تمہیں دی گئی ہے وہ واپس لے لی جائے گی۔

غزل......94

1- جوان و پیر کہ در بند مال و فرزندند
نہ عاقلند کہ طفلان ناخردمندند

2- جماعتے کہ بگریند بہر عیش و منال
یقین بدان تو کہ بر خویشتن ہمی خندند

3- خوش آن کسان کہ برفتند پاک و چون خورشید
کہ سایۂ بہ سر این جہان نیفگندند

4- بہ خانۂ کہ رہ جان نمی توان بستن
چہ ابلہند کسانے کہ دل ہمی بندند

5- بہ سبزہ زار فلک طرفہ باغبانانند
کہ ہر نہال کہ نشاندند باز بر کندند

6- جمال طلعت ہم صحبتان غنیمت دان
کہ میروند نہ زانسانکہ باز پیوندند

7- بقا کہ نیست درو حاصلے ہمہ ہیچ است
چو بنگری ہمہ مردم بہ ہیچ خرسندند

8- بساز توشہ ز بہر مسافران وجود
کہ میہمان عزیزند و روزکے چندند

9- اگر تو آدمیٔ در کسان بہ طنز مبین
که بهتر از من و تو بندهٔ خداوندند

10- ترا بہ از عمل خیر نیست فرزندے
که دشمنند ترا زادگان نہ فرزندند

11- مجوی دنیا' اگر اہل ہمتیٔ خسرو
که از ہمای بہ مردار میل نپسندند

شعر نمبر 1 ترجمہ: ہر وہ جوان اور بوڑھے لوگ جو مال و اولاد کی قید میں بندھے ہوئے ہیں۔ وہ عقل مند نہیں ہیں' وہ ناسمجھ بچوں کی طرح ہیں۔

2- ترجمہ: وہ لوگ جو عیش اور عشرت کے لئے روتے ہیں۔ ان کے بارے میں تو یقین جان کہ وہ خود اپنے آپ پر ہنس رہے ہوتے ہیں۔

3- ترجمہ: وہ لوگ بہت ہی اچھے ہیں جو سورج کی طرح آ کر چلے گئے کہ انہوں نے اپنا سایہ اس جہان پر نہ ڈالا (سورج کی تو صرف روشنی ہی ہوتی ہے)۔

4- ترجمہ: اس جہان میں رہ کر کسی گھر کے ساتھ ہمیشہ کی وابستگی نہیں کی جاسکتی۔ وہ لوگ کس قدر بے وقوف ہیں کہ وہ اس دنیا کے ساتھ دل لگا بیٹھتے ہیں۔

5- ترجمہ: آسمان کے سبزہ زار پر عجیب وغریب باغبان ہیں کہ جس پودے کو وہ خود لگاتے ہیں' پھر اسی پودے کو وہ اکھیڑ پھینکتے ہیں۔

6- ترجمہ: ایک ہی محفل میں بیٹھنے والے دوستوں کے چہروں کی خوبصورتی کو غنیمت شمار کر کیونکہ جب وہ چلے جاتے ہیں (بچھڑ جاتے ہیں) تو اس طرح کہ پھر واپس مل کر نہیں بیٹھتے۔

7- ترجمہ: اس دنیا میں کسی چیز کو بقاء حاصل نہیں ہے۔ نہ ہی اس میں کوئی مراد بر آتی ہے۔ جب تو ان تمام لوگوں کو (غور سے) دیکھے گا تو پتہ چلے گا کہ شاید ہی کوئی خوش ہو (کوئی بھی خوش نہیں ہے)۔

8- ترجمہ: اس دُنیا میں بسنے والے مسافروں کے ساتھ مل کر ایک اچھا زاد راہ بنا لے کیونکہ یہ سب لوگ پیارے پیارے مہمان ہیں اور وہ بھی چند دنوں کے لئے ہیں۔

9- ترجمہ: اگر تو انسان ہے تو کسی شخص کی طرف بھی طنزیہ انداز (حقارت) سے نہ دیکھ کیونکہ میرے اور تیرے سے اللہ تعالٰی کے بہت سے بندے اس دنیا میں موجود ہیں۔

10- ترجمہ: اے بیٹے تجھے نیک عمل کرنے سے بہتر کوئی خبر نہیں ہے کیونکہ تیرے اپنے ہی بچے اور تیرے فرزند تیرے دشمن ہیں۔

11- ترجمہ: اے خسرو! اگر تو صاحب ہمت ہے (اگر تجھ میں طاقت ہے) تو دنیاوی مفادات مت تلاش کر کیونکہ کبھی کوئی ہما اس امر کو پسند نہیں کرتا کہ وہ مردار کی طرف رغبت رکھے۔ (دنیا کے بارے میں تو یہاں تک کہا گیا ہے کہ

اَلدُّنیَا جِیفَۃٌ وَ طَالِبُھَا کِلَابٌ دنیا ایک مردار ہے اور اس کے چاہنے والے کتے ہیں۔)

غزل......95

1- اگر نسیم صبا زلف او برافشاند
ہزار جان مقید ز بند برھاند

2- منش ببینم و از دور رخ نہم بر خاک
مرا ببیند و از دور رخ بگرداند

3- قد خمیدۂ خود را ہمی کنم سجدہ
ازان جہت کہ بہ ابروی دوست می ماند

4- اگر مراد تو جان است' کار جان سہل است
چہ حاجت است کہ چشمت بہ زور بستاند؟

5- بساز چارۂ بیچارگان خود امروز
کہ کار وعدۂ فردا کسے نمیداند

6- ز روی دوست صبوری نمی توانم کرد
چرا کہ تشنہ صبوری ز آب نتواند

7- کنون کہ کار من خستہ از دوا بگذشت
بگو طبیب مرا تا قدم نرنجاند

شعرنمبر 1 ترجمہ: اگر نسیم صبح اس کی زلف کو بکھیر دے تو اس زلف کی قید میں بند ہزاروں جانیں رہا ہو جائیں۔

2- ترجمہ: میں اس کو دیکھتا ہوں اور دور سے ہی اپنا چہرہ زمین پر رکھ دیتا ہوں (یعنی سجدے میں پڑ جاتا ہوں) جب وہ مجھے دیکھتا ہے تو دور سے ہی اپنا منہ موڑ لیتا ہے۔ (ستم ظریفی کی انتہا ہے کہ میں اس کو دیکھ کر فوراً سجدے میں پڑ جاتا ہوں اور وہ ہے کہ مجھے دیکھتے ہی دور ہی سے منہ موڑ کر کسی اور طرف رُخ کر لیتا ہے۔)

3- ترجمہ: میں اپنے جھکے ہوئے قد سے اُس کو سجدے کیا جا رہا ہوں اور اس جگہ کئے جا رہا ہوں جہاں جہاں میرے دوست کے ابرو دکھائی دیتے ہیں۔

4- ترجمہ: اگر تیری مراد جان لینا ہے تو جان کا کام بہت آسان ہے۔ اس بات کی کیا ضرورت ہے کہ تیری آنکھ کسی زور لگا کر میری جان لے۔

5- ترجمہ: (اے میرے محبوب) اپنے بیچاروں کے لئے آج ہی کوئی بندوبست کر کیونکہ وعدہ فردا کے ایفا ہونے کے کام

کو کوئی نہیں جانتا۔ (آج کا کام کل پر مت چھوڑو جو کام آج کرنے کو ہے' اس کو پس پشت نہیں ڈالنا چاہئے۔)
6- ترجمہ: میں دوست کا چہرہ دیکھے بغیر صبر کی طاقت نہیں رکھتا کیونکہ صبر کا پیاسا پانی سے پیاس نہیں بجھا سکتا۔ (اس کی پیاس تو محبوب کے دیدار سے ہی بجھے گی۔)
7- ترجمہ: اب جبکہ مجھ بیمار کا کام دوا خوری کی حد سے گزر گیا ہے۔ اب طبیب سے کہہ دیجئے کہ وہ تشریف نہ لائے (قدم رنجا نہ ہووے)۔

شاعر عشق کی آگ میں جل کر خاکستر ہو چکا ہے۔ بیماری عشق میں اس قدر لاغر و بے چارہ ہو چکا ہے کہ اب اس کو کسی دوا یا مرہم کی ضرورت باقی نہیں رہی اس لئے طبیب کا آنا بھی بے سود ہے۔ معاملہ حد سے گزر چکا ہے۔

——◄►——

غزل......96

1- باشد آن روز کہ آن فتنہ بما باز آید
لیک از آنگونہ کہ او رفت کجا باز آید

2- رفت و باز آمدنش تا بقیامت نبود
ای قیامت تو بیا زود کہ تا باز آید

3- ای صبا از آن کوی غبارے بمن آر
مگر این دل کہ زجا رفت بجا باز آید

4- یا رب این سرو در آن باغ نہ تنہا ماندہ است
باز پرسم خبرؑ از باد صبا باز آید ،

5- چند روز است کزین سو گزرے می نکند
باز گوئید مگر جانب ما باز آید

6- خسروا! رفتن او نہ ز پیش آمدنت
بدعا ساز خدایا بدعا باز آید

شعر نمبر 1 ترجمہ: ممکن ہے کہ ایسا دن آئے کہ وہ فتنہ (مراد محبوب) ہمارے پاس واپس آ جائے لیکن جس انداز سے وہ گیا تھا' وہ کہاں واپس آئے گا۔
2- ترجمہ: وہ تو چلا گیا اور اُس کا واپس آنا قیامت تک نہیں ہوگا۔ اے قیامت تو جلد آ کہ وہ واپس لوٹ آئے۔
3- ترجمہ: اے باد صبا! اُس (محبوب) کی گلی سے کچھ گرد و غبار لے کر میرے پاس آ۔ شاید وہ دل جو اس جگہ گیا تھا' واپس لوٹ آئے۔

4- ترجمہ: اے میرے رب! وہ سرو (وہ محبوب) اُس باغ میں کہیں اکیلا نہ رہ گیا ہو۔ میں باد صبا سے پھر پوچھوں گا تاکہ وہ واپس آ جائے۔

5- ترجمہ: کئی دن ہو گئے ہیں کہ اس کا گزر اس طرف نہیں ہوا ہے۔ اس کو دوبارہ کہہ دیجئے۔ شاید وہ ہماری جانب واپس آ ہی جائے۔

6- ترجمہ: اے خسرو! دعا کر کہ خدایا! اب وہ دُعا کے صدقے آ جائے تو کبھی لوٹ کر واپس نہ جائے۔

——◄ ►——

غزل......97

1- عمرم در آرزوی تو رفتہ ست و میرود
صبرم بہ جستجوی تو رفتہ ست و میرود

2- رفتی و بوی زلف تو ماند و ہزار دل
دنبال تو بہ بوی تو رفتہ ست و میرود

3- سوی در تو رہبر جانہای عاشقان
بادے کہ آن بہ کوی تو رفتہ ست و میرود

4- خونابہ ایست از دل ہمچون منے دگر
آبے کہ آن بہ جوی تو رفتہ ست و میرود

5- بارے قصاص بہر چہ آموزدت رقیب؟
کاین شیوہ ہا ز خوی تو رفتہ ست و میرود

6- در جان ہمی رود سخن و من نہاد گوش
ہرجا کہ گفتگوی تو رفتہ ست و میرود

7- در کش عنان کہ چون سر خسرو ہزار بیش
پشت ز عشق روی تو رفتہ ست و میرود

شعر نمبر 1 ترجمہ: میری عمر تو تیری تمنا میں گزر گئی اور باقی بھی گزرتی جا رہی ہے۔ میرا صبر تیری تلاش میں حد سے گزر گیا اور اب بھی گزرتا جا رہا ہے۔

2- ترجمہ: تو چلا گیا اور تیری زلف کی خوشبو رہ گئی اور ہزاروں دل تیری اس خوشبو کے پیچھے پیچھے چلے گئے اور جا رہے ہیں۔

3- ترجمہ: ہوا تیرے کوچے سے چلی ہے اور عاشقوں کی جان کی رہبر بن کر تیرے دروازے کی طرف گئی ہے اور ابھی

تک جا رہی ہے۔

4- لغت:

خونابہ: خون جگر، بے نوا کے آنسو، خون جلا پانی۔ جوی: ندی۔

ترجمہ: کیا کوئی اور میرے جیسا خون سے لت پت دل والا ہے جس کا خون پانی کی طرح تیری ندی کی طرف بہہ گیا اور اب بھی بہتا جا رہا ہے۔

5- لغت:

قصاص: جان کا بدلہ۔ بہر چہ: کس لئے، کیونکر۔ آموزدت: یعنی از تو آموزد، تجھ سے سیکھے۔

ترجمہ: رقیب جان کا بدلہ لینے کا طریقہ تجھ سے کیونکر سیکھے کیونکہ یہ عادت تو تجھ سے چل نکلی ہے اور یہ ابھی تک جاری ہے۔

6- ترجمہ: تمہاری بات تو جان میں گھر کرتی جاتی ہے اور جس جگہ تمہاری بات ہوتی ہے، میں اس بات کی طرف خوب کان دھرتا ہوں۔ (میں اس بات کو گوش ہوش سنتا ہوں) اور سنتا رہتا ہوں۔

7- لغت:

درکش عنان: لگام کھینچ لے۔ پیشت: تجھ سے پہلے۔

ترجمہ: (اے میرے معشوق) تو لگام کھینچ لے کہ خسرو کے سر کی طرح تو لگام کھینچ لے کیونکہ تیرے عشق کی وجہ سے خسرو جیسے ہزاروں لوگ اس دُنیا سے چلے گئے اور اب بھی جا رہے ہیں۔ (تیرے حسن کی تاب نہ لاتے ہوئے قبل ازیں خسرو جیسے بہت سے لوگ ہلاک ہو چکے ہیں اور ابھی یہ سلسلہ جاری ہے۔)

———◄ ►———

غزل......98

1- عافیت را بر زمین گردے نماند
مردمی را در جہان مردے نماند

2- خاک بر فرق جہان، زان کز وفا
در ہمہ روی زمین گردے نماند

3- زان نمی خیزد چمن کز بہر او
مر صبا را ہم دم سردے نماند

4- کیمیا شد زر چنان کز رنگ او
بوستان را ہم گل زردے نماند

5- غصہ را بر خود فرو بر' خسروا
چون ہمہ درد است و ہمدردے نماند

شعر نمبر 1 لغت:

عافیت: آرام' چین' پارسائی۔ گردے: غبار' دھول' نفع' فائدہ۔ مردی: طاقت۔
ترجمہ: اس زمین پر عافیت کے لئے کسی قسم کا غبار باقی نہیں رہا اور طاقت کے اظہار کے لئے کوئی مرد نہیں رہا۔

2- لغت:

فرق: لفظی ترجمہ سر کی مانگ یعنی سر۔
ترجمہ: زمین کے سر پر خاک' وہاں پر وفا (کے نام سے) پوری روئے زمین پر دھول کی صورت میں بھی نہیں رہی۔
3- ترجمہ: جس جگہ صبا کے لئے ٹھنڈی ہوا تک نہ رہے۔ وہاں اس کے لئے کوئی چمن نہیں اُگتا۔ (موافق حالات ہی معاملات کی سودمندی کا باعث بنتے ہیں جہاں احوال سازگار نہ ہوں وہاں خوشیاں نہیں آتیں۔)
4- ترجمہ: محبوب کی خوبصورتی کی وجہ سے کیمیا اس قدر اعلیٰ سونا بن گیا کہ اس کے رنگ کی وجہ سے گلستان میں بھی کوئی پھول زرد رنگ کا نہ رہا۔
5- ترجمہ: اے خسرو! اپنے آپ پر سے غصہ کم کر دے۔ (بالخصوص) جب سب طرف درد ہی درد ہو اور کوئی ہمدرد نہ رہے۔ (یعنی جب دنیا میں سوائے درد و غم کے اور کچھ نہ رہے اور کوئی ہمدرد نہ رہے تو انسان کو غصہ بھی ختم کر دینا چاہئے۔)

غزل......99

1- مرد صاحب نظر از کوی تو آسان نرود
ہر کہ را جان بودٗ از خدمت جانان نرود

2- آنکہ در عشق رُخت لاف ہواداری زد
بہ جفا از درت' اے خسرو خوبان' نرود

3- از خیال من سودا زدہ اندر رہ عمر
یک نفس صورت آن سرو خرامان نرود

4- کار حسن تو رسیدہ ست بہ جائے کہ سزد
کہ بہ عہدت سخن از یوسف کنعان نرود

-5 با خضرؑ ذکر لب لعل تو می باید گفت
تا دگر در طلب چشمۂ حیوان نرود

-6 باغبان ار رخ زیبای تو بیندؑ دیگر
از پی چیدن گل سوی گلستان نرود

-7 با وصال تو ندارم سر بستان و بہشت
ہر کہ را باغچہ ہستؑ بہ بستان نرود

-8 خسرو خستہ کہ ماندہ ست بہ دہلی در بند
آہؑ اگر زو خبرے سوی خراسان نرود

شعر نمبر 1 ترجمہ: کوئی بھی اہل نظر شخص تیرے کوچے سے آسانی سے نہیں جا سکتا جس شخص کے پاس طاقت ہے' وہ محبوب کی خدمت کے بغیر نہیں جا سکتا۔

2- لغت:

لاف: ڈھینگ۔ ہواداری: خیرخواہی' محبت۔ خسروخوبان: حسینوں کے بادشاہ۔

ترجمہ: وہ شخص جس نے تیرے چہرے کے عشق میں خیرخواہی کی ڈھینگ ماری۔ وہ شخص اے حسینوں کے بادشاہ تیرے در سے جفا کے ساتھ نہیں جاتا۔ (یعنی اے عاشق اگر تو نے اپنے محبوب کے ساتھ وفا کا دم بھرا تو تیرے ساتھ بھی جفا کاری نہیں ہو گی۔)

3- لغت:

سودازدہ: عشق زدہ' عشق کا مارا ہوا۔ سروخراماں: ٹہلتا ہوا سرو یعنی چلتا پھرتا محبوب۔

ترجمہ: میرے جیسے عشق کے مارے ہوئے شخص کے خیال سے اُس چلتے پھرتے اور ٹہلتے ہوئے سرو (محبوب) کی صورت ایک لمحے کے لئے بھی نہیں گئی۔ (یعنی میرے ذہن میں محبوب کی تصویر ہر ہنگام موجود رہی۔)

4- لغت:

کار حسن تو رسیدہ ست: تیرے حسن کا کام تو پہنچ گیا۔ بہ جائے کہ سزد: اس جگہ جس کے وہ لائق تھا۔

ترجمہ: اے میرے محبوب تیرے حسن کا کام تو اس مقام تک پہنچ گیا جس کے وہ لائق تھا کہ تیرے وعدے کے مطابق حضرت یوسف علیہ السلام کی بات نہیں چل سکتی۔ (یہ ایک تلمیح ہے حضرت یوسف علیہ السلام اپنے زمانے کے حسین ترین شخص تھے اور اُن کے حسن کے چرچے زبان زد عام تھے اور زلیخا نے ان کے حسن کی غیر معمولی چمک دمک کو ثابت کرنے کے لئے اپنی سہیلیوں سے ان کی ملاقات کرائی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے دیدار کے وقت زلیخا کی سہیلیوں کے ہاتھوں میں سیب اور چھریاں دیں۔ وہ حسن یوسفؑ سے اتنی متاثر ہوئیں کہ انہوں نے سیب کاٹنے کی بجائے اپنی انگلیاں کاٹ لیں۔)

5- لغت:

چشمہ حیوان: آب حیات کی نہر۔ خضر علیہ السلام: حضرت خضر علیہ السلام جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اُن کے پاس آب حیات کا کنٹرول ہے۔

ترجمہ: (اے میرے محبوب!) حضرت خضر علیہ السلام کے پاس تیرے سرخ ہونٹوں کا ذکر کر دینا چاہیئے تا کہ کوئی اور شخص آب حیات کی تمنا نہ کرے۔

(اس شعر میں بھی ایک تلمیح کی طرف اشارہ ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ آب حیات کے نگران پیغمبر ہیں۔ جو شخص چشمہ آب حیات سے پانی پی لیتا ہے' وہ حیات جاوداں پا جاتا ہے۔ اس شعر میں شاعر نے اپنے محبوب کے سرخ ہونٹوں کی تعریف کرتے ہوئے بیان کیا کہ جو شخص محبوب کے ہونٹوں سے لطف اندوز ہو جاتا ہے وہ بھی حیات جاودانی پا جاتا ہے اور اس بات کا ذکر حضرت خضر علیہ السلام تک بھی ہو جانا چاہیئے تا کہ انہیں پتہ چل جائے کہ حیات بخش چیزیں اور بھی ہیں۔)

6- ترجمہ: باغبان اگر تیرے خوبصورت چہرے کو دیکھ لے تو وہ گلستان میں کبھی بھی پھول چننے کے لئے نہ جائے۔

7- ترجمہ: تیرے وصال کے بعد میرے دل و دماغ میں گلستان و بہشت کا خیال نہیں رہا جس شخص کے ذہن میں تیرے حسن و جمال کا باغیچہ ہے۔ وہ گلستان کی جانب نہیں جاتا۔ یعنی محبوب کا وصال گلستان کی سیر اور جنت کی ہوا سے زیادہ اچھا ہے۔

8- ترجمہ: بدحال خسرو جو کہ دہلی شہر میں مقید ہو کر رہ گیا ہے۔ افسوس کہ اس کے بارے میں خبر خراسان کی جانب جاتی۔

——◀ ▶——

غزل......100

1- اے کہ عمر از پی سودای تو دادیم بہ باد
یاد می دار کہ از مات نمی آید یاد

2- عہدھا بستی و میداشتم امید وفا
اے امید من و عہد تو سراسر ہمہ باد

3- ماجرای دل گم گشتہ بے نام و نشان
ہر کہ را باز نمودیم نشانے بہ تو داد

4- آفرین بر سر آن دست کزان خواہد یافت
گرہ کار من از بند قبای تو کشاد

-5 گر نبردے ز سر گیسوی مشکین تو بوی
محنت آن ہمہ غم از چہ کشیدے شمشاد

-6 کام خسرو بدہ' اے خسرو خوبان کہ شدہ ست
لعل جان بخش تو شیریں و دل او فرہاد

شعر نمبر 1 ترجمہ: (اے میرے محبوب) ہم نے اپنی ساری عمر تیرے عشق میں برباد کر دی۔ ایک بات یاد رکھ کہ کیا موت تجھے یاد نہیں آتی۔

2- ترجمہ: تم نے بہت سے وعدے کئے اور ہم وفا کی اُمید کرتے رہے۔ (کتنے افسوس کی بات ہے) کہ میری اُمید اور تیرے وعدے سب سراسر ضائع گئے۔

3- ترجمہ: اپنے گم شدہ دل جو بے نام ونشان ہو گیا' کا تذکرہ ہم نے جس سے بھی کیا تو اس نے تمہارا ہی پتہ بتایا۔ (جس سے ہم نے اپنے دل کے گم ہونے کی بات کی تو اس نے تیرے جیسے بے وفا محبوب کی ہی نشان دہی کی کہ بس وہی ظالم دل چرا کے لے گیا اور اس کو بے نام ونشان کر دیا۔)

4- ترجمہ: اس ہاتھ کے آفرین کہ جس کے ذریعے تیری قبا کے بند سے میرے کام کی گرہ کھل گئی۔

5- ترجمہ: اگر شمشاد کا درخت تیرے خوشبو دار گیسوؤں سے خوشبو حاصل کر کے نہ لے جاتا تو وہ اس سارے غم کی تکلیف کو کیوں برداشت کرتا۔

6- ترجمہ: اے حسیناؤں کے بادشاہ! خسرو کی مراد پوری کر کیونکہ تیری ذات شیریں کی طرح جان بخش لعل کی حیثیت رکھتی ہے اور اس خسرو کے دل کی حیثیت فرہاد کی سی ہے۔ (یعنی خسرو کا دل غمزدہ ہے۔ فراق کی آگ میں جل رہا ہے اور اس کو پانے کے لئے سرتوڑ کوشش کر رہا ہے جبکہ وہ محبوب شیریں کی طرح خوبصورت اور جان کو تقویت دینے والے لعل کی مانند ہے۔)

——◄ ►——

غزل......101

-1 خبرم رسیدہ امشب کہ نگار خواہی آمد
سر من فدای راہے کہ سوار خواہی آمد

-2 بہ لب آمدہ ست جانم' تو بیا کہ زندہ مانم
پس ازان کہ من نمانم' بہ چہ کار خواہی آمد؟

-3 غم و غصہ فراقت بکشم چنانکہ دانم
اگرم چو بخت روزے بہ کنار خواہی آمد

4- دل و جان ببرد چشمت بہ دو کعبتین و زین پس
دو جہانت داؤ اگر تو بہ قمار خواہی آمد

5- منم و دلے و آہے رہ تو درون این دل
مرد ایمن اندرین رہ کہ فگار خواہی آمد

6- می تست خون خلقے و ہمی خوری دمادم
مخور این قدح کہ فردا بہ خمار خواہی آمد

7- ہمہ آھوان صحرا سر خود نہادہ برکف
بہ اُمید آن کہ روزے بہ شکار خواہی آمد

8- بہ یک آمدن ببردی دل و جان صد چو خسرو
کہ زید اگر بدینسان دو سہ بار خواہی آمد

شعر نمبر 1 ترجمہ: مجھے خبر ملی ہے کہ اے میرے محبوب تو آج رات آئے گا۔ میرا سر اس راہ پر قربان جس راہ پر تو سوار ہو کر آئے گا۔

2- ترجمہ: میری جان ہونٹوں پر آ گئی ہے (اے محبوب تو) آ جا کہ میں زندہ رہوں۔ اس کے بعد جبکہ میں زندہ نہ رہوں گا تو پھر تو کس کام کے لئے آئے گا۔

3- ترجمہ: تیری جدائی کا غم اور دُکھ میں جس طرح برداشت کر رہا ہوں' وہ میں ہی جانتا ہوں۔ (اس غم و غصہ کو میں مار ڈالوں گا۔ اس روز جب کہ تو میرے پہلو میں آئے گا۔)

4- لغت:

کعبتین: قمار بازی کے دو پانسے جو چوکور ہڈی (پلاسٹک یا پتھر) کے شش پہلو ہوتے ہیں اور ہر پہلو پر ایک سے چھ تک عدد (یا نشان) کندہ ہوتے ہیں۔

ترجمہ: تیری دو آنکھیں دل و جان چھین کر لے گئیں۔ اپنے اُن پانسو (کعبتین) کے ذریعے۔ اس کے بعد دونوں جہان تیرے داؤ پر لگ جائیں اگر تو قمار بازی کے لئے آ جائے گا۔

5- لغت:

ایمن: بے خوفی' امن و امان۔ فگار: زخمی' مجروح۔

6- ترجمہ: تیری شراب تو لوگوں کا خون ہے اور تو اس کو لگاتار پیتا جا رہا ہے۔ اس پیالے کو مت نوش کر کہ کل کو تم نے بھی خماری کی حالت میں آنا ہے۔ (یعنی کل تو بھی خمار کی صورت میں آئے گا جبکہ تمہارا نشہ ٹوٹ رہا ہو گا اور پتہ چلے گا کہ تم نے لوگوں کا خون پیا ہے۔)

7- ترجمہ: جنگل کے تمام ہرنوں نے اپنے سر اُتار کر اپنے ہاتھوں میں رکھ لئے ہیں اس امید پر کہ کسی روز تو شکار کے

لئے ضرور آئے گا۔

8- ترجمہ: تیری ایک آمد (تیرے ایک بار آ جانے سے) خسرو کی طرح کے سینکڑوں دل و جان لے گئی۔ اگر تو اسی طرح زندہ ہے تو پھر تو دو تین بار ضرور آئے گا۔

—◄ ►—

غزل......102

1- گل نو رسید، بوئے ز بہار من نیامد
چہ کنم نسیم گل را کہ ز یار من نیامد

2- دل من چرا چو غنچہ نشود دریدہ صد جا؟
کہ صبا رسید و بوئے ز نگار من نیامد

3- اگر، اے حریف، داری نظرے بہ روی یارے
بہ بہار خویش خوش شو کہ بہار من نیامد

4- ہمہ عمر تشنہ بودم بہ امید آب حیوان
بہ جز آب شور دیدہ بہ کنار من نیامد

5- شب و روز جدول خون بہ دو رُخ چہ سود دارد؟
چو ستارۂ سعادت بہ کنار من نیامد

6- منم و خرابہ غم ز خوشی خبر ندارم
چو ازان دیار مرغے بہ دیار من نیامد

7- من خون گرفتہ کردم نظرے و کشتہ گشتم
تو بدان کہ او بہ عمدا بہ شکار من نیامد

8- بہ شب نشاط، یارا، چہ خبر ترا ز خسرو
کہ بجانب تو روزے شب تار من نیامد

شعر نمبر 1 لغت:

گل نو: تازہ تازہ کھلا ہوا پھول۔ نسیم گل: مراد پھول کی خوشبو۔

ترجمہ: تازہ پھول کھل گئے لیکن مجھے میری بہار کی خوشبو نہیں آئی۔ میں نوشگفتہ پھول کی خوشبو کو کیا کروں۔ میرا یار تو نہیں آیا (میرا محبوب نہیں آیا)۔

2- لغت:

دریدہ مدجا: سوجگہوں سے پھٹا ہوا۔ مراد پھول کی وہ کھلی ہوئی پتیاں ہیں جو کئی چھوٹی پتیوں کے مجموعے کو یکجا کر کے پھول بنتی ہیں۔ نگار: محبوب' معشوق۔

ترجمہ: میرا دل نوشگفتہ غنچہ کی طرح کئی پتیوں کے مجموعے والے پھول کی مانند کیوں نہیں کھلا کیونکہ باد صبا تو پہنچ گئی ہے لیکن میرے محبوب کی خوشبو مجھ تک نہیں پہنچی۔

3- ترجمہ: اے میرے حریف! اگر تیری نظر محبوب پر پڑ گئی ہے تو اپنی بہار پر ضرور خوش ہو جا۔ (اور اس بات پر بھی خوش ہو کہ) میری بہار مجھ تک نہیں آئی۔

4- لغت:

آب حیوان: آب حیات۔ آب شور: اشک غم' کھاری پانی۔

ترجمہ: میں ساری عمر اس امید پر پیاسا رہا کہ آب حیات میسر آئے گا لیکن مجھے سوائے اشک غم کے اور کچھ نصیب نہ ہوا' مجھے کچھ اور نہ ملا۔

5- لغت:

جدول: نہر' کھیت میں پانی دینے کی نالی۔ سعادت: نیک بختی۔ بہ کنار من: میرے پہلو میں یعنی میرے پاس۔

ترجمہ: صبح شام خون کی نہر دو اطراف سے بہنے کا مجھے کیا فائدہ جبکہ میری نیک بختی کا ستارہ مجھے حاصل نہیں ہو جاتا (میرے پاس نہیں آ جاتا)۔

6- لغت:

خرابۂ غم: غم کا ویران مکان مراد غم رسیدہ میرے حالات۔ ازان دیار: اس شہر سے مراد محبوب کے شہر سے۔

ترجمہ: میں ہوں اور میرا غم سے بھرا ہوا مکان۔ یعنی میں بہر سو غم رسیدہ ہوں اور مجھے خوشی کی کوئی خبر نہیں ہے۔ بالخصوص اس وقت جبکہ مجھے میرے محبوب کی جانب سے مجھ تک کوئی خبر نہیں ملتی۔ (جب تک میرے محبوب کے دیار سے میرے شہر تک کوئی خبر نہیں پہنچتی اس وقت تک مجھے کوئی خوشی حاصل نہیں۔)

7- لغت:

خون گرفتہ: اجل رسیدہ جس کی موت آئی ہو۔ تو بدان: تو سمجھ لے' عمداً' جان بوجھ کر۔

ترجمہ: میں اجل رسیدہ نے جب اس پر نظر ڈالی تو مارا گیا تو بس یہ سمجھ لے کہ وہ (محبوب) جان بوجھ کر میرا شکار کرنے کے لئے سامنے نہیں آیا۔ (یعنی میری تو موت آئی ہوئی تھی کہ میری نظر اس پر پڑ گئی لیکن وہ دیدہ دانستہ میرے شکار کے لئے نہیں آیا تھا۔ میں ہی اس کو دیکھ کر مارا گیا۔)

8- لغت:

شب نشاط: خوشیوں سے بھری رات۔ شب تار: اندھیری غموں سے بھری رات۔

ترجمہ: اے دوست! تجھے خوشیوں سے بھری ہوئی رات میں (بے چارے) خسرو کی کیا خبر کہ تیری جانب سے کسی روز بھی میری غموں سے بھری ہوئی رات کے بارے میں کوئی خبر نہیں ملی۔

غزل......103

1- سبزہ ہا نو دمید و یار نیامد
تازہ شد باغ و آن نگار نیامد

2- نوبہار آمد و حریف شرابم
بہ تماشای نوبہار نیامد

3- چشم من جویبار گشت ز گریہ
سرو من سوی جویبار نیامد

4- آمد آن گل کہ باز رفت ز بستان
وہ کہ آن آشنای یار نیامد

5- عمر بگذشت و زان مسافر بدخو
یکے سلامے بہ یادگار نیامد

6- خوبرویان بسے بدیدم لیک
دل گم گشتہ برقرار نیامد

7- با چنین آہ و اشک چون باران
شاخ اُمید من بہ بار نیامد

8- آن صبوری کہ تکیہ داشت بر او دل
در چنین وقت ہیچ کار نیامد

9- خون دل خوردم و بسوختم آرے
بر کس آن بادہ خوشگوار نیامد

10- آنچہ از غم گذشت بر دل خسرو
ہر کرا گفتم استوار نیامد

شعر نمبر 1 ترجمہ: تازہ سبزہ اُگ پڑا ہے اور دوست نہیں آیا۔ پورا گلستان (پھولوں سے) تازہ ہو گیا ہے لیکن ابھی تک محبوب نہیں آیا۔

2- ترجمہ: تازہ بہار آ گئی ہے اور میرے ساتھ بیٹھ کر شراب پینے والا ساتھی اس نو بہار کو دیکھنے کے لئے ابھی تک نہیں آیا۔

3- ترجمہ: رو رو کر میری آنکھ ایک نہر کی شکل اختیار کر گئی ہے لیکن مرا سرو (یعنی میرا معشوق) اس نہر کی جانب ابھی تک نہیں آیا۔

4- ترجمہ: وہ پھول (معشوق) آیا تو ضرور لیکن واپس چلا گیا۔ افسوس کہ وہ یار کو چاہنے والا نہیں آیا۔

5- ترجمہ: ساری عمر گزر گئی ہے اور اس بدخصلت (معشوق) کی جانب سے بطور یادآوری کوئی سلام تک نہیں آیا۔

6- ترجمہ: میں نے بہت سے حسین دیکھے ہیں لیکن میرے گم گشتہ دل کو قرار نہیں آیا۔

7- ترجمہ: میری اس قسم کی آہ و بکا اور رونے دھونے کے باوجود جو کہ بارش کی طرح برس رہا ہے۔ میری اُمید کی شاخ کو ابھی تک کوئی پھل نہیں لگا ہے۔ (میرے رونے دھونے سے بھی کوئی اُمید بر نہیں آتی۔ بارش کی طرح آنسو بہانے سے اُمید کی ٹہنی بارآور نہیں ہوئی۔)

8- ترجمہ: جس دل کے صبر کو اس کا سہارا تھا۔ ان حالات میں وہ صبر بھی کسی کام کا نہیں رہا۔ وہ صبر بھی کسی کام نہیں آیا۔

9- ترجمہ: میں نے دل کا خون پیا اور جل کر خاکستر ہو گیا۔ ہاں کسی کو وہ شراب (خون دل) خوشگوار نہ لگی۔ (یعنی میں نے محبوب کی خاطر خونِ دل بہا دیا لیکن کسی کو اس کا لطف ہی نہ آیا۔)

10- ترجمہ: غم کی وجہ سے خسرو کے دل پر جو کچھ بھی گزری۔ اسے میں نے جس کے سامنے بیان کیا۔ اس کو اچھا نہیں لگا۔ (اس نے درست نہیں جانا۔ اس کو وہ بیان مضبوط نہیں لگا۔)

——◄ ►——

غزل......104

1- صبا آمد ولے دل باز نامد
غریب ما بہ منزل باز نامد

2- بہ دریا غرقہ شد رخت صبوری
کہ کشتی سوی ساحل باز نامد

3- دل ما رفت با محمل نشینے
رود جان ہم کہ محمل باز نامد

4- گرفتار است دل اے پندگو بس
کزین افسانہ ھا دل باز نامد

5- بہ عشقم مست بگذارید' زیراک
کس از میخانہ عاقل باز نامد

6- خلاص غیر کن' اے زلف لیلیٰ
کہ مجنون را ازان دل باز نامد

7- نصیحت زندگان را کرد باید
کز افسون مرغ بسمل باز نامد

8- بہ وادی غمش گم گشت خسرو
کہ کس از راہ مشکل باز نامد

شعرنمبر 1 ترجمہ: بادصبا آ گئی لیکن دل واپس نہیں آیا۔ ہمارا پردیسی اپنی منزل کو واپس نہ آیا۔
2- ترجمہ: صبر کا تمام تر سازوسامان دریا میں غرق ہو گیا کیونکہ کشتی منزل تک واپس نہ آئی۔
3- ترجمہ: ہمارا دل محمل میں بیٹھنے والے کے ساتھ چلا گیا (مراد معشوق کے ساتھ) ہماری تو جان پر بنی ہوئی ہے کہ محمل بھی واپس نہیں آئی۔
4- ترجمہ: دل بہت پریشان ہے۔ اے نصیحت کرنے والے بس کر کیونکہ ان انسانوں سے دل واپس نہیں آتا۔
5- ترجمہ: مجھے میرے عشق میں مست ہی رہنے دو کیونکہ کوئی عقل مند شخص مے خانے سے واپس نہیں آیا۔
6- ترجمہ: اے زلف لیلیٰ! غیر سے لاتعلقی اختیار کر کیونکہ اس سے مجنوں کا دل تو واپس نہیں آیا۔
7- ترجمہ: نصیحت تو زندہ لوگوں کو ہی کی جانی چاہئے کیونکہ جادو کرنے سے بھی زخمی پرندہ لوٹ کر نہیں آیا۔
8- ترجمہ: خسرو! اس کے غم کی وادی میں گم ہو گیا کیونکہ کوئی شخص اس مشکل راستے سے واپس نہیں آیا۔

غزل......105

1- روزے اگر آن ماہ بہ مہمان من آید
دوران فلک در تہ فرمان من آید

2- دیوانہ دلے داشتم' آوارہ شد از من
کے باز درین سینۂ ویران من آید

3- ہر صبحدم از گریہ شود خون دلم آب
کز باد نسیم گل خندان من آید

4- من دانم و من، چاشنی درد تو، جانا
حاشا که طبیب از پی درمان من آید

5- جانم تو ستان، باز تنم خاک ستاند
آندم که اجل در طلب جان من آید

6- در کوی تو نایم که پریشان شودت دل
گر چشم تو بر حال پریشان من آید

7- دانی که چها میگذرد بر دل خسرو
در گوش تو گر نالہ و افغان من آید

شعرنمبر 1 ترجمہ: اگر کسی دن میرا محبوب میرا مہمان بن کر آ جائے تو آسمان کی پوری گردش میرے ماتحت ہو جائے۔

2- ترجمہ: میرا دل تو دیوانہ تھا ہی' یہ اور زیادہ آوازہ ہو گیا ہے۔ (دیکھئے) کب یہ (دیوانہ دل) پھر لوٹ کر میرے سینے میں آتا ہے۔

3- ترجمہ: ہر روز صبح کے وقت ہی روتے روتے میرا دل خون ہو جاتا ہے کہ کب بادنسیم کے ساتھ میرا مسکراتا ہوا اور ہنستا ہوا محبوب آتا ہے۔

4- ترجمہ: اے محبوب! میں جانتا ہوں اور میں تیرے درد کی چاشنی کو بھی جانتا ہوں۔ خدا کرے جلدی میرا طبیب (میرا محبوب) میرے علاج کے لئے آ جائے۔

5- ترجمہ: اس وقت کہ اجل میری جان لینے کو آ جائے تو میری جان لے لے۔ پھر میرے تن بدن کو خاک کے سپرد کر دیں گے۔ (یعنی موت کے آنے سے پہلے ہی تو میری جان قابو کر لے پھر خاک تو ہو ہی جائیں گے۔)

6- ترجمہ: میں تیرے کوچے میں نہیں آتا کیونکہ تیرا دل میرا پریشان حال دیکھ کر خود پریشان ہو جاتا ہے۔

7- ترجمہ: تو جانتا ہے کہ جب تیرے کانوں میں میرے نالہ و فغاں کی آواز پہنچتی ہے تو خسرو کے دل پر کیا کیا گزرتی ہے۔

——◄ ►——

غزل......106

1- بہار بے رُخ گلرنگ تو' چہ کار آید؟
مرا یک آمدنت بہ کہ دہ بہار آید

2- اگر دو اسپہ دواند بہ گرد تو نرسد
گل پیادہ کہ او بر صبا سوار آید

3- مرا چو موی سرت ساخت چشم جادویت
که موی سر ز پی جادوئی به کار آید

4- ہزار کشتہ بہ فتراک گیسو آویزاں
ہمی رود چو سوارے کہ از شکار آید

5- غم تو بار گراں است، لیک چون از تست
دلم گران نشوذ گر ہزار بار آید

6- توئی مراد دل و کے بود ز آمدنت
مراد خسرو بیچارہ در کنار آید؟

شعرنمبر 1 لغت:

رُخِ گلرنگ: گلاب کے پھول جیسا چہرہ۔ چہ کار آید: کس کام کی۔

ترجمہ: تیرے گلاب کے پھول جیسے چہرے کے بغیر بہار کس کام کی۔ میرے لئے تیرا ایک بار آنا بہتر ہے بہ نسبت دس بار بہار کے آنے سے۔

2- لغت:

دو اسپہ: مراد تیز رفتار سوار۔ گل پیادہ: پیدل چل کر آنے والا پھول مراد محبوب۔

ترجمہ: اگر کوئی اُس کو جا ملنے کے لئے تیز رفتار گھوڑا بھی دوڑائے تو وہ اس کی خاک کو بھی نہ مل سکے۔ میرا وہ پیدل چلنے والا محبوب جب آتا ہے تو ایسے ہوتا ہے کہ بادِ صبا پر آ رہا ہے۔

3- لغت:

چشمِ جادویت: تیری جادو کر دینے والی آنکھ۔ پی جادوئی: جادو کرنے کے لئے۔

ترجمہ: تیری جادو کر دینے والی آنکھ نے مجھے تیرے سر کا ایک بال بنا ڈالا۔ (اتنا کمزور ہو گیا کہ سر کے بال کے برابر ہو گیا۔) (چلو ٹھیک ہے) سر کا بال جادو کرنے کے کام آئے گا۔

4- لغت:

ہزار کشتہ: بہت سے ہلاک شدگان مراد عشق زدہ۔ فتراک: شکار بند، وہ تسمہ جو زین کے ساتھ آگے پیچھے لگا ہوتا ہے اور جس میں شکار لٹکایا جاتا ہے۔ آویزاں: لٹکے ہوئے۔

ترجمہ: (اے میرے محبوب) جب تو سوار ہو کر شکار کی غرض سے آتا ہے تو ہزاروں ہلاک شدگان (تیرے) گیسوؤں کے شکار بند کے ساتھ آویزاں ہمراہ چلے آتے ہیں۔

5- ترجمہ: تیرا غم (میرے لئے) ایک بہت بھاری غم کی حیثیت رکھتا ہے لیکن (اے محبوب) تیری طرف سے آنے والا غم میرے دل کے لئے بھاری نہیں ہے۔ چاہے وہ ہزار بار آتا رہے۔

6- ترجمہ: (اے میرے محبوب) تو ہی میرے دل کی مراد ہے۔ وہ وقت کب آئے گا کہ تیری آمد سے بے چارے خسرو کی مراد پوری ہوگی بالخصوص جب تو اس کے پہلو میں ہوگا۔

غزل......107

1- ندانم تا چہ باد است این کہ از گلزار می آید
کزو بوی خوش گیسوی آن دلدار می آید

2- بیا ساقی و پیش از مردنم مے دہ کہ جان از تن
بہ استقبال خواہد شد کہ بوی یار می آید

3- مگر بیدار شد بختم کہ آن روئے کہ در خوابم
نبود امید پیش دیدۂ بیدار می آید

4- ز بادہ خوبہای خویش می نوشم کہ باز از وے
مرا در سینہ غم ھای کہن درکار می آید

5- بلا گر بر سرم بسیار آید زآن نمی ترسم
بلا این است کاو اندر دلم بسیار می آید

6- چو تو با دیگرانی مردن آسان شد مرا زیرا
بہ جان دیگرانم زیستن دشوار می آید

7- بہ یاد پایت از مژگان ہمی روبد رہت خسرو
ندارد آگہی ار دیدہ خود بر خار می آید

شعر نمبر 1 ترجمہ: میں نہیں جانتا کہ یہ کیسی ہوا ہے جو کہ گلزار سے آ رہی ہے۔ اس سے میرے اس دلدار کے گیسوؤں کی خوشبو آ رہی ہے۔

2- ترجمہ: اے ساقی تو آ اور میرے مرنے سے پہلے مجھے شراب دے کیونکہ تن سے نکل کر جان اس کے استقبال کے لئے آگے جائے گی کیونکہ دوست کی خوشبو آ رہی ہے۔

3- ترجمہ: شاید میری قسمت جاگ اُٹھی ہے کیونکہ وہ چہرہ جس کی مجھے یہ اُمید نہ تھی کہ خواب میں بھی آئے گا۔ وہ میری جاگتی ہوئی آنکھوں کے سامنے آ رہا ہے۔

4- ترجمہ: شراب میں میں اپنا ہی خون پی رہا ہوں کیونکہ پھر اس کی وجہ سے میرے سینے میں وہی پرانا غم اپنا کام کر رہا ہے۔

5- ترجمہ: میرے سر پر چاہے بہت سے بلائیں آئیں۔ اُن سے میں نہیں ڈرتا۔ بلا تو وہ ہے جو میرے دل ہی کے اندر بہت مرتبہ آ رہی ہے۔ (یعنی محبوب کے فراق کے غم کی بلا۔)

6- ترجمہ: جب تو دوسروں کے ساتھ ہوتا ہے۔ میرے لئے مرنا آسان ہو جاتا ہے کیونکہ دوسروں کی جان کے لئے زندہ رہنا میرے لئے دشوار ہے۔

7- ترجمہ: خسرو اپنی آنکھوں کی پلکوں سے تیری یاد میں جھاڑو دیتا ہے۔ اس کو نہیں معلوم کہ وہ اپنی آنکھوں کے ساتھ اس راستے میں پڑے کانٹوں پر آ جائے۔

غزل......108

1- بوئے ز سر زلف نگارین بہ من آرید
یک تار ازان طرۂ مشکین بہ من آرید

2- مخمورم و جانم بہ سوی مے نگران است
آن بادہ کہ در داد نخستین بہ من آرید

3- خواہید کہ از خاک برآیم پس صد سال
از میکدہ بوی می رنگین بہ من آرید

4- ہر گہ کہ غمے گشت پدید از دل، گفتم
غم را نخورد جز دل غمگین، بہ من آرید

5- جان می سپرد از غم ہجران تو خسرو
روزے خبر عاشق مسکین بہ من آرید

شعر نمبر 1 ترجمہ: محبوب کے سر کی زلف کی خوشبو مجھے لا دیجئے۔ اس خوشبودار زلف کے بال مجھے لا دیجئے۔

2- ترجمہ: میں تو شراب کے نشے میں مخمور ہوں اور میری جان شراب کے بارے میں فکرمند ہے۔ مجھے وہ شراب لا دیجئے جو تازہ بتازہ ہو۔

3- ترجمہ: اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں سو سال کے بعد بھی قبر سے باہر نکل آؤں تو مے خانے سے رنگین شراب کی بو مجھے لا دیجئے۔

4- ترجمہ: جس جگہ میرے دل سے غم ظاہر ہوا تو میں نے کہا۔ غمگین دل کو سوائے غم کے اور کوئی نہیں کھا سکتا۔ مجھے وہ غم لا دیجئے۔

5- ترجمہ: خسرو تیری جدائی کے غم کی وجہ سے جان قربان کرتا ہے۔ کسی روز مسکین عاشق کی خبر مجھ تک لا دیجئے۔

غزل......109

-1 چو زلفش فتنہ شد بر جان، دلم آباد کے ماند
غم ہجران ز حد بیرون، درونم شاد کے ماند

-2 مکن عیب، ار بنالد جان چو نقد تن ہمہ بردی
کسے کش خانہ غارت گشت بے فریاد کے ماند

-3 ملامت بیہدہ ست آزادگان را بر سر کویت
کسے کان روی بیند از بلا آزاد کے ماند

-4 دلے داری کہ دردے نازمودہ ست از بلا ہرگز
من ارچہ درد خود گویم، برآن دل یاد کے ماند

-5 در آندم کز کرشمہ ناز در سر میکند شیرین
صبوری در دل شوریدۂ فرہاد کے ماند

-6 بہ قلاشی و رسوائی چہ جای طعن بر خسرو؟
چو عشق افتاد در سرٔ عقل را بنیاد کے ماند

شعر نمبر 1 ترجمہ: جب تیری زلف میری جان کے لئے عذاب بن گئی تو میرا دل آباد کیسے رہ سکتا ہے۔ جدائی کا غم جب حد سے گزر گیا تو میرا اندر سے دل خوش کیسے رہ سکتا ہے۔

2- ترجمہ: برائی مت کر، اگر جان نالہ و فریاد کرتی ہے جبکہ (اے محبوب) تو اس کی جان کی نقد چھین کر لے گیا جس شخص کا گھر غارت گری کا شکار ہو گیا ہو وہ فریاد کئے بغیر کیسے رہ سکتا ہے۔

3- ترجمہ: تیرے کوچے کے پاس موجود تیرے عاشقوں کو ملامت بے ہودہ کی جاتی ہے۔ بھلا وہ شخص جو تیرا چہرہ دیکھ لے وہ بلا سے آزاد کیسے رہ سکتا ہے۔ (وہ تو گرفتار بلائے عشق ہو ہی جاتا ہے۔)

4- ترجمہ: تیرے پاس جو دل ہے، وہ ناتجربہ کار اور درد سے ناآشنا ہے اور بلائے درد سے ناواقف ہے۔ میں اگرچہ اپنے دل کا حال بیان کر رہا ہوں لیکن اُس کے دل کو میرے دل کا حال کیسے یاد آ سکتا ہے۔

5- ترجمہ: اس وقت جب شیریں کے ناز کے کرشمے سر میں سما جاتے ہیں تو اس وقت بدحال اور شوریدہ سر فرہاد کے دل میں صبر کب باقی رہ سکتا ہے۔

6- ترجمہ: خسرو کو قلاشی اور رسوائی کے طعنے دینے کا کیا فائدہ ہے۔ جب اس کے سر میں عشق سما گیا تو عقل کی بنیاد باقی کیا رہی۔ (عشق سر میں سمایا تو عقل کی وہاں کوئی جگہ نہیں رہی۔)

غزل......110

1- جہان چہ بینم' چون دیدنی نمی ارزد
خوش است دھر بہ پرسیدنی نمی ارزد

2- ازانست خواب اجل چشم بند جملہ جہان
کہ نقش ہای جہان دیدنی نمی ارزد

3- مکن ز چرخ مدوّر گلہ' چو میدانی
کہ دور جام بہ جولیدنی نمی ارزد

4- مرو بہ درگہ خلق جہان کہ در دنیا
ہمہ متاع بہ کوبیدنی نمی ارزد

5- مخند شاد بہ زرھای زعفرانی رنگ
بہ جان تو کہ بہ خندیدنی نمی ارزد

6- ہزار گونہ گل است اندرین چمن' لیکن
چو بیوفاست ہمہ' چیدنی نمی ارزد

7- مخور بہ رفق غم یار بے خرد' خسرو
کہ پشت گاو بہ خاریدنی نمی ارزد

شعر نمبر 1 لغت:

دیدنی نمی ارزد: دیکھنے کے لائق ہی نہیں۔ پرسیدنی نمی ارزد: دریافت کرنے کے قابل نہیں۔

ترجمہ: میں اس جہان کو کیا دیکھوں۔ یہ تو دیکھنے کے لائق ہی نہیں۔ زمانہ اچھا ہے' ٹھیک ہے۔ دریافت کرنے کے قابل نہیں ہے۔

2- لغت:

از آنست: اسی کی وجہ سے ہے۔ خواب اجل: موت کی نیند۔ چشم بند جہان: دنیا سے آنکھ بند کئے ہوئے۔ دیدنی نمی ارزد: دیکھنے کے لائق نہیں۔

ترجمہ: اس کی وجہ سے موت کی نیند دنیا سے آنکھ بند کئے ہوئے ہے۔ (نہیں دیکھتی کون کس وقت مرتا ہے) چنانچہ اس رنگین دنیا کے نقوش (عارضی و فانی ہونے کی بناء پر) دیکھنے کے لائق نہیں ہیں۔

3- لغت:

چرخ مدور: گھومنے والا آسمان' فلک گردش کناں۔ جولیدنی: مراد شراب کے جام کا محفل میں پوری طرح پھر کر واپس میخوار کے پاس آ جانا۔

ترجمہ: اس گردش گردون کا کوئی گلہ مت کر کیونکہ تو جانتا ہے کہ دور جام کا گھوم کے واپس میخوار کے پاس آ جانا کوئی وقعت نہیں رکھتا۔

4- لغت:

مرو: مت جا۔ بہ خلق در گہہ جہان: دنیا والوں کی دہلیز پر۔ ہمہ متاع: تمام تر دولت۔ کوبیدنی: کوب کے معنی ہیں وہ کوزہ جس کا نہ کوئی دستہ ہو نہ ٹونٹی' گڑوا' گلاس۔ یہاں مراد یہی بے سروپا کوزہ ہے' حقیر سے برتن۔

ترجمہ: اس دنیا والوں کی دہلیز پر مت جا کہ اس دنیا میں جتنی بھی متاع ہے' اس کی قیمت اس ایک کوزے کے برابر بھی نہیں جس کا نہ کوئی دستہ ہو نہ ٹونٹی (یعنی حقیر برتن کی سی)۔ یعنی دنیا کی حقیقت ہی ناچیز ہے اس لئے دنیا والوں کے پاس جا کر کیا ملے گا۔

5- لغت:

مخند: مت ہنس' خندیدن ہنسنا مصدر سے فعل نہی ہے۔ زرھای زعفرانی رنگ: زعفران جیسے سونے کا رنگ۔

ترجمہ: زیادہ خوش ہو کر کھلکھلا کر اس زر وسیم پر مت خنداں ہو۔ تیری جان کے مقابلے میں یہ ہنسنا کوئی قیمت نہیں رکھتا۔

6- ترجمہ: اس چمن میں ہزاروں قسم کے پھول ہیں لیکن چونکہ یہ سب بے وفا ہیں اس لئے یہ چننے کے قابل نہیں ہیں۔

7- لغت:

رفق: نرمی' ملائمت' مہربانی۔

ترجمہ: اے خسرو! تو اپنے بے وقوف یار کا غم محض اپنی نرمی خاطر کی بناء پر مت کھا کیونکہ گلے کے پیچھے (پشیمانی کی بناء پر) خارش کرنے سے بات نہیں بنتی۔ اس سے کوئی فائدہ نہیں۔

◄►

غزل......111

1- مبند دل بہ جہان کاین جہان پشیز نیرزد
بہ ہیچ چیز مگیرش کہ ہیچ چیز نیرزد

2- اگرچہ عاقل دانندہ بر زمانہ بخندد
بہ خندۂ لب ایشان بہ ہیچ چیز نیرزد

-3 کلاه مرتبۂ خویش بین و تنگ مکن دل
که با قبای تو نہ چرخ یک تریز نیرزد

-4 ز زشت خوئی ہم صحبتان دھر حذر کن
که خوی زشت بدان صحبت عزیز نیرزد

-5 مبین بہ باد و بروتے کہ نیست مردمی او را
بہ سبلتے کہ محاسن کم است تیز نیرزد

-6 عروس دھر کنیزے ست' خسروٗ ارچہ دھندت
تمام ملک جہان ننگ آن کنیز نیرزد

شعر نمبر 1 لغت:

مبند دل: دل مت لگا۔ پشیز: کھوٹا سکہ' سب سے کم قیمت سکہ' پائی' دھیلہ' پیسہ۔

ترجمہ: اس جہان کے ساتھ دل مت لگا کیونکہ اس جہان کی قیمت ایک کھوٹا سکہ بھی نہیں ہے۔ (یہ جہان نہایت کم قیمت ہے۔ اس سے وابستگی مت رکھ۔ اس جہان کی کوئی وقعت ہی نہیں۔)

-2 لغت:

عاقل دانندہ: دانا سمجھدار باشعور عقل مند آدمی۔ نیرزد: ارزیدن مصدر کے لفظی معنی ہیں' قیمت پانا' لائق ہونا۔

نیرزد: فعل مضارع نہی ہے کوئی وقعت نہیں رکھتا' کوئی قیمت نہیں رکھتا' بے قیمت فضول چیز ہے' لائق نہیں۔

ترجمہ: اگر چہ ایک دانا' سمجھدار' باشعور شخص زمانے پر ہنستا ہے۔ اس کے ہونٹوں پر جو مسکراہٹ ہے اس کی تو کوئی قیمت ہی نہیں۔

-3 لغت:

تریز: کرتے کی کلی' کپڑے کا مثلث نما ٹکڑا' مراد چیتھڑا۔

ترجمہ: اپنے مرتبے کی ٹوپی کو ذرا دیکھ اور اپنے دل کو تنگ نہ کر کیونکہ تیری قبا کے سامنے یہ نو آسمان ایک چیتھڑے کی قیمت کے برابر بھی نہیں ہیں۔

-4 لغت:

زشت خوئی: بُری عادات۔ ہم صحبتان: دوست' ملنے جلنے والے' ہم نشین۔ دھر: زمانہ۔ حذر کن: پرہیز کر' بچ' دور رہ۔

ترجمہ: زمانے کے بدخو دوستوں کی بُری عادات سے پرہیز ہی کرتا رہ کیونکہ بُرے لوگوں کی بُری سرشت اچھی صحبت کے لائق نہیں۔

5- لغت:

بروت: مونچھ۔ سبلت: مونچھ۔ تیز نیرزد: زیادہ قیمت نہیں پاتی۔
ترجمہ: کسی شخص کی بڑی بڑی مونچھوں کی طرف مت دیکھ کیونکہ اُن میں کوئی شجاعت نہیں ہوتی۔ وہ مونچھ جس میں محاسن کم ہوں' کوئی قیمت نہیں پاتی۔ (بڑی مونچھ کا وقار تبھی قائم رہ سکتا ہے۔ جب انسان میں شجاعت' بہادری اور انسانیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہو ورنہ کچھ نہیں۔)

6- لغت:

عروس دہر: زمانے کی دلہن مراد دنیا۔ کنیزے: ایک غلام لڑکی۔
ترجمہ: اے خسرو! زمانے کی یہ دلہن یہ حسین غلام لڑکی یعنی یہ دنیا اگر تمہیں لوگ دے بھی دیں تو پورے جہان کی تمام تر ملکیت اس کنیز کے عیب وشرم کی قیمت کے لائق نہیں ہے۔

غزل......112

1- اے ہم نفسان کہ پیش یارید
این شکر چرا نمی گذارید

2- مارا مکشید چون غریبان
ہرچند شما ازین دیارید

3- جان خواہم داد زیر پایش
امروز مرا بہ من گذارید

4- گر میکشدم فدای اویم
زنہار بہ روی او میارید

5- بر دوست برید جان و عقلم
کالا ہمہ خصم را سپارید

6- اے دیدہ و دل' اگر بگریید
شاید کہ شما گناہگارید

7- اے طایفہ کہ درد تان نیست
ہیہات کہ در کدام کارید؟

8- گر در دل تان غمے نگنجد
بر سینۂ خسروش گمارید

شعر نمبر 1 ترجمہ: اے دوستو جو کہ یار کے سامنے موجود ہو۔ تم اس بات کا شکر ادا کیوں نہیں کرتے۔

2- ترجمہ: ہمیں مسافروں کی طرح مت ہلاک کرو۔ اگر چہ تمہارا تعلق اس شہر سے ہے۔

3- ترجمہ: میں اس کے پاؤں میں جان دے دوں گا۔ آج مجھے میری حالت پر چھوڑ دیجئے۔

4- ترجمہ: اگر وہ مجھے ہلاک کر دیتا ہے تو میں اس کے قربان ہوں۔ مجھے کبھی اس کے سامنے نہ لائیں۔

5- ترجمہ: میری جان میری عقل میرے دوست کے پاس لے جائیں۔ میرے تمام تر اس سامان کو میری جان کے دشمن کے سپرد کر دیں۔

6- ترجمہ: اے دیدہ اور دل اگر تم نے رونا شروع کر دیا تو شاید تم گناہ گار بن جاؤ گے۔

7- ترجمہ: اے لوگو اگر تمہارے سینے میں درد کی کسک نہیں ہے تو افسوس کی بات ہے۔ پھر تم کس کام کے ہو۔

8- ترجمہ: اگر غم تمہارے سینے میں نہیں سماتا تو اس کو خسرو کے سینے کے سپرد کر دو۔

◄►

غزل......113

1- آن کیست کہ از خدا نترسد؟
وز شست ید قضا نترسد

2- فرعون چو دید دست موسیٰؑ
کور است کہ از عصا نترسد

3- آن را کہ چو مصطفیٰ ﷺ دلیل است
در قافلہ از بلا نترسد

4- یوسفؑ بہ دو کون می فروشند
کو مرد کہ از بہا نترسد

5- خورشید کہ چتر دار شاہ است
از سایۂ ہر گدا نترسد

6- آتش ہمگی گل است و ریحان
آن را کہ جز از خدا نترسد

7- خسرو بہ طواف کوی جانان
گر سر برودٔ ز پا نترسد

شعر نمبر 1 ترجمہ: وہ کون ہے جو خدا سے نہیں ڈرتا اور قضا کے ہاتھ کے تیر سے نہیں ڈرتا۔
2- ترجمہ: فرعون نے جب حضرت موسیٰؑ کا ہاتھ دیکھا۔ وہ تو اندھا ہے جو عصا سے نہیں ڈرتا۔
یہ تلمیح ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دربار فرعون میں حاضر ہو کر معجزہ عصا و ید بیضا دکھانے کے واقعہ کی۔
3- ترجمہ: وہ شخص جس کے رہنما حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ ہوں وہ قافلے میں کسی بلا سے نہیں ڈرتا۔
یہ تلمیح ہے حضرت محمد ﷺ کے مکمل طور پر رہنما ہونے کی۔
4- ترجمہ: یوسفؑ جن کو دو کون (ہیجڑوں) کے عوض بیچ دیا گیا' وہ آدمی کسی قیمت سے نہیں ڈرتا۔
یہ تلمیح ہے حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے ہاتھوں کنویں میں گرائے جانے اور پھر وہاں سے نکالے جانے کے بعد دو ہیجڑوں کی قیمت میں فروخت ہو جانے کے واقعہ کی۔
5- ترجمہ: یہ سورج جو بادشاہ کا چھاتہ بردار ہے' وہ ہر فقیر کے سایہ سے نہیں ڈرتا۔
6- ترجمہ: آگ جو تمام تر گل گلاب ہے اور گل ریحان ہے وہ آگ سوائے خدا کے کسی اور سے نہیں ڈرتی۔
یہ تلمیح ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آگ میں پھنکوائے جانے اور آگ کا پھول بن جانے کے واقع کی۔
7- ترجمہ: اے خسرو! اگر محبوب کے کوچے کے طواف میں سر بھی چلا جائے تو جائے' وہ پاؤں سے نہیں ڈرتا۔ وہ بھاگے گا نہیں۔

—— ◄ ► ——

غزل......114

1- بے یاد تو غم جہان نسوزد
بے آہ من آسمان نسوزد

2- پیش رُخ آتشین تو شمع
سوزندٔ ولے چنان نسوزد

3- گر شمع نخوانمت مشو گرم
زآتش گفتن زبان نسوزد

4- بے رنگ رخ تو زآتش غم
سرمایۂ دوستان نسوزد

5- سوزد دل خوذ اگر بگویم
دل نیست کہ در زمان نسوزد

6- آتش بہ چنان دلے در افگن
کاندر غم دوستان نسوزد

7- از غمزہ مسوز عالمے را
تا بندہ در آن میان نسوزد

8- زینسان کہ بسوخت خسرو از آہ
نبود عجب ار جہان نسوزد

شعر نمبر 1 ترجمہ: تیری یاد کے بغیر جہان کا غم نہیں جل جاتا۔ میری آہ کے بغیر آسمان بھی نہیں جل جاتا۔
2- ترجمہ: تیری آگ جیسی صورت کے سامنے شمع لوگ جلاتے تو ہیں لیکن ویسی نہیں جلتی۔
3- ترجمہ: اگر میں تمہیں شمع نہ کہوں تو گرم مت ہونا کیونکہ صرف آگ کہہ دینے سے زبان نہیں جل جاتی۔
4- ترجمہ: تیرے غم کی آگ سے تیرے چہرے کے رنگ کے بغیر دوستوں کا سرمایہ بھی نہیں جل پاتا۔
5- ترجمہ: اگر میں کہوں کہ وہ دل دل نہیں جو زمانے میں نہیں جل جاتا تو خود دل جل جاتا ہے۔
6- ترجمہ: دل میں اس طرح آگ روشن کر دے کہ وہ دوستوں کے غم میں جلنے نہ پائے۔
7- ترجمہ: غمزہ سے اس دنیا کو مت جلا تا کہ بندہ اس کے اندر آ کر جل نہ جائے۔
8- ترجمہ: آہ سے خسرو اس طرح جل گیا کہ عجب نہیں تھا کہ سارا جہان جل جائے۔

◄►

غزل......115

1- گر کنی یاری وگر آزار، بر من بگذرد
ہرچہ میخواہی بکن، اے یار، بر من بگذرد

2- گفتی، ار من بگذرم زینسو، بود بر تو ستم
این ستم اے کاشکے ہر بار بر من بگذرد

3- صبحدم مست شراب شوق بیرون اوفتم
بسکہ شب در نالہ ھای زار بر من بگذرد

4- زود تر خارکم کن، اے گردون، مگر بختم بود
کان خرامان سرو خوش رفتار بر من بگذرد

5- اے خوش آن دیوانگی و مستی و رسوائیم
کز پی نظارۂ آن یار بر من بگذرد

6- ہر سحرگاہے فرستم جان بہ استقبال او
تا مگر بوئے ازان گلزار بر من بگذرد

7- رفت عمر و گفتگوی عشق از خسرو نرفت
عمر باقی ہم درین گفتار بر من بگذرد

شعر نمبر 1 ترجمہ: اے میرے محبوب! اگر تو مجھ سے دوستی رکھتا ہے اور اگر تو مجھے تکلیف پہنچاتا ہے تو کرتا جا تو جو چاہتا ہے۔ اے دوست کرتا جا تو میری ذات پر جو جی چاہے کر گزر۔

(یعنی اے میرے محبوب تو میرے ساتھ کچھ بھی سلوک روا رکھے گا میں اس کو برداشت کرتا جاؤں گا' گلہ نہ کروں گا۔)

2- ترجمہ: تو نے کہا کہ اگر میں اس طرف سے گزروں تو تم پر ستم ہو گا۔ کاش کہ یہ ستم مجھ پر ہر بار ہو۔ یہ طرز ستم مجھ پر ہر بار گزرے۔

3- ترجمہ: میں علی الصبح عشق کی شراب کے شوق میں باہر آ گروں چاہے (فراق کے غم میں) بہت سی راتیں مجھ پر نالہ و آہ وزاری میں گزر جائیں۔

4- ترجمہ: اے گردش فلک مجھ کو جلد از جلد خاک کر دے۔ شاید میری قسمت میں یہ بات ہو کہ وہ میرا خوش خرام محبوب ٹہلتے ٹہلتے میری خاک پر سے گزرے۔

5- ترجمہ: کس قدر خوش آئند میری وہ دیوانگی اور مستی اور رسوائی ہے۔ جو کہ میرے محبوب کے نظارے کے دوران مجھ پر گزرے۔

6- ترجمہ: میں نے ہر صبح کے وقت اپنی جان اس کے استقبال کے لئے ارسال کی تاکہ شاید اُس کے گلستان کی خوشبو مجھ پر سے گزر کر جائے۔

7- ترجمہ: ساری عمر گزر گئی اور خسرو کی زبان سے اس کی گفتگو نہ گئی۔ (اب میں چاہتا ہوں) کہ باقی ماندہ عمر بھی اُسی (محبوب) کے ساتھ گفتار میں گزر جائے۔

——◄►——

غزل......116

-1 اے کز رخ تو دیدہ ہمہ جان و جہان دید
در حیرت آنم کہ ترا چون بتوان دید

-2 با قد تو بلبل سخن سرو ہمی گفت
آن دید گل سوری و در سرو روان دید

-3 بیچارہ دلم در شکن زلف تو خون شد
آرے چہ کند مصلحت وقت در آن دید

-4 جان از شکر وصل تو بے بہرہ نماندہ ست
زیرا کہ در آن خوردن زہرے بہ گمان دید

-5 مارا بہ دھانت نرسد دست خوش آنکس
کز چاشنی لعل تو دستے بہ دھان دید

شعر نمبر 1 ترجمہ: (اے میرے محبوب!) تیرے چہرے کو دیکھ کر سارے جہان اور حسن کو دیکھ لیا لیکن میں اس بات میں حیرت زدہ ہوں کہ تمہیں کس طرح دیکھا جا سکتا ہے۔

2- ترجمہ: تیرا قد دیکھ کر بلبل نے سرو کے گیت گائے۔ اس نے گل سوری دیکھا اور تیری چال کو سرو رواں میں دیکھا۔

3- ترجمہ: میرا بے چارہ دل (محبوب کی) زلف کی شکن میں ہی خون ہو گیا۔ ہاں کیا کرتا اُس وقت مصلحت ہی کچھ یوں تھی۔

4- ترجمہ: میری جان تیرے وصل کے شکر سے بے بہرہ نہیں رہی ہے کیونکہ اُس میں یہ زہر کھانے کے گمان کو ہی ضروری جانا۔

5- ترجمہ: ہمارا ہاتھ تو تیرے منہ تک رسائی نہیں رکھتا۔ خوش قسمت ہے وہ شخص جس نے تیرے لعل جیسے سرخ ہونٹوں کی چاشنی رسائی حاصل کر کے تیرے منہ پر دیکھ لی (اور چکھ لی)۔

غزل......117

-1 عاقل ندھد عاشق دلسوختہ را پند
سلطان نہد بندۂ محنت زدہ را بند

-2 اے یار عزیز اندہ دوری تو چہ دانی؟
من دانم و یعقوب فراق رخ فرزند

3- عیب مکن اے خواجہ کہ در عالم معنی
جہل است خردمندی و دیوانہ خردمند

4- تا جان بوَد از مہر رخش بر نکنم دل
گر میر نہد بندم و گر پیر دھد پند

5- آن فتنہ کدام است کہ بنیاد جہاں
چون پردہ ز رخسار برافگند برافگند

6- برمن مفشان دست تعنت کہ بہ شمشیر
از لعل تو دل بر نکنم چون مگس از قند

7- در دیدۂ من حسرت رخسار تو تا کے
در سینۂ من آتش ہجران تو تاچند

8- ناچار چو شد بندۂ فرمان تو خسرو
چون گردن طاعت ننہد پیش خداوند؟

شعر نمبر 1 ترجمہ: عقلمند آدمی کسی دل جلے عاشق کو نصیحت نہیں کرتا اور کوئی بادشاہ کسی محنت کش غلام کو کبھی قید و بند میں نہیں رکھتا۔

2- ترجمہ: اے میرے پیارے دوست تو جدائی کے غم کو کیا جانتا ہے' وہ میں جانتا ہوں اور حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے کے چہرے کے فراق میں (جو غم شدید نوعیت کا ہوتا ہے) کو جانتے ہیں۔

3- ترجمہ: اے میرے سردار! میرے مالک تو حقیقت کے عالم میں میری عیب جوئی نہ کر کیونکہ (عشق حقیقی میں) عقلمندی کا اظہار کرنا جہالت ہے اور محض دیوانگی کا مظاہرہ کرنا عین عقل مندی ہے۔

4- ترجمہ: جب تک جان میں جان ہے' میں اپنے اُس محبوب کے چہرے پر سے محبت بھرے دل کو (ایک لمحے کے لئے بھی) علیحدہ نہیں کروں گا۔ چاہے میرا سردار میرا مالک مجھے قید کر دے یا میرا بزرگ مجھے نصیحت کرے۔ (میں تو اپنی نگاہیں اور اپنا دل محبوب کے چہرے پر لگائے رکھوں گا۔)

5- ترجمہ: وہ فتنہ کون سا ہے جو اس وقت برپا ہوتا ہے اور جہان کی بنیاد اکھیڑ کے رکھ دیتا ہے۔ جب کوئی اپنے رخسار سے پردہ اُٹھاتا ہے یعنی جب ایک معشوق اپنے خوبصورت' دلکش اور خیرہ کر دینے والے گلابی رخساروں پر سے پردہ اُٹھاتا ہے تو جو فتنہ صرف جہان میں اُبھرتا ہے وہ عشاق کے دلوں پر طوفان برپا کر دیتا ہے۔ وہ پوری دنیا کی جڑوں کو ہلا کے رکھ دیتا ہے۔

6- لغت:

تعنت: عیب جوئی کرنا' بدگوئی کرنا' طعنہ دینا' سخت گیری کرنا۔

ترجمہ: مجھ پر کسی قسم کی عیب جوئی نہ کی جائے (کوئی بدگمانی نہ کی جائے) کہ میں کسی تلوار کے ساتھ تیرے لعل (سرخ ہونٹ) سے اپنے دل کو اس طرح نہیں نکال سکتا جیسے آسانی سے قند میں سے مکھی نکال کر باہر پھینک دی جاتی ہے۔ میرا دل تو تمہارے ساتھ اس قدر مضبوطی سے منسلک ہوگیا ہے کہ کوئی تیز دھار ہتھیار اب آسانی سے علیحدہ نہیں کر سکتا۔

7- ترجمہ: میری آنکھوں میں تیرے رخسار کی حسرت کب تک رہے گی اور میرے سینے میں فراق کی آگ کب تک جلتی رہے گی۔

8- ترجمہ: جب ہر طرف سے ناچار ہوکر خسرو تیرے فرمان کا غلام ہوگیا تو پھر اطاعت گزاری کے لئے اپنی گردن بادشاہ کے سامنے کیوں نہ رکھ دے۔ (خداوند کے لغوی معنی بادشاہ کے ہیں۔)

یعنی جب اپنے محبوب کو بادشاہ تسلیم کرلیا تو اس کے ہر حکم کی اطاعت خود پر لازم کر لی تو اسی اطاعت مندی میں اپنی گردن کو بھی اس کے حضور پیش کر دیا۔

——◄ ►——

غزل......118

1- بر من کنون کہ بے تو جہان تیرہ فام شد
اے شمع جان در آی کہ روزم بشام شد

2- تو خوش بناز خفتہ کہ عیشت حلال باد
مسکین کسے کہ خواب بچشمش حرام شد

3- ہر مرغ شاد باگل و ہر سرو در چمن
بیچارہ بلبلے کہ گرفتار دام شد

4- نازو کرشمہ کہ کنی ہر دم اے صبا
می زیبدت کہ پیش تو سلطان غلام شد

5- در آستانت لاف رسیدن کرا رسد
آنرا کہ زیر پای دو عالم دو گام شد

6- گفتی نبہ تمام بعشق' آرے این سخن
دانی چو بشنوی کہ فلانی تمام شد

7- بدنامیست عشق بتان' دور بہ زما
آں عاشقی کہ دور زما نیکنام شد

8- وی آں کلاہ زہد کہ صوفی بفرق داشت
بر دست ساقی چو تو امروز جام شد

9- خسرو کہ زیست باہمہ خوبان بہ توسنی
اینک بہ نیم چابک عشق تو رام شد

شعر نمبر 1 ترجمہ: تیرے بغیر میرے لئے سارا جہان بالکل تاریک ہو گیا۔ اے جان کی شمع اب تو آ جا کیونکہ میرا دن شام میں تبدیل ہو گیا ہے۔

2- ترجمہ: تو نہایت خوشی کے عالم میں بڑے ناز و انداز سے نیند کے مزے اُڑا رہا ہے۔ ادھر کسی مسکین کی آنکھیں ہیں کہ جن کے لئے نیند حرام ہو گئی ہے۔

3- ترجمہ: گلستان میں ہر پھول اور ہر سرو بے حد خوش ہے اور ادھر بیچارہ بلبل ہے کہ جال میں پھنس گیا ہوا ہے۔

4- ترجمہ: اے صبا! یہ تو تو ہر وقت ناز و کرشمہ سے چلتی ہے' یہ تجھے زیب دیتی ہے کیونکہ تیرے سامنے بادشاہ بھی غلام ہو گئے۔

5- ترجمہ: تیرے آستانے تک پہنچنے کی شیخی کون بگھار سکتا ہے۔ وہی شیخی دکھا سکتا ہے جس کے پاؤں کے نیچے یہ دونوں جہاں دو ہی گام ہوں۔

6- ترجمہ: ابھی تک تو نے عشق کی پوری بات نہیں کہی۔ ایک دن تو جان لے گا کہ فلاں تمام ہو گیا (مر گیا' اس جہان سے کوچ کر گیا)۔

7- ترجمہ: خوبصورت معشوقوں کے ساتھ محبت کرنا محض بدنامی ہے۔ ان سے دور ہی رہنا بہتر ہے۔ وہ عاشق جو ہم سے دور رہا' وہ نیک نام ہو گیا۔

8- ترجمہ: کل صوفی کے سر پر زہد کی جو ٹوپی تھی' وہ آج ایک ساقی کے ہاتھ میں آ گئی اور جام بن گئی۔

9- ترجمہ: خسرو کے ناز کا گھوڑا کب کسی کے قابو میں آیا۔ اس وقت تیرے عشق کا ہلکا سا چابک لگانے سے رام ہو گیا۔

ردیف ر

غزل......119

-1 منم بہ خانہ تن اینجا و جان بجای دگر
بہ دل توئی و سخن بر زبان بجای دگر

-2 بہ بوستان روم از غم ولے چہ سود کہ ہست
دلم بجای دگر، بوستان بجای دگر

-3 کجا بہ کوی تو ماند نسیم باغ بہشت
زمیست جای دگر، آسمان بجای دگر

-4 چو جان دہم نرود دل بہ کویت، ار چہ برند
سگان کوی تو ہر استخوان بجای دگر

-5 نشان ز کوی تو پرسند و من ز بس غیرت
تو جای دیگر و گویم نشان بجای دگر

-6 مگو کہ یار دگر کن، کنم اگر بینم
لطافتے کہ تو داری ہمان بجای دگر

-7 بگو چگونہ توان گفت زندہ خسرو را
کہ او بجای دگر ماند و جان بجای دگر

شعر نمبر 1 ترجمہ: میں گھر پر ہوں' میرا جسم یہاں پر ہے اور جان کسی اور جگہ پر ہے۔ دل میں تو ہی ہے اور زبان پر جو بات ہے وہ کسی اور جگہ کی ہے۔

-2 ترجمہ: غم کی وجہ سے میں گلستان چلا جاتا ہوں لیکن کیا فائدہ کہ دل تو میرا کسی اور جگہ ہے اور باغ کسی اور جگہ پر۔

-3 ترجمہ: بہشت کے باغ کی ہوا تیرے کوچے کی مانند کس طرح ہوسکتی ہے' زمین کسی اور جگہ پر ہے۔

-4 ترجمہ: جب میں جان قربان کر دیتا ہوں تو میرا دل تیرے کوچے سے نہیں جاتا اگر چہ تیرے کوچے کے کتوں کو ہڈیاں کسی اور جگہ پر بھی ڈال دی جائیں۔

-5 ترجمہ: لوگ تیرے کوچے کا پتہ پوچھتے ہیں اور میں بہت زیادہ غیرت کے ساتھ اُن کو کسی اور جگہ کا نشان بتا دیتا ہوں حالانکہ تو کسی اور جگہ پر موجود ہوتا ہے۔

-6 ترجمہ: یہ بات مت کہنا کہ کوئی اور دوست بنا لے۔ ہاں میں بنا لیتا ہوں اگر کسی میں تیرے جیسی لطافت ہو وہی

دوسری جگہ پر۔

7۔ ترجمہ: تو خود بتا کہ خسرو کو کس طرح زندہ کیا جا سکتا ہے کیونکہ وہ خود تو کسی اور جگہ رہتا ہے اور اس کی جان کسی اور جگہ پر۔

◄►

غزل......120

1۔ زلفت از باد دگر باشد و از شانہ دگر
ہست یک فتنہ لبت، نرگس مستانہ دگر

2۔ در غمت جان ز تنم رفت و خیال تو بماند
عاقبت خویش دگر باشد و بیگانہ دگر

3۔ دل آسودہ دگر، حال پریشان دگر است
شہر آباد دگر باشد و ویرانہ دگر

4۔ اہل صورت کہ خود آرای بوذ سوختنی ست
کرم شب تاب دگر باشد و پروانہ دگر

5۔ اے دل افسانہ کہ گفتی و ببردی خوابم
بہر خواب اجلم گوی یک افسانہ دگر

6۔ بہ تکلف بشود عشق گران جان خرد
بیہش بادہ دگر باشد و دیوانہ دگر

7۔ عاقبت گشت دروغ آنچہ گمان می بردند
کہ چو خسرو نبود عاقل و فرزانہ دگر

شعر نمبر 1 ترجمہ: ہوا سے اُڑنے والی زلف کچھ اور (ہی لطف رکھتی ہے) ہی ہوتی ہے اور شانہ پر پڑی زلف (کا سرور) کچھ اور ہی ہے۔

2۔ ترجمہ: تیرے غم میں میرے بدن سے جان تو نکل گئی اور تیرا خیال باقی رہ گیا۔ آخرکار اپنے غیر ہو گئے اور بیگانے کچھ اور۔

3۔ ترجمہ: آسودہ دل کچھ اور ہوتا ہے اور پریشان حال دل کچھ اور...... آباد شہر کچھ اور قسم کا ہوتا ہے اور ویران جگہ کچھ اور نوعیت کی ہوتی ہے۔

4۔ ترجمہ: اے صورت کو سجانے والو! یہ صورت جل جانے والی ہے۔ جگنو کوئی چیز ہے اور پروانہ کچھ اور چیز ہے۔

5- ترجمہ: اے دل جو افسانہ تو نے بیان کیا ہے۔ وہ میرا دل لوٹ کر لے گیا ہے۔ میری موت کی نیند کے لئے ایک اور افسانہ بیان کر۔ (پہلی کہانی سے دل گیا' اب دوسری سنا کہ جان بھی چلی جائے۔)
6- ترجمہ: عشق تکلف کی وجہ سے جان پر بھاری ہو جاتا ہے۔ جو شخص شراب پی کر بے ہوش ہوتا ہے۔ وہ اور قسم کا ہوتا ہے اور جو دیوانہ ہوتا ہے وہ اور ہوتا ہے۔
7- ترجمہ: لوگوں کو جو گمان تھا کہ خسرو جیسا کوئی اور عقلمند اور فرزانہ شخص دنیا میں نہیں۔ وہ گمان آخرکار غلط اور جھوٹ نکلا۔ (خسرو بے چارہ تو غلط فہمی میں مارا گیا وہ تو عاقل نہیں تھا۔)

غزل......121

1- با تو در سینہ نفس را چہ گذر
در دلم غیر تو کس را چہ گذر

2- باغ نشگفت و نیامد موسم
در دل خستہ ہوس را چہ گذر

3- من اسیرم ز گلم بادہ مدہ
در چمن مرغ قفس را چہ گذر

4- خلق گویند نفس زن در وصل
در تن مردہ نفس را چہ گذر

5- اندران دل کہ توئی' غم چہ کند
خانۂ شاہ عسس را چہ گذر

6- وصل جو را نبود لذت عشق
در نمکسار مگس را چہ گذر

7- میکند خندہ کہ در یاد توام
در دلت خسرو خس را چہ گذر

شعر نمبر 1 ترجمہ: تیرے ہوتے ہوئے سینے میں سانس کا کیا گزر ہے۔ میرے دل میں تیرے سوا کسی اور کا کیا گزر ہے۔
2- ترجمہ: باغ میں پھول نہ کھلے نہ ہی موسم بہار آیا۔ ٹوٹے ہوئے دل میں خواہشات کا کیا گزر ہے۔
3- ترجمہ: میں تو پھول کا غلام ہوں' شراب مت دے۔ باغ میں کسی پنجرے کے مرغ کا کیا گزر ہے۔

4- ترجمہ: لوگ کہتے ہیں کہ وصل کے دوران سانس ضرور لے (بھلا) مردہ جسم میں سانس کا کیا گزر ہوتا ہے۔
5- ترجمہ: جس دل میں تو ہے اس میں غم کا کیا مقام۔ بادشاہ کے گھر میں کسی عسس (کوتوال) کا کیا گزر ہے۔
6- ترجمہ: جس شخص کو وصل کی تلاش ہو اُس کو عشق کی لذت حاصل نہیں۔ نمک کی کان میں مکھی کا کیسے گزر ہو سکتا ہے۔
7- ترجمہ: معشوق ہنسی اُڑاتا ہے۔ اس بات پر کہ میں تجھے یاد کرتا ہوں۔ دراصل تیرے دل میں تنکے جیسے باریک خسرو کا گزر کیسے ہو سکتا ہے۔

——◄ ►——

غزل......122

1- اے شمع رُخ تو مطلع نور
زین حسن جمال، چشم بد دور

2- با پرتو عارض تو خورشید
چون شمع در آفتاب بی نور

3- خاطر نرود بگلستانی
آن را کہ جمال تست منظور

4- از روی تو شام صبح گردد
وز زلف تو صبح، شام دیجور

5- بردار غمت حلال باشد
زو وصل تو گشتہ ہمچو منصور

6- خسرو کہ ہمیشہ بر در تست
از درگہ خود مکن ورا دور

شعر نمبر 1 ترجمہ: اے شمع! تیرا چہرہ نور کو طلوع کرنے والا ہے۔ اس حسن جمال سے چشم بد دور ہو۔
2- ترجمہ: تیرے رخساروں کے عکس سے یہ سورج ایسے ہے جیسے بے نور آفتاب کے سامنے شمع ہو۔
3- ترجمہ: دل گلستان کو جانے کو نہ چاہتا۔ اُس کو اگر تیرا جمال منظور نہ ہوتا۔
4- ترجمہ: تیرے چہرے کی چمک سے شام کا وقت صبح کے وقت میں تبدیل ہو جاتا ہے اور تیری زلف کی وجہ سے صبح تاریک شام میں تبدیل ہو جاتی ہے۔
5- ترجمہ: تیرا غم حلال ہے اس کو اُٹھا لے کہ اس سے تیرا وصل ایسے ہوگا جیسے منصور حلاج (یعنی تو عشق کی سولی پر چڑھ جائے گا۔) اگر تو معشوق کا وصل حاصل کر لے گا۔

6- ترجمہ: خسرو تو ہمیشہ تیرے در پر پڑا ہے۔ اپنی درگاہ سے اس کو زیادہ دور نہ کر۔

غزل......123

1- اے دل، ازین خرابہ وحشت کرانہ گیر
رو بر فراز کنگر عرش آشیانہ گیر

2- ہستی بہ فقر یار و بہانہ مکن کہ نیست
یابی مگر خلاص ز دھر، این بہانہ گیر

3- سنگ گران خود بہ ترازوی ہمت آر
ہر دو جہان بہ وزن دو خشخاش دانہ گیر

4- از کیش پاک سہم سعادت ستان و بس
این جانب دو قوس دوگانی نشانہ گیر

5- گیتی فسانہ گیر و خیالے کہ اندروست
آنجا کہ راستی ست دروغ و فسانہ گیر

6- رخش زمانہ نزد تو، خواہی قرار عمر
گر قوتیت ہست، عنان زمانہ گیر

7- در عشق خون دل خور و از شوق نالہ کن
آن بادہ را بہ زمزمہ این ترانہ گیر

8- خسرو! ز نام و ننگ جہان بہ کہ وا رھی
ناداشت گرد و مست شو و شاخسانہ گیر

شعر نمبر 1 ترجمہ: اے دل اس وحشت کے ویرانے سے کنارہ کر لے۔ (دنیا سے علیحدہ ہو) جا۔ عرش کے بلند کناروں پر اپنا آشیانہ بنا لے۔

2- ترجمہ: تیرا وجود فقر یار سے ہے اور یہ بہانہ نہ کر کہ نہیں ہے۔ شاید تجھے اس زمانے سے رہائی مل جائے البتہ پھر یہ بہانہ ضرور کر۔

3- ترجمہ: اپنے بوجھل پتھر کو (دل کو) ہمت کے ترازو میں لا اور دونوں جہانوں کو خشخاش کے دو دانوں کے وزن کے برابر سمجھ۔

4- لغت:

کیش پاک: پاک مذہب۔ سہم: حصہ۔ سعادت: نیک بختی۔ ستان: حاصل کر لے لے۔ دوگانی: مراد نماز شکرانہ۔

ترجمہ: اپنے پاک مذہب یعنی اپنے پاکیزہ رستے سے تو نیک بختی کا حصہ ضرور حاصل کر اور بس۔ اس دو جانب قوس میں نماز شکرانہ ادا کر۔

5۔ لغت:

گیتی: دنیا' زمانہ۔ فسانہ گیر: کہانیاں تراشتی ہے۔

ترجمہ: زمانہ کہانیاں تراشنے والا ہے اور اس میں کوئی نہ کوئی خیالی بات ضرور ہوتی ہے جس جگہ کوئی سچائی ہو' وہاں جھوٹ اور فسانہ کو سمجھ لے۔

6۔ لغت:

رخش: گھوڑا۔ خواہی قرار عمر: تو عمر کو برقرار رکھنا چاہتا ہے۔ عنان زمانہ: زمانے کی باگ۔

ترجمہ: تیرے پاس زمانے کا گھوڑا ہے اور تو اس زمانے میں عمر کو برقرار رکھنا چاہتا ہے۔ اگر تجھ میں طاقت ہے تو زمانے کی باگ ڈور کو مضبوطی سے تھام لے۔

7۔ ترجمہ: عشق میں دل کا خون پی اور عاشقی میں نالہ وفریاد کرتا رہ۔ اُس شراب کو اس ترانہ کے زمزمے (نغمے) کے ساتھ شامل کر کے لطف اندوز ہو۔

8۔ لغت:

وارہی: وارستن مصدر کا معنی ہے: رہا ہونا' آزاد ہونا۔ صیغہ مضارع واحد حاضر: تو آزاد ہو جائے' تو رہائی حاصل کر لے۔ ناداشت: لغوی معنی ہیں: مفلس' محتاج' بے اعتقاد' وہ فقیر جو آوارگی میں پھرے' پریشان۔ شاخسانہ: خودنمائی' فریب' مکروحیلہ۔

ترجمہ: خسرو! بہتر یہی ہے کہ زمانے کی شان وشوکت اور ناموری سے رہائی حاصل کر لے۔ بے اعتقاد مفلس فقیروں کی طرح پھرتا رہ' مست ہو جا اور (دنیا کو محض دھوکہ دینے کے لئے) خودنمائی کر۔

ردیف ز

غزل......124

1- بر جان من شکستہ دل باز
کردی تو شراب خوردن آغاز

2- جاناً مخور این قدح کہ مستی
لب را بزن و بہ من بدہ باز

3- شد نوبت شربت پسینم
جرعہ بہ پیالہ من انداز

4- ما را غم تو ز خلق ببرید
در صحبت دوستان دمساز

5- پرسی کہ چگونہ ای چہ گویم؟
کز مردہ برون نیاید آواز

6- گویند مرا برو ازین کوی
دل گم کردم کجا روم باز؟

7- خوش نیست سرود خسروان را
مطرب مست است و چنگ ناساز

شعر نمبر 1 ترجمہ: میرے ٹوٹے ہوئے دل کی جان پر تو نے پھر شراب پینا شروع کر دی ہے۔

2- ترجمہ: اے میرے محبوب! تو شراب کا یہ پیالہ مت پی کہ تو پہلے ہی مست ہے تو لب بر لب رکھ اور پھر مجھ کو دوبارہ دے۔

3- ترجمہ: میرے ختم ہونے والے شربت کی اخیر آ گئی ہے۔ مہربانی کر کے اب ایک گھونٹ میرے پیالہ میں بھی ڈال دے۔

4- ترجمہ: تیرے غم نے ہمیں لوگوں سے علیحدہ کر دیا حالانکہ ہم اپنے ہمدرد دوستوں کی صحبت میں موجود ہیں۔

5- ترجمہ: تو پوچھتا ہے کہ کیسے ہو۔ میں کیا کہوں کیونکہ کسی مردے سے کبھی کوئی آواز نہیں نکلتی۔

6- ترجمہ: لوگ مجھے کہتے ہیں کہ اس گلی سے چلا جا۔ میرا تو یہاں دل گم ہوا ہے۔ میں پھر کہاں جاؤں۔

7- ترجمہ: خسرو جیسے حضرات کو کوئی سرود اچھا نہیں لگتا کیونکہ مطرب مست ہے اور چنگ کا ساز درست نہیں ہے۔

غزل......125

-1 نازنینان و چار بالش ناز
خاکساران و آستان نیاز

-2 جور و خواری کشیدن از محبوب
خوشتر است از ہزار نعمت و ناز

-3 گوش مجنون و حلقہ لیلیٰ
سر محمود و آستان ایاز

-4 نام و ناموس و دین و دنیا را
چہ محل پیش عاشق جانباز؟

-5 اے کہ عیبم ہمی کنی در عشق
یک نظر بر جمال او انداز

-6 عشق در ہر دلے فرو ناید
زانکہ ہر سینہ نیست محرم راز

-7 من ازین در کجا توانم رفت؟
مرغ پربستہ کے کند پرواز؟

-8 نے قرارے کہ لب فروبندم
نے مجالے کہ بر کشم آواز

-9 گر بہ بوی تو جان برافشانم
ہم بہ بوی تو زندہ گردم باز

-10 ہمہ گفتار دشمنان مشنو
یکدم آخر بہ دوستان پرداز

-11 ساعتے این شکستہ را دریاب
یک زمان این غریب را بنواز

12- امشب از رفتہ باز نتوان گفت
زانکہ شب کوتہ است و قصہ دراز

13- خسرو ار گریہ کرد معذور است
کش چو شمع است کار سوز و گداز

شعرنمبر 1 ترجمہ: (اُدھر) خوبصورت ناز بردار معشوق ہیں اور اُن کے چاروں طرف تکیے لگے ہوئے ہیں۔ (اِدھر) خاکسار لوگ ہیں اور نیازمندی کے آستانے ہیں۔

2- ترجمہ: محبوب کا ظلم وستم برداشت کرنا ہزار نعمت اور ناز سے بہتر ہے۔

3, 4- ترجمہ: مجنوں کا کان اور لیلیٰ کا حلقہ' محمود کا سر اور ایاز کا آستان' دین و دنیا میں نام وناموس ان سب چیزوں کا عاشق جانباز کے سامنے کیا مقام ہے۔

5- ترجمہ: اے شخص! تو عشق میں میرے عیب بیان کرتا ہے۔ ذرا ایک نظر اس محبوب کے حسن و جمال پر تو ڈال۔

6- ترجمہ: عشق ہر دل میں جاگزین نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ ہر سینہ رازدان نہیں ہوتا۔

7- ترجمہ: میں اس جگہ سے کہاں جا سکتا ہوں جس پرندے کے پر باندھ دیئے گئے ہوں' وہ کیسے اُڑ سکتا ہے۔

8- ترجمہ: میرے ہونٹ بندھے ہوئے ہیں' مجھے قرار نہیں ہے۔ میری مجال نہیں کہ میں کوئی آواز نکال سکوں۔

9- ترجمہ: اگر میں تیری خوشبو پر جان چھڑک دیتا ہوں تو تیری خوشبو ہی مجھے زندہ کر دیتی ہے۔

10- ترجمہ: دشمنوں کی ساری باتیں مت سنو۔ ایک لمحے کے لئے دوستوں کی طرف بھی توجہ دو۔

11- ترجمہ: اس دل شکستہ کو بھی چند گھڑیاں عطا ہوں۔ اس غریب کو بھی ایک لمحے کے لئے نواز دیں۔

12- ترجمہ: آج کی رات میں گزشتہ اوقات کی باتیں نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ رات چھوٹی ہے اور (عشق کا) قصہ طویل ہے۔

13- ترجمہ: خسرو! اگر رونے سے معذور ہے تو اُس کو شمع کی مانند ہو جانا چاہئے جس کا کام جل جانا اور پگھل جانا ہے۔

—— ◄ ► ——

غزل......126

1- دل ز تن بردی و در جانی ہنوز
دردھا دادی و درمانی ہنوز

2- آشکارا سینہ ام بشگافتی
ہمچنان در سینہ پنہانی ہنوز

3- ملک دل کردی خراب از تیغ کین
واندر این ویرانہ سلطانی ہنوز

4- هر دو عالم قیمت خود گفتہ ای
نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

5- خون کس یا رب نگیرد دامنت
گرچہ در خون ناپشیمانی ہنوز

6- جور کردی سالہا چون کافران
بہر رحمت نامسلمانی ہنوز

7- ما ز گریہ چون نمک بگداختیم
تو بہ خندہ شکرستانی ہنوز

8- جان ز بند کالبد آزاد گشت
دل بہ گیسوی تو زندانی ہنوز

9- پیری و شاہد پرستی ناخوش است
خسروا! تا کے پریشانی ہنوز

شعر نمبر 1 ترجمہ: تو میرے جسم سے دل کو نکال کر لے گیا اور اس کے اندر جان تو ابھی تک ہے۔ تو نے بہت درد دیئے لیکن اُن کے علاج ابھی باقی ہیں۔

2- ترجمہ: تو نے میرے سینے کو کھلا پھاڑ دیا لیکن تو اسی طرح میرے سینے میں پوشیدہ ہے ابھی تک۔

3- ترجمہ: اپنی کینہ پروری سے تو نے میرے دل کے ملک کو ویران کر دیا لیکن اس ویرانے میں ابھی تک ایک بادشاہ موجود ہے۔

4- ترجمہ: تو نے اپنی قیمت دو جہان لگائی۔ اپنا نرخ بڑھا' ابھی تو بہت سستے داموں ہے۔

5- ترجمہ: تیرے دامن میں کسی کا خون نہیں لگا ہوا۔ اگرچہ خون کرنے میں ابھی تک تجھے کوئی پشیمانی نہیں ہے۔

6- ترجمہ: کافروں کی طرح تو نے کئی سال ظلم وستم کیے لیکن رحمت کے لئے ابھی تک نامسلمانی موجود ہے۔

7- ترجمہ: ہم تو اتنے زیادہ روئے کہ رو رو کر نمک کی طرح پگھل کر گھل گئے لیکن تو ہنسنے میں ابھی تک مٹھاس کا ملک ہے۔

8- ترجمہ: جان جسم کی قید سے آزاد ہو گئی لیکن دل تیری زلفوں کی قید میں ابھی تک ہے۔

9- ترجمہ: تو اب بوڑھا ہو گیا ہے۔ اس عمر میں معشوق پرستی اچھی بات نہیں ہے۔ اے خسرو! تو کب تک عشق کی پریشانی سے دوچار رہے گا جو ابھی تک ہے۔

غزل......127

1- بر جمالت، ہمچنان من عاشق زارم ہنوز
نالہ کز سوز عشقت داشتم، دارم ہنوز

2- اے طبیب مہربان، چون رنجہ فرمودی قدم
از سر بالین من مگذر کہ بیمارم ہنوز

3- اے بقول دشمنان کوشیدہ در آزار من
دوستم، با من مشو دشمن کہ من یارم ہنوز

4- مردہ ام بے یار و پندارم کہ دارم زندگی
جان من رفتہ ست و من با خود نمی آرم ہنوز

5- خلق گویندم کہ خسرو جامہ شیخی بپوش
چون بپوشم، کز میان نکشودہ، زنارم ہنوز

شعر نمبر 1 ترجمہ: تیرے حسن پر میں ابھی تک اسی طرح عاشق زار ہوں۔ وہ نالہ و زاری جو تیرے عشق کی وجہ سے مجھے تھی۔ وہ ابھی تک موجود ہے۔

2- ترجمہ: اے مہربان طبیب (مراد معشوق) جب آپ تشریف لے ہی آئے ہیں تو میرے سرہانے سے ہی گزر کر نہ چلے جانا کیونکہ میں ابھی تک بیمار ہی ہوں۔

3- ترجمہ: لوگوں کے قول کے مطابق اے میرے محبوب تو مجھے دکھ دینے میں کوشش کرتا رہا۔ میں دوست ہوں' میرے دشمن نہ بنو۔ میں ابھی تک تمہارا یار ہوں۔

4- ترجمہ: میں تو مر گیا ہوں' بے یار و مددگار ہوں اور میرا خیال ہے کہ زندہ ہوں۔ میری جان تو نکل گئی ہے لیکن میں اپنے آپ کو خود میں ابھی تک نہیں لا سکا۔

5- ترجمہ: لوگ کہتے ہیں مجھے کہ اے خسرو تو شیخی کا لباس مت اوڑھ۔ میں کس طرح یہ لباس پہنوں کیونکہ ابھی تک میں نے اس کے درمیان زنار کو نہیں کھولا۔

غزل......128

-1 تن پیر گشت و آرزوے دل جان ہنوز
دل خون شد و حدیث بتان بر زبان ہنوز

-2 عمرم باخر آمد و روزم بہ شب رسید
مستی و بت پرستی من ہمچنان ہنوز

-3 عالم تمام پر ز شہیدان خستہ گشت
ترک مرا خدنگ بلا در کمان ہنوز

-4 بیدار ماند شب ہمہ خلق از نفیر من
وان چشم نیم مست بخواب گران ہنوز

-5 ہر دم کرشمہ ھای وی افزون و آنگہی
خسرو ز بند او بہ اُمید امان ہنوز

شعر نمبر 1 ترجمہ: جسم تو بوڑھا ہو گیا اور دل کی تمنا ابھی تک جوان ہے۔ (ابھی تو میں جوان ہوں۔) دل کا خون ہو گیا لیکن حسینوں کی باتیں ابھی تک زبان پر ہیں۔

2- ترجمہ: میری عمر کی اخیر ہو گئی ہے اور میری زندگی کے دن رات کو پہنچ گئے ہیں لیکن ابھی تک میری مستی اور بت پرستی بالکل اُسی طرح ہے۔

3- ترجمہ: پوری دنیا معشوقوں کی قتل و غارت سے بھر گئی۔ میرے محبوب کے پاس ابھی تک بلائیں پھینکنے والا تیر کمان موجود ہے۔

4- ترجمہ: میری آواز کی بنا پر ساری خلقت جاگتی رہی لیکن وہ نیم مست آنکھ والا محبوب خواب گراں میں سویا رہا۔

5- ترجمہ: اس کے کرشمے ہر لحظہ بڑھتے ہی گئے اور اُس وقت خسرو بے چارہ اُس کی قید میں رہ کر بھی تا حال اُس کی امان کی امید میں ہے۔

غزل......129

-1 فزوں شد عشق جاناں روز تا روز
کجا زین پست شب ما و کجا روز

-2 ز بیہوشی ندانم روز و شب را
شبم گوئی یکے گشت است با روز

3- چہ خفتی خیز اے مرغ سحر خیز
ترا روزی ہمی باید مرا روز

4- مگو جاناں کہ روزے بر تو آیم
ندارد چون شب اندوہ ما روز

5- چہ عیش است این کہ خسرو را بہ ہجرت
شود ہر شب بہ زاری و دُعا روز

شعر نمبر 1 ترجمہ: اے میرے محبوب! تیرا عشق روز بروز بڑھتا ہی گیا۔ اس کے بعد کہاں میری راتیں کہاں میرے دن۔

2- ترجمہ: بے ہوشی کے عالم کی وجہ سے مجھے دن اور رات کے اوقات کا پتہ نہیں چلتا تو کہے گا کہ رات ہو گئی ہے' دن طلوع ہو گیا ہے۔

3- ترجمہ: اے صبح سویرے اُٹھنے والے پرندے' اُٹھ۔ کیا سو رہا ہے' تجھے روزی کی تلاش ہے۔ مجھے دن کی تلاش ہے۔

4- ترجمہ: اے میرے محبوب! یہ بات مت کہو کہ ایک دن میں تیرے پاس آؤں گا۔ میری اس غمناک شب کو ایسا دن نصیب نہیں ہے۔

5- ترجمہ: خسرو کے لئے یہ کیسی عیش ہے کہ ہجر اور جدائی کی وجہ سے اس کی ہر رات رونے میں گزرتی ہے اور دن دعائیں مانگنے میں گزر جاتا ہے۔

غزل......130

1- ز من چون دل ربودی' رفت جان نیز
کہ در دل داشت شوقت این و آن نیز

2- ز یاقوت لبت ما را طمع ہا ست
کزو زندہ است جان وہم روان نیز

3- دلی بودم' شد آن پابند زلفت
نمی یابم ازو نام و نشان نیز

4- سر پابوس تو تنہا نہ دل راست
کہ مشتاق است جان ناتوان نیز

-5 غمت خسرو چہ گوید آشکارا
کہ نتوان گفت راز تو نہان نیز

شعر نمبر 1 ترجمہ: تو نے جب میرا دل لوٹ لیا تو میری جان بھی چلی گئی کیونکہ میرے دل میں تیرے بارے میں ہر قسم کا عشق موجود تھا۔

2- ترجمہ: تیرے یاقوت جیسے ہونٹوں کی ہمیں تمنا ہے کیونکہ اُن سے میری جان اور روح دونوں زندہ ہیں۔

3- ترجمہ: میرا ایک دل تھا جو اُس محبوب کی زلف کا پابند ہو گیا۔ اب نہ تو اُس کا کوئی نشان ملتا نہ کوئی پتہ ملتا ہے۔

4- ترجمہ: تیری پابوسی کے لئے صرف سر اور دل ہی نہیں ہیں کیونکہ اس بات کی مشتاق ناتوان جان بھی ہے۔

5- ترجمہ: اے خسرو! تیرا غم آشکارا طور پر کیا کہے۔ وہ تو پوشیدہ راز بھی بیان نہیں کرتا۔

ردیف س

غزل......131

1- اے ز تو کارسازی ہمہ کس
ہمہ را ہم تو کارسازی و بس

2- ہست عرفان تو بہ عقل چنانک
کوہ سنجد کسے بہ پر مگس

3- از من ادراک تو بدان ماند
کابلھے کردہ باد را بہ قفس

4- در صفات کمال ہستی تو
عقل مست است و ناطقہ اخرس

5- پیش حکم تو ہست ہجدہ ہزار
روز طوفان و باد پارۂ خس

6- مردم از تو بزرگ معنی شد
نے بہ صورت بسان فیل و فرس

7- زیر پای گلیم پوشانت
پایمال است مفرش اطلس

8- کے رسم در تو من کہ در پیشت
سد آہن شد از ہوا و ہوس

9- سوختہ باد خسرو از شوقت
راست چون دیو از شہاب قبس

شعر نمبر 1 لغت:

کارسازی ہمہ کس: تمام لوگوں کے کام ہو جاتے ہیں۔ کارساز: مشکل حل کرنے والا، کام بنانے والا۔

ترجمہ: اے محبوب تیری ذات کی وجہ سے تمام لوگوں کے کام ہو جاتے ہیں۔ سب کے لئے تو مشکل کشا ہے اور بس!

2- لغت:

عرفان: معرفت۔ سنجد: سنجیدن بمعنی تولنا' تولے۔ پرمگس: مکھی کا پر۔

ترجمہ: عقل کے مقابلہ میں تیری معرفت ایسے ہے جیسے کوئی کسی پہاڑ کو مکھی کے پر کے ساتھ تولے۔

3- لغت:

ادراک تو: تجھے سمجھ پانا۔ بدان ماند: اس طرح ہوتا ہے۔

ترجمہ: مجھ سے تجھے سمجھ پانا تو اس طرح ہے کہ کوئی بے وقوف ہوا کو پنجرے میں قید کر لے۔

4- لغت:

ناطقہ: قوت گفتار۔ احرس: دلیر' کسی سے نہ ڈرنے والا۔

ترجمہ: تیری ہستی کے کمال کی صفات بیان کرنے میں عقل مست ہے اور قوت گفتار بے خوف و دلیر ہے۔

5- لغت:

ہجدہ ہزار: اٹھارہ ہزار۔ پارۂ خس: تنکے کا ٹکڑا۔

ترجمہ: تیرے حکم کے سامنے طوفان اور ہوا چاہے اٹھارہ ہزار ہی کیوں نہ ہوں (کتنی بھی زیادہ تعداد میں ہوں)۔ سوکھے ہوئے ایک تنکے کے برابر ہیں۔

6- لغت:

فیل: ہاتھی۔ فرس: گھوڑے۔ بہ صورت: مانند۔

ترجمہ: تیری ذات کی وجہ سے لوگ عظمت پا گئے۔ ایسے نہیں جیسے کہ ہاتھی اور گھوڑے۔

7- لغت:

گلیم: گودڑی۔ مفرش: بستر' بچھونا۔ اطلس: ریشمی۔

ترجمہ: تیری وہ گودڑی جو تو پہنتا ہے' وہ تیرے سامنے پاؤں کے نیچے ایسے پائمال ہے جیسے ریشمی بچھونا ہو۔

8- لغت:

سد آہن: لوہے کی دیوار' رکاوٹ۔ ہوا و ہوس: خواہشات' تمنائیں۔

ترجمہ: تیرے ہاں وہ کون سی ایسی رسم ہے کہ میرے اور تیرے درمیان تمناؤں اور خواہشات کی بناء پر لوہے کی دیوار بن گئی ہے۔

9- لغت:

قبس: دہکتا ہوا انگارہ' دہکتا ہوا کوئلہ۔ شہاب: ٹوٹنے والا ستارہ' بلند ہونے والا آگ کا شعلہ۔

ترجمہ: خسرو تیرے عشق میں اسی طرح جل کر خاک ہو گیا جیسے کوئی دیو ٹوٹنے والے ستارے کے دہکتے ہوئے شعلے سے جل جاتا ہے۔

غزل......132

1- بیا کہ بزم طرب را چمن نہاد اساس
بیا کہ باد صبا گشت عیسوی انفاس

2- بنوش بادۂ گلگون بہ طرف باغ کہ من
ز پا فتادہ ام از دست محنت افلاس

3- چہ حکمت است ندانم کہ ساقی گردون
مدام خون جگر میدہد مرا از کاس

4- کسے ز چہرۂ مقصود خود نیافت نشان
ازان زمان کہ نہادند سرنگون این کاس

5- بہ راہ کعبہ کہ از ہر طرف کمین گاہے ست
اگر ز خویش گذشتی، قدم منہ بہ ہراس

6- کسے بہ دلق مرقع، کجا شود درویش؟
چو سینہ صاف نباشد، چہ سود ترک لباس؟

7- درون چو پاک شود از کدورت اغیار
تو خواہ جامۂ اطلس بپوش، خواہ پلاس

8- حدیث دوزخ و جنت دگر مگو خسرو
وصال یار طلب کن، گذر ازین وسواس

شعرنمبر 1 لغت:

نہاد اساس: بنیاد رکھ دی ہے۔ عیسوی انفاس: مراد دیر تک زندگیاں بخشنے والی۔

ترجمہ: (اے میرے محبوب) آ جا کیونکہ گلستان نے بزم طرب کی بنیاد رکھ دی ہے۔ آ جا کہ باد صبا دیر تک زندگیاں بخشنے والی بن گئی ہے۔

2۔ لغت:

بادہ گلگون: سرخ پھول کے رنگ جیسی شراب۔ ز پا فتادہ ام: میں گر پڑا ہوں۔

ترجمہ: باغ میں جا کر سرخ پھول کے رنگ جیسی شراب پی کیونکہ میں تو افلاس اور غربت کی بناء پر زمین پر گر پڑا ہوں۔

3- لغت:

ساقی گردون: آسمان کا ساقی' مراد قسام ازل۔ کاس: شراب کا پیالہ۔

ترجمہ: اس بات میں کیا حکمت ہے' میں نہیں جانتا۔ یہ جو قسام ازل ہے یہ شراب کے پیالے میں مجھے ہمیشہ خون جگر ہی دیتا ہے۔

4- لغت:

چہرہ مقصود خود: اپنی مراد کا چہرہ۔

ترجمہ: کسی نے بھی اپنی مراد کے چہرے کا نشان نہ پایا۔ اس زمانے سے کہ (قسام ازل نے اس کی قسمت کا) پیالہ سرنگوں کر کے رکھ دیا۔ (یعنی جب مرادیں پوری کرنے والے نے ہی جام مراد کو الٹا دیا تو پھر اس کو اس کی مراد کے بر آنے کی کیا توقع رہی۔)

5- لغت:

کمین گاہے ست: گھات لگی ہوئی ہے۔ قدم منہ: قدم مت رکھ۔ ہراس: خوف' ڈر۔

ترجمہ: کعبہ جانے کے راستے میں جہاں کہ ہر طرف کمین گاہیں ہیں' اگر تو اپنے آپ کو بھول گیا تو پھر کسی خوف و ہراس سے قدم نہ رکھ۔ (بے خوف راہ حقیقت پر گامزن ہو جا۔)

6- لغت:

دلق مرقع: پیوند لگی ہوئی گودڑی۔

ترجمہ: کیا کوئی شخص محض پیوند لگی گودڑی پہن کر درویش بن جاتا ہے؟ جب سینہ ہی صاف نہ ہو تو اپنا اصلی لباس چھوڑ دینے کا کیا فائدہ؟

7- لغت:

کدورت اغیار: غیروں کی تیرگی (گدلا پن)۔ پلاس: ٹاٹ' موٹا کمبل۔

ترجمہ: جب تیرا اندرون یعنی (سینہ اور دل) غیروں کی کدورت سے پاک ہو جائے (تو پھر کوئی پروا نہیں)۔ اگر تو ریشمی لباس پہنے یا ٹاٹ اور کمبل کا لباس۔ (من صاف ہے تو سب ٹھیک ہے ظاہری خوش نمائی کی کوئی ضرورت نہیں۔)

8- ترجمہ: خسرو پھر دوزخ اور جنت کی بات مت کرنا۔ تو بس دوست کا وصال طلب کر اور ہر قسم کے وہم و گمان اور وسوسوں سے گزر جا۔

——◄►——

غزل......133

-1 خرابی من از آن چشم پر خماری پرس
ہلاک جانم از آن لالہ بہاری پرس

-2 دلم کہ زود فراموش می کند خود را
مپرس ہیچ ز ہجران و بیقراری پرس

-3 مراست درد سری از خمار مستی عشق
علاج دردم از آن نرگس خماری پرس

-4 کجاست دولت آنم کہ بر درت باشم
نشان من بسر کوی خاکساری پرس

-5 سرود ذوق فراوان شنیدہ ایٔ اکنون
بیا ز خسرو ذوق فغان و زاری پرس

شعر نمبر 1 ترجمہ: میری تباہی کے بارے میں اس خمار سے بھری آنکھوں سے پوچھ۔ میری جان کے ہلاک ہو جانے کے بارے میں اُس گل لالہ سے دریافت کر جو بہار کے موسم میں کھل گیا ہے۔

2- ترجمہ: میرا دل جو خود کو جلد ہی بھول جاتا ہے اس کے فراق سے نہ پوچھ اس کی بے قراری سے پوچھ۔

3- ترجمہ: میرے سر میں عشق کے خمار کی مستی کی وجہ سے درد ہے۔ میرے درد کا علاج اُس نرگس جیسی پُرخمار آنکھوں والے سے پوچھ۔

4- ترجمہ: میری وہ کون سی دولت ہے کہ میں تیرے در پر لے آؤں۔ میرا نشان تو تیرے کوچے کی خاکساری سے پوچھ۔

5- ترجمہ: تو نے کافی زیادہ نغمات ذوق سن لئے ہیں۔ اب آ' خسرو سے ذوق و فغاں اور آہ و زاری بھی پوچھ لے۔

—— ◄ ► ——

غزل......134

-1 کار دلم از دست شدٔ ای دلربا فریاد رس
تنہا فراقم می کشد آخر بیا فریاد رس

-2 تا چند برمن دمبدمٔ از ہجر عاشق کش ستم
بہر منت گر نیست غمٔ بہر خدا فریاد رس

-3 تا کی رقیبت ہر زمان در خون ما گوید سخن
یا ہم بدست خود زمن خونریز یا فریاد رس

-4 تا از تو دلبر مانده امٔ بیخواب و بیخود مانده ام
چون در غمت درمانده ام در مانده را فریاد رس

-5 آن ہر دو چشم دلستان از عالمی بربود جان
یک جان خسرو را از آن ہر دو بلا فریاد رس

شعر نمبر 1 ترجمہ: میرے دل کا کام تو ہاتھ سے جاتا رہا۔ اے دل لے جانے والے میری فریاد سن۔

2- ترجمہ: کب تک اس طرح لگاتار عاشق کو ہلاک کر دینے والا ظلم و ستم کرتا رہے گا۔ اگر غم کی شدت کی وجہ سے نہیں تو خدا کے لئے میری فریاد سن۔

3- ترجمہ: کب تک ہزار رقیب ہر وقت ہمارے خون کی باتیں کرتا رہے گا۔ یا تو خود ہمیں ہلاک کر دے یا پھر ہماری فریاد کو پہنچ۔

4- ترجمہ: کب تک میں تجھ سے دل برداشتہ رہوں گا۔ بے خواب رہوں گا اور بے خود رہوں گا۔ جب میں تیرے غم میں بدحال ہو گیا ہوں تو میری بدحالی پر میری فریاد کو پہنچ۔

5- ترجمہ: دل کو چھین کر لے جانے والی وہ دو آنکھیں پورے جہان کی جان نکال کر لے گئیں۔ اُن میں خسرو کی بھی ایک جان ہے۔ ان بلاؤں سے فریاد ہے۔ اے محبوب تو فریاد کو پہنچ۔

ردیف ش

غزل......135

1- گر مرا با بخت کارے نیست، گو ہرگز مباش
ور بہ سامان روزگارے نیست، گو ہرگز مباش

2- سر بہ خشت محنتم خوش گشت، گر تاج سرے
بہر چون من خاکسارے نیست، گو ہرگز مباش

3- من سگ خشک استخوانم بسکہ از تیر قضا
بہر من فربہ شکارے نیست، گو ہرگز مباش

4- ہر خسے را از گلستان جہان گلہا شگفت
گر مرا بوی بہارے نیست، گو ہرگز مباش

5- آسمان واراست دامان مراد ناکسان
گر مرا پیوند دارے نیست، گو ہرگز مباش

6- غم خود از عشق است، گو در جان من جاوید باد
گر غمم را غمگسارے نیست، گو ہرگز مباش

7- عشق بازی با خیال یار ہم شبہا خوش است
با وے ار بوس و کنارے نیست، گو ہرگز مباش

8- سر خوشم از درد و درد از ساقی عیش و طرب
بہر من چون دُرد خوارے نیست، گو ہرگز مباش

9- من خراب و مست، یاران ہم، کہ بردارد مرا؟
گر بہ مجلس ہوشیارے نیست، گو ہرگز مباش

10- مجلس عیش است و جز خسرو ہمہ مستند، اگر
ناکسے و نابکارے نیست، گو ہرگز مباش

شعر نمبر 1 لغت:

__با بخت کارے نیست:__ قسمت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ __ہرگز مباش:__ ہرگز نہ ہو، خدا نہ کرے۔ __سامان:__ آسودہ، خوشحال۔

ترجمہ: اگر میری قسمت میرے ساتھ نہیں ہے تو نہ سہی۔ ہرگز نہ ہو (مت پروا کرو' بر پشم قلندر) اگر زمانہ میرے ساتھ آسودہ حال نہیں ہے تو نہ سہی' کوئی پروانہیں۔نہ ہو۔

2- ترجمہ: میرا سر تکالیف کی اینٹیں برداشت کرتے ہوئے بھی خوش ہوا۔اگر میرے جیسے خاکسار کی قسمت میں کوئی تاج نہیں ہے تو نہ سہی' کوئی پرواہ نہیں۔

3- ترجمہ: میں تو خشک ہڈیاں کھانے والا ایک کتا ہوں۔اگر قضا کے تیر سے میرے لئے کوئی موٹا شکار نہیں میسر آتا تو نہ سہی' کوئی پروانہیں۔

4- ترجمہ: ہرکس و ناکس کے لئے اس دنیا کے گلستان میں کئی پھول کھلتے رہے۔اگر مجھے باغ و بہار کی خوشبو حاصل نہ ہوئی تو ٹھیک ہے' نہ سہی نہ ملے۔کوئی پروانہیں۔

5- ترجمہ: کمینے لوگوں کے دامن آسمان کی طرح ہیں۔اگر میرے پاس پیوند لگانے والا کوئی نہیں ہے تو ٹھیک ہے' کوئی بات نہیں نہ سہی۔

6- ترجمہ: غم عشق کی وجہ سے ہی پیدا ہوتا ہے۔کہہ دو کہ (یہ غم) میری جان میں ہمیشہ رہے۔اگر میرے غم کا کوئی غمگسار نہیں ہے تو نہ سہی' کوئی پروانہیں۔ایسے ہی ٹھیک ہے۔

7- ترجمہ: راتوں میں محبوب کے خیال کے ساتھ عشق بازی کرنا بہت اچھی بات ہے۔اگر اس محبوب کے ساتھ بوس و کنار نہیں ہوتے تو نہ سہی' ایسے ہی ٹھیک ہے۔

8- لغت:

سرخوش: وہ شخص جو شراب کے نشے میں بدمست نہ ہو البتہ مسرور ضرور ہو۔ دُرد: تلچھٹ' شراب کے مٹکے کے نیچے بیٹھی ہوئی شراب کی میل۔ دُرد خوار: جو خالص شراب تو نہ پیتا ہو تاہم وہ تلچھٹ کا رسیا ہو۔

ترجمہ: میں تلچھٹ پی کر بھی بہت سرخوش (مسرور) ہوں اور یہ سرور مجھے عیش و طرب کرانے والے ساقی سے میسر ہے۔مجھ جیسا یا میرے لئے اگر کوئی دوسرا تلچھٹ پینے والا کوئی اور نہیں ہے تو نہ سہی' نہ ہو پروانہیں۔

9- ترجمہ: میں شراب کے نشے میں بدمست و خراب ہوں اور میرے دوست بھی۔کون مجھے برداشت کرتا ہے۔اگر محفل میں کوئی ہوشیار شخص نہیں ہے تو نہ سہی نہ ہو' پروانہیں۔

10- ترجمہ: عیش و مستی کی محفل ہے اور خسرو کے علاوہ سب لوگ شراب کے نشے میں مست ہیں۔اگر کوئی ناکس (کمینہ و فرومایہ) اور نابکار (بے کار' نالائق' شریر' بدکار) نہیں ہے تو نہ سہی۔کوئی پروانہیں' نہ ہو۔

غزل......136

1- شد آنکہ پای مرا بوسہ میزدند اوباش
بیار بادہ کہ گشتم قلندر و قلاش

2- چو توبہ رفت سر صوفیے چو منٔ اے مست
بہ جرعہ تر کُن و ہم از سفال خم بتراش

3- مرا ز مقنع زاہد کدید خرقہ زہد
کزین لباس فرو پوشم آن عبادت فاش

4- منم ز عشق تو خشخاش ذرّہ ذرّہ ولے
بہ متہ چند توان سر برید از خشخاش؟

5- شدیم ما ہمہ بے پوستٔ بسکہ چہرۂ ما
بر آستانۂ سیمین بران گرفت خراش

6- بہ بزم آنکہ دعائے کنند اہل صفا
زہے سعادتٔ اگر طعنہ ام زنند اوباش

7- اگر ز خامہ کج افتاد نقش ماٗ چہ کنیم؟
چگونہ عیب توانیم کرد بر نقاش!

8- نبود بر در مسجد چوٗ خسروا! بارم
گرو بہ خانۂ خمار کردم این تن لاش

شعرنمبر 1 لغت:

شد آنکہ: ایسا ہوا کہ۔ اوباش: بازاری نچلے درجے کے لوگٗ غنڈےٗ بدمعاش۔ قلاش: بے نام وننگٗ مفلس آدمی۔ قلندر: وہ درویش جو دنیاوی تعلقات چھوڑ کر اور روحانی ترقی کر کے خدا کی ذات میں محو ہو گیا ہو۔

ترجمہ: ایسا ہوا کہ کچھ نچلے درجے کے لوگوں نے میرے پاؤں کو بوسہ دیا تو اب شراب لا کہ میں ایک قلندر اور مفلس آدمی ہو گیا ہوں۔

2- لغت:

سفال: مٹی کا پیالہ۔ خم: مٹکا۔

ترجمہ: جب میری طرح صوفی کے سر میں توبہ کا خیال سا گیا تو اے مست ایک گھونٹ سے اس کو تر کر دے اور مٹی کا

پیالہ سے شراب کا مٹکا گھڑ لے۔

3- لغت:

مقنع: منہ ڈھانپنے والا' نقاب دار۔

ترجمہ: مجھے زاہد کے نقاب سے زہد کا خرقہ بنا دو کیونکہ اس لباس سے میں اُس ظاہری عبادت کو چھپا لوں۔

4- لغت:

متہ: بڑھئی کا ورما جس سے وہ لکڑی میں سوراخ کرتا ہے۔

ترجمہ: میں تیرے عشق میں خشخاش کی طرح ذرّہ ذرّہ ہو گیا لیکن خشخاش میں سے ورمے کے ساتھ کتنے سر کاٹے جا سکتے ہیں۔

5- لغت:

شدیم ما بے پوست: ہماری کھال ادھڑ گئی۔

ترجمہ: ہمارا چہرہ اس چاندی جیسے آستانے پر خراشا گیا اور ہماری کھال ادھڑ گئی۔ (ہم نے اس کے در پر جا کر سجدہ کیا اور منہ کو اس کی دہلیز پر رگڑا۔ اس کی چاندی جیسے در پر ہمارے ماتھے اتنی خراشیں آئیں کہ ساری کھال ہی ادھڑ گئی۔)

6- لغت:

زہے سعادت: یہ کتنی نیک بات ہے۔ اہل صفا: صوفی لوگ' پاک باز لوگ۔

ترجمہ: اُس محفل میں جہاں صوفی لوگ (پاکباز لوگ) دعائیں کرتے ہیں' وہاں ہمارے لئے یہ کتنی سعادت کی بات ہے کہ چند اوباش لوگ ہمیں طعنے دیتے ہیں۔

7- لغت:

خامہ: قلم' بُرش۔ کج افتاد: ٹیڑھا ہو گیا' خراب ہو گیا۔

ترجمہ: اگر نقاش کے بُرش سے ہمارا نقش ٹیڑھا ہو گیا تو ہم کیا کریں۔ ہم نقاش کی غلطیاں کیسے نکال سکتے ہیں۔

8- ترجمہ: اے خسرو! مسجد کے دروازے پر ہمارا کوئی بوجھ نہیں تھا۔ تو ہم نے اس بے جان بدن کو خمار کے دروازے پر پھینک دیا۔

◄ ►

غزل......137

1- رفت دل، نیست روشنم حالش
برو اے جان، تو هم به دنبالش

2- من بدینسان که حال خود بینم
نبرم جان ز چشم اقبالش

3- چه خبر شهسوار رعنا را؟
که صف مور گشت پامالش

4- نه که از شمع سوخت پروانه
کاتش دل فتاد در بالش

5- دل شناسد که چیست حالت عشق
نیست عقل حکیم دلالش

6- هر که بر حال عاشقان خندد
گریهٔ واجب است بر حالش

7- من مسکین نه مرد درد توام
کوه البرز وه پشه حمالش

8- در چه آن دم فتاد دل کامد
سورهٔ یوسف از رُخت فالش

9- چه درازست بین غم خسرو
که رود بے تو هر شبے سالش

شعر نمبر 1 لغت:

دنبالش: اس کے پیچھے۔

ترجمہ: دل چلا گیا، مجھ پر اُس کا دال واضح نہیں ہے۔ اے جان اب تو بھی اس کے پیچھے پیچھے چلی جا۔

2- ترجمہ: میں جب اپنا اس طرح کا حال دیکھتا ہوں تو جان میں جان نہیں رہتی۔ یہ اس کی اقبال مند آنکھ کا نتیجہ ہے۔

3- لغت:

شہسوار رعنا: خوبصورت سوار یعنی معشوق۔ مور: چیونٹی۔

ترجمہ: اس خوبصورت شاہسوار کو کیا خبر کہ چیونٹی کی ایک صف اس کے پاؤں میں روندی گئی ہے۔

4۔ ترجمہ: پروانہ شمع کی آگ سے نہیں جل مرا بلکہ یہ اُس کے دل کی آگ تھی جو اس کے پروں کو لگ گئی۔

5۔ ترجمہ: یہ تو دل ہی جانتا ہے کہ عشق کرنے والے کی حالت کیسی ہوتی ہے۔ اس کو ثابت کرنے کے لئے کسی عاقل، حکیم اور دلیل دینے والے فلاسفر کی ضرورت نہیں۔

6۔ ترجمہ: جو شخص عاشق لوگوں کے حال پر ہنستا ہے اس کے حال پر رونا واجب ہے۔

7۔ ترجمہ: میں ایک مسکین آدمی ہوں۔ میں تیرے درد کو برداشت کرنے والا جواں مرد نہیں ہوں۔ اس کی مثال تو یوں ہے کہ ایک طرف کوہ البرز ہو اور دوسری طرف اس کو اُٹھانے والا ایک مچھر۔

8۔ لغت:

چہ: یہ دراصل لفظ چاہ کا مخفف ہے بمعنی کنواں۔ از رُخت: تیرے چہرے سے۔

ترجمہ: دل اس وقت کنویں میں گرا جب قرآن پاک کی سورۃ یوسف سے تیرے چہرے کے بارے میں فال نکلی۔

9۔ ترجمہ: دیکھو کہ خسرو کا غم کس قدر طویل ہوا جاتا ہے کہ اس کے بغیر ایک رات بھی سال بھر کی ہوئی جاتی ہے۔

غزل......138

1۔ دزدانہ در آمد از درم دوش
افگندہ کمند زلف بر دوش

2۔ برخاستم و فتادم از پای
چون او بنشست رفتم از ہوش

3۔ ہر کس کہ بہ بیندت بیک روز
ملک دو جہان کند فراموش

4۔ بی روی تو نوش می شود نیش
وز دست تو نیش می شود نوش

5۔ یک حلقہ بگوش خسرو انداز
کو بندۂ تست و حلقہ در گوش

شعر نمبر 1 ترجمہ: کندھوں پر زلفیں ڈالے کل میرا محبوب چوری چوری میرے گھر کے دروازے سے اندر آ گیا۔

2۔ ترجمہ: میں اُٹھا اور (اسے دیکھتے ہی) گر پڑا۔ جب وہ میرے ہاں بیٹھ گیا تو میں ہوش سے جاتا رہا۔

3۔ ترجمہ: جو کوئی شخص تجھے ایک دن دیکھ لے تو وہ دونوں جہانوں کو یکسر بھول جائے۔

4- ترجمہ: تیرے دیدار کے بغیر شراب بھی زہر ہو جاتی ہے اور تیرے ہاتھ سے زہر بھی شراب بن جاتی ہے۔
5- ترجمہ: خسرو کے کان میں بھی ایک حلقہ ڈال دیں کیونکہ جس کے کان میں چھلہ ہوگا' وہ تیرا غلام ہوگا۔

غزل......139

1- مست و لایعقل گذشتم از در میخانہ دوش
سالکے دیدم نشستہ پیش پیر مے فروش

2- گشتہ از دنیا و مافیہا بہ کلی برکنار
از پی یک جرعہ مے برباد دادہ عقل و ہوش

3- مطربان افتادہ بیخود ہر یکے بر یک طرف
از نفیر آسودہ چنگ و از فغان بربط خموش

4- شمع مجلس ایستادہ زرد و لرزان و نزار
آتشے بر سر دویدہ آمدہ خوش خوش بہ جوش

5- خواستم تا بگذرم زان در کہ ناگہ از درون
چشم سالک بر من افتاد و درآمد در خروش

6- گفت' اے غافل' کجائی چند گردی ہر طرف؟
بگذر از خویش و در آور شرب ما' یک جرعہ نوش

7- تو ہم از دُردی کشان شو در خرابات مغان
تا بیابی ہرچہ خواہی' این نصیحت دار گوش

8- نیست در خورد تو خسرو این حکایت ھا' برو
آتشے چندان نداری' بیہدہ' چندین مجوش

شعر نمبر 1 لغت:

لایعقل: بغیر عقل کے' دیوانہ وار۔

ترجمہ: کل میں شراب خانے کے دروازے سے بالکل مستی کے عالم میں دیوانہ وار گزرا۔ میں نے ایک سالک کو دیکھا جو بزرگ مے فروش کے سامنے بیٹھا تھا۔

2- لغت:

از دنیا و مافیہا: دنیا سے اور اس میں جو کچھ بھی ہے اس سے۔ بہ کلی: مکمل طور پر۔

ترجمہ: (وہ سالک) دنیا و مافیہا سے بالکل بے خبر ہو کر شراب کے ایک گھونٹ کے لئے اپنی عقل و ہوش کو برباد کر کے بیٹھا تھا۔

3- لغت:

نفیر آسودہ چنگ: دل کو آسودگی بخشنے والی چنگ کی آواز۔

ترجمہ: تمام مغنی حضرات بے خود ہو کر ایک طرف پڑے تھے۔ دل کو آسودگی بخشنے والی چنگ کی آواز تھی اور بربط فغاں سے خاموش تھی۔

4- ترجمہ: محفل کی شمع زرد رنگ میں اور کمزوری کے عالم میں کانپتی ہوئی کھڑی تھی۔ ایک آگ تھی جو سر پر دوڑتی بڑی خوشی سے آ رہی تھی۔

5- ترجمہ: میں نے چاہا کہ میں اس در سے گزر جاؤں لیکن اچانک اندر سے سالک کی نظر مجھ پر پڑ گئی اور وہ غصے میں آ گیا۔

6- ترجمہ: اس نے کہا کہ تو کہاں آیا ہے اور کیا ہر طرف گھوم پھر رہا ہے۔ تو اب اپنے آپ سے بھی گزر جا اور ہماری شراب لا اور ایک گھونٹ شراب کا بھی پی۔

7- ترجمہ: تو بھی اس رندوں کے شراب خانے میں تلچھٹ پینے والوں میں سے ہو جا تا کہ تجھے جو بھی چیز چاہئے وہ مل جائے۔ اس نصیحت کو غور سے سن۔

8- ترجمہ: اے خسرو! اس قسم کی حکایات تیرے درخور اعتنا نہیں ہیں۔ جا، تجھ میں اتنی آگ (گرمی) ہی نہیں ہے خوامخواہ کسی جوش کا مظاہرہ مت کر۔

غزل......140

1- ستمگرے کہ دلم شاد نیست جز بہ غمش
بہ خامہ راست نیاید شکایت ستمش

2- ہزار ناوک غمزہ زدہ ست بر دل من
کہ ہیچ آہ ز من برنیامد از المش

3- اگر ز دست اجل چندگہ امان یابم
بہ خاک پاش کہ سر بر ندارم از قدمش

4- هزار نامہ نوشتم بہ خون دیدۂ دلے
باین دیار نیامد کبوتر حرمش

5- کسے کہ دیدن رخسار او ہوس دادر
دگر خلاص نیابد ز زلف خم بہ خمش

6- مباشرے کہ بہ کنج فراق مے نوشد
سفال بادہ نماید بہ چشم جام جمش

7- اگر بہ زہد شوی شہرۂ جہان، خسرو
چہ سوذ تا نکنی اعتماد بر کرمش؟

شعر نمبر 1 ترجمہ: اے ستم گر! میرا دل خوش نہیں۔ اس میں سوائے اُس کے غم کے اور کچھ نہیں ہے اور میرے قلم کو درست نہیں لگتا کہ اس کے ستم کی شکایت لکھے۔

2- ترجمہ: اُس نے اپنے غمزہ کے ہزاروں تیر میرے دل پر مارے ہیں (اس کے باوجود) اس کے ستم کی بناء پر بھی مجھ سے ایک آہ تک نہیں نکلی۔

3- ترجمہ: اگر موت کے ہاتھوں کچھ امان پاؤں تو میں اُس کے قدموں کی خاک پر کبھی سرکشی نہ کروں بلکہ سر جھکا دوں۔ (سر برداشتن کے معنی ہیں سرکشی کرنا۔)

4- ترجمہ: میں نے خون دل سے اُس کو ہزار خط لکھے لیکن اُس کے حرم کی جانب سے (میرے) اس شہر کی طرف کوئی کبوتر (جواب لے کر) نہ آیا۔

5- لغت:

ہوس دارد: خواہش رکھتا ہے۔ خمش: اس کے خم سے۔ خلاص نیابد:
ترجمہ: جو کوئی شخص اُس کے رخسار کو دیکھنے کی خواہش رکھتا ہے تو وہ (دیدار رخسار کے علاوہ) پھر اُس معشوق کی پیچ دار زلف کے خم سے کبھی رہائی نہ پائے گا۔

6- لغت:

مباشرے: مراد شراب۔ سفال بادہ: مٹی سے بنا ہوا شراب کا پیالہ۔
ترجمہ: جو کوئی شخص فراق کے گوشے میں شراب (غم) پیتا ہے تو اس کو جام جم بھی مٹی سے بنا ہوا شراب کا پیالہ دکھائی دیتا ہے۔

7- لغت:

شہرہ جہان: سارے جہان میں مشہور۔
ترجمہ: اگر تو اپنے زہد کی وجہ سے سارے جہان میں مشہور ہو جائے تو کیا فائدہ۔ (شہرت کا لطف تو تب ہے) کہ تو

اُس کے کرم پر اعتماد نہ کرے۔

—◄►—

غزل......141

1- اے زدہ ناوکم بہ جان' یک دو سہ چار و پنج و شش
کشتہ چو بندہ ہر زمان' یک دو سہ چار و پنج و شش

2- گفتہ بہ وعدہ گہ گہے یک شب از آن تو شوم
روز گذشتہ درمیان' یک دو سہ چار و پنج و شش

3- گفت صبا ز غیرتم کاید اگر ز کوی تو
ہمرہ بوی تست جان' یک دو سہ چار و پنج و شش

4- پیش در تو ہر نفس از ہوس دھان تو
بوسہ زنم بر آستان' یک دو سہ چار و پنج و شش

5- منع دو چشم کن کہ شد از دل خستہ ہر دمے
رایت آن دو ناتوان' یک دو سہ چار و پنج و شش

6- گاہ نظارہ چون کہ تو جلوہ کنی جمال را
کشتہ شوند عاشقان' یک دو سہ چار و پنج و شش

7- آہ و فغان ز مردمان' بسکہ ہمی کند دمے
خسرو خستہ دل فغان' یک دو سہ چار و پنج و شش

شعر نمبر 1 ترجمہ: اے محبوب تو نے میری جان پر تیر مارے ہیں۔ ایک' دو' تین' چار' پانچ' چھ بار (یعنی کئی بار)۔ تو نے غلاموں کی طرح مار ڈالا ہر موقع پر۔ ایک' دو' تین' چار' پانچ' چھ بار (کئی بار)۔

2- ترجمہ: تو نے وعدہ کیا تھا کہ کبھی کبھی ایک رات تیرے پاس رہوں گا۔ گزرنے والے دن تو درمیان میں رہ گئے۔ ایک' دو' تین' چار' پانچ' چھ بار (کئی بار)۔

3- ترجمہ: صبا نے میری غیرت سے کہا کہ اگر تیرے کوچے سے تیری خوشبو کے ساتھ ساتھ تیری جان بھی آ جائے۔ ایک' دو' تین' چار' پانچ' چھ بار (کئی بار)۔

4- ترجمہ: تیرے گھر کے دروازے کے سامنے میرا ہر سانس تیرے منہ پر بوسہ دینے کو خواہش رکھتا ہے۔ ایک' دو' تین' چار' پانچ' چھ بار (کئی بار)۔

5- ترجمہ: دو آنکھوں کو منع کر کہ ٹوٹے ہوئے دل کا ہر لحہ حال سے کمزور سے کمزور تر ہوتا جا رہا ہے۔ ایک' دو' تین' چار'

پانچ، چھ بار (کئی بار)۔

6- ترجمہ: جس جگہ پر تو اپنے حسن کا جلوہ دکھاتا ہے تو کئی عاشق وہاں مارے جاتے ہیں۔ ایک، دو، تین، چار، پانچ، چھ بار (کئی بار)۔

7- ترجمہ: ٹوٹے ہوئے دل والا خسرو جب بہت زیادہ فغاں کرتا ہے تو وہ لوگوں کی آہ و فغاں کرتا ہے۔ ایک، دو، تین، چار، پانچ، چھ بار (متعدد بار)۔

غزل......142

1- مائیم و شبی و یار درپیش
جام مے خوشگوار درپیش

2- گل آمدہ و خزان گذشتہ
دی رفتہ و نوبہار درپیش

3- وقت چمن و شگفتہ باغی
بی زحمت خار درپیش

4- دستم بلب و نظر برویش
می بر کف و لالہ زار درپیش

5- من بیہش و مست یار و یارم
نی مست نہ ہوشیار درپیش

شعر نمبر 1 ترجمہ: ہم ہیں اور رات کا وقت ہے اور دوست سامنے ہے۔ خوشگوار شراب کا جام بھی سامنے ہے۔

2- ترجمہ: موسم بہار آ گیا، خزاں کا موسم چلا گیا۔ دی کا مہینہ چلا گیا اور نوبہار کا موسم آ گیا۔

3- ترجمہ: گلستان میں بہار کا وقت ہے اور باغ پورا شگفتہ ہے اور کانٹے بے زحمت ہیں۔ اگرچہ کانٹے سامنے ہیں۔

4- ترجمہ: میرے ہاتھ محبوب کے لب پر ہیں اور نظر اُس کے چہرے پر۔ ہتھیلی میں شراب ہے اور لالہ زار سامنے ہے۔

5- ترجمہ: میں بالکل بے ہوش ہوں اور محبوب کے حسن میں مست ہوں۔ لیکن میرا محبوب نہ مست ہے اور نہ ہی کوئی ہشیار سامنے ہے۔

غزل......143

1- سوار من از من عنان در مکش
یک امروز از گفت من سرمکش

2- ز دل نقش ابروی خود برمگیر
بہ کشتن ز قربان کمان برمکش

3- اگر خنجر غمزہ بہر سزاست
سر اینک فدای تو' خنجر مکش

4- چو سلطان شدی بر دلم خط میار
ولایت بہ فرمانست' لشکر مکش

5- مژہ تیز بر جان خسرو مزن
چنان تیر بر صید لاغر مکش

شعرنمبر 1 ترجمہ: اے میرے سوار میری طرف سے اپنی باگ مت کھینچ۔ ایک دن میری بات کو مت ٹال۔

2- ترجمہ: دل سے اپنی ابرو کے نقوش کو مت مٹا۔ قربانی کی غرض سے مارنے کے لئے اپنی کمان مت کھینچ۔

3- ترجمہ: اگر غمزے کا خنجر سزا دینے کے لئے ہے تو یہ سر تیرے سامنے ہے تو خنجر مت کھینچ۔

4- ترجمہ: جب تو بادشاہ بن گیا ہے تو میرے دل کو آزاری نہ پہنچا۔ سارا ملک تیرے تابع فرمان ہے۔

5- ترجمہ: اپنی تیز نگاہوں کے وار خسرو کی جان پر مت کر۔ اس طرح کے تیر اس کمزور و ناتواں شکار پر مت کھینچ۔

ردیف ع

غزل......144

1- چو مہر میکند از مشرق پیالہ طلوع
شود منور از انوار او جہان مجموع

2- جہان پیر چو روشن شد از فروغ قدح
چہ باک، اگر نکند آفتاب چرخ طلوع؟

3- جماعتے کہ بہ تقوی و شرع می کوشند
چرا بہ بادہ پرستی نمی کنند شروع؟

4- کتاب فقہ ندانند در مدارس ما
دریغ عمر کہ شد صرف در اصول و فروع

5- فقیہ شرع کہ مارا بہ مے کند تکفیر
بہ عمر خویش نکردہ ست سجدہ بہ خضوع

6- چو نامہ بنویسم بہ سوی دلبر خویش
فمنہ آمن قلبی علی کتاب دموع

7- مگوی پند بہ خسروؔ ازو گذر، واعظ
کہ پند خلق بود نزد مست ناسموع

شعر نمبر 1 لغت:

مہر: سورج۔ انوار: روشنیاں (روشنی)۔ جہان مجموع: سارا جہان۔

ترجمہ: جب مشرق سے سورج کا پیالہ طلوع ہوتا ہے تو اس کی روشنی سے سارا جہان روشن ہو جاتا ہے۔

2- لغت:

جہان پیر: یہ بوڑھا جہان، یہ قدیم دُنیا۔ فروغ: چمک، تابش۔

ترجمہ: پیالے کی چمک سے جب یہ قدیم جہان روشن ہوگیا تو پھر اب ڈر کس بات کا۔ چاہے آسمان کا خورشید طلوع نہ ہو۔

3- ترجمہ: وہ جماعت جو تقوی اور شریعت کی باتیں کرتی ہے، وہ اپنی تبلیغ بادہ پرستی سے کیوں شروع نہیں کرتی۔

4- ترجمہ: ہماری درسگاہوں میں فقہ کی کتابوں کے بارے میں کوئی کچھ نہیں جانتا۔ افسوس ہے اس عمر پر جو محض فروعات اور اصول دین میں ہی گزر گئی۔

5- ترجمہ: شرع کی فقہ بیان کرنے والا شخص جو ہمیں شراب پینے پر کفر کا فتویٰ لگا دیتا ہے' اس نے خود ساری عمر کبھی بھی خضوع و خشوع کے ساتھ ایک بھی سجدہ نہیں کیا ہے۔

6- لغت:

فمنہ: پس اس میں۔ دموع: آنسوؤں' جمع دمع کی بمعنی آنسو۔

ترجمہ: جب میں اپنے دلبر کے نام خط لکھتا ہوں تو اس میں لکھتا ہوں کہ میرے دل کو سکون مل گیا ہے۔ میں نے (تیری یاد میں) خوب آنسو بہائے ہیں۔

7- لغت:

نامسموع: اَن سنے' جو سنے نہ گئے ہوں۔

ترجمہ: اے واعظ! تو خسرو کو چھوڑ دے۔ اس کو کوئی نصیحت نہ کر کیونکہ مست آدمی کے نزدیک کوئی بھی نصیحت اَن سنی بات ہوتی ہے۔

ردیف غ

غزل......145

1- گل ز بیم باد زیر پردہ می دارد چراغ
آری آری باد را طاقت نمی آرد چراغ

2- ہر شبی پروین کہ عکس خویش در آب افگند
آسمان گوئی میان آب می کارد چراغ

3- برگ می ریزد ز گل، دانم خزاں خواہد رسید
میہماں آید بخانہ چونکہ گل بارد چراغ

4- بی چراغ مئے جہان در دیدۂ خسرو خوش است
ساقی خورشید روی کو کہ بسپارد چراغ

شعر نمبر 1 ترجمہ: پھول ہوا کے ڈر کی وجہ سے اپنے پردوں میں چراغ چھپائے ہوئے ہے۔ ہاں یہ بات تو درست ہے۔ چراغ میں اتنی طاقت نہیں کہ ہوا کی تاب لائے۔

2- ترجمہ: ہر رات کو جبکہ پانی میں پروین اپنا عکس ڈالتی ہے تو تو کہے گا کہ آسمان نے یہاں آ کر چراغ جلا دیئے ہیں۔

3- ترجمہ: جب پھول سے پتیاں جھڑنے لگتی ہیں تو میں جان جاتا ہوں کہ خزاں کا موسم آ پہنچا۔ گھر میں مہمان آ رہا ہے چنانچہ چراغ پھول برسا رہا ہے۔

4- ترجمہ: خسرو کی نگاہ میں چراغ بادہ کے بغیر یہ جہان کہاں خوش ہے۔ سورج جیسے چہرے والا ساقی کہاں ہے کہ چراغ اس کے سپرد کرے۔

ردیف ک

غزل......146

-1 بوستان جلوه در گرفت اینک
گل ز رخ پرده بر گرفت اینک

-2 آتش لاله بر فروخت ز باد
دامن کوه در گرفت اینک

-3 بلبل آمد' نشست بر سر گل
بینوا بوؤ زر گرفت اینک

-4 غنچه در پیش فاختہ ز اصول
سبقے تازه بر گرفت اینک

-5 ورق غنچه را که نم زده بود
ورقش یک دگر گرفت اینک

-6 آب را گرچه چشم ها پاک است
بوستان را بہ بر گرفت اینک

-7 بید در لرزه گشت و تیغ کشید
آب را رہگذر گرفت اینک

-8 خار چون تیز کرد پیکان را
گل بہ برگش سپر گرفت اینک

-9 شاخ گلگون کہ بار گیر گل است
ناگہ از باد بر گرفت اینک

-10 مرغ می گفت' گل نخواہد رفت
لالہ گوی کمر گرفت اینک

-11 ابر در گریہ شد ز نالہ خویش
پردۂ تنگ در گرفت اینک

12- کرد بر وے سحاب ریختنی
باغ ار دُرّ و زر گرفت اینک

13- طوطی آغاز شعر خسرو کرد
روی گل در شکر گرفت اینک

شعر نمبر 1 لغت:

در گرفت: در گرفتن کے معنی ہیں موافق آنا' احاطہ کرنا' گھیرنا' صحبت کا موافق آنا' در گرفت ماضی مطلق ہے۔اینک: یہ لؤاب دیکھ لو۔

ترجمہ: گلستان جلوے میں گھر گیا ہے اور پھول نے اپنے چہرے سے پردہ اُٹھا لیا ہے۔ یہ لؤ یہ دیکھو۔

2- ترجمہ: ہوا کے چلنے سے گل لالہ کی آگ دامن کوہ میں پھیل گئی ہے۔ یہ لؤ اس وقت۔

3- ترجمہ: بلبل آئی اور پھول کے کنارے بیٹھ گئی۔ بے چاری بے نوا تھی۔ اب اُس کو پھول کی دولت مل گئی۔

4- لغت:

اصول فاختہ: موسیقی کی سترہ تالوں میں سے چھٹی تال کا نام۔ مراد موسیقی کی تالیں۔

ترجمہ: غنچے نے موسیقی کی تالوں میں ایک تازہ سبق حاصل کر لیا ہے اس وقت۔

5- ترجمہ: غنچہ کے اوراق جو کہ نم زدہ تھے (بکھرے ہوئے تھے) اب ایک دوسرے کے ساتھ باہم ہو کر ایک ہو گئے ہیں۔

6- ترجمہ: پانی کے پاک چشمے اگرچہ پاک ہیں لیکن اب گلستان میں ان چشموں کو بھی اعلیٰ صلہ مل گیا ہے۔

7- ترجمہ: بیدلرزنے میں آ گیا اور تلوار اُٹھا لی۔ اب اس نے پانی میں رہگذر بنا لی ہے۔

8- ترجمہ: کانٹے نے جب اپنے تیروں کو تیز کیا تو اب پھول نے اپنے پتوں پر ڈھال کھینچ لی ہے۔

9- ترجمہ: پھولوں سے بھری ہوئی شاخ جو اس وقت سرخ رنگ کی ہے۔ اچانک ہوا کے زور سے بارور ہوئی ہے۔

10- ترجمہ: پرندہ کہتا تھا کہ اب بھول نہیں جائے گا۔ اب تو گل لالہ نے کمر باندھ لی ہے۔

11- ترجمہ: بادل اپنے نالہ و فغاں کی وجہ سے رونے لگا۔ اس نے اب پردے کو مکمل طور پر گھیر لیا ہے۔

12- لغت:

سحاب: بادل۔ دُرّ و زر: موتی اور سونا۔ ریختنی: بکھیرنا۔

ترجمہ: اب باغ میں بادل نے موتی اور سونے کی بارش بکھیرنی شروع کر دی ہے۔

13- لغت:

روی گل: پھول کا چہرہ۔ در شکر گرفت: میٹھا ہو گیا۔

ترجمہ: طوطی نے خسرو کے اشعار گانے شروع کر دیئے (انہیں سن کر) اب پھول کے چہرے مٹھاس سے بھر گئے۔

—— ◄ ► ——

ردیف ق

غزل......147

1- رسید .. دوش ندائے ازین بلند رواق
که اے مقیم زوایای شہربند فراق

2- درین حضیض چرا گشته ای چنین محبوس؟
گذر چو طایر قدسی ز اوج این نه طاق

3- منافقند و ریائی جمیع اہل بشر
بیا به صحبت یاران بے ریا و نفاق

4- ترا به روز ازل با حبیب عہدے بود
چه آمدت که فراموش کرده ای میثاق؟

5- مرو به قول مخالف به ہرزه راه حجاز
وگرنه راه نیابی به پردۂ عشاق

6- کسے که مسکن اصلیش عالم علویست
چه میکند به خراسان چه میرود به عراق؟

7- ز خویش بگذر و باز آی سوی ما' خسرو
که نیست خوشتر از این جای در ہمه آفاق

شعر نمبر 1 لغت:

بلند رواق: مراد آسمان۔ زوایای شہر بند فراق: جدائی کے بالکل مسدود شہر کے زاویے۔
ترجمہ: کل آسمان کی بلندیوں سے یہ آواز آئی کہ اس جدائی کے بالکل مسدود شہر میں رہنے والے!

2- لغت:

حضیض: پستی' نشیب۔ محبوس: قید ہوکر' مقید ہوکر۔ طائر قدسی: فرشتہ۔ اوج: بلندی۔ نہ طاق: مراد نو آسمان۔
ترجمہ: تو اس پستی میں اس طرح مقید ہوکر کیوں رہ گیا ہے۔تو فرشتوں کی طرح ان نو آسمانوں کی بلندیوں پر سے بھی گزر جا۔

3- لغت:

جمیع اہل بشر: یہ تمام لوگ۔ نفاق: دشمنی' دوغلا پن۔

ترجمہ: یہ سب لوگ منافق ہیں اور سب افراد ریا کاری کرتے ہیں۔ آ بے ریا اور بے نفاق دوستوں کی صحبت میں آ جا۔

4- لغت:

باحبیب عہدے بود: دوست کے ساتھ کیا ہوا ایک وعدہ ہے۔ میثاق: عہدنامہ۔

ترجمہ: اپنے حبیب کے ساتھ تیرا پہلے دن سے کیا ہوا ایک وعدہ ہے تو کیا بات ہوئی ہے کہ تو نے وہ عہدنامہ فراموش کر دیا ہے۔ (اشارہ الست بربکم. قالو بلٰی کی طرف ہے۔)

5- لغت:

بہ ہرزہ: فضول۔

ترجمہ: کسی مخالف کے کہنے پر حجاز کے سفر پر فضول ہی روانہ نہ ہو جانا۔ وگرنہ عاشقوں کے پردے میں تجھے کوئی راہ نہیں ملے گی۔

6- لغت:

مسکن: ٹھہرنے کی جگہ' ٹھکانہ۔ عالم علویت: اعلیٰ مقام والا جہان' عالم بالا۔

ترجمہ: جس شخص کا ٹھکانہ عالم بالا میں ہو' وہ خراسان میں کیا کرے۔ وہ عراق کیوں جائے۔

7- ترجمہ: اے خسرو! تو اپنے آپ سے گزر جا اور ہماری طرف آ جا کیونکہ سارے جہان میں اس سے بہتر جگہ کوئی نہیں ہے۔

ردیف ل

غزل......148

-1 ترک من، رفتم ز کویت گر ز من گشتی ملول
خیر بادت، میکنم یک سجدهٔ فردا قبول

-2 زور و زر باشند اسباب وصال، اما مرا
نیست چیزے غیر زاری در تمنای وصول

-3 بسکه چشم سیل خون میبارد از ہجران تو
کاروان در رہ نمی یابد ز گل جای نزول

-4 دمبدم از خون دل با تو نویسم نامہ، لیک
جز نسیم صبحدم دیگر نمی یابم رسول

-5 در حریم کعبہ روحانیان، یعنی کہ دل
جز خیال دوست کس را نیست امکان نزول

-6 تا بخواند آیت عشق از خط مشکین یار
رفت از یادم روایات فروع بے اصول

-7 عاقلان گر غافلند از حال خسرو، عیب نیست
از مجانین کے خبر دارند ارباب عقول؟

شعر نمبر 1 لغت:

ترک من: مراد میرا معشوق، میرا محبوب۔ گشتی ملول: تو ناراض ہو گیا ہے۔ خیر بادت: تو خیریت سے رہ۔

ترجمہ: اے میرے محبوب اگر تو مجھ سے ناراض ہو گیا تو میں تیرے کوچے سے چلا گیا۔ تو خیریت سے رہ اور میں مستقبل میں سجدہ ہی کرتا رہوں گا اس کو قبول کر۔

2۔ ترجمہ: (بالعموم) یار کے وصال کے اسباب میں زور اور زر شامل ہوتے ہیں لیکن میرے لئے تیری وصال کی تمنا کی تکمیل کے لئے سوائے آہ و زاری کے اور کوئی چیز نہیں ہے۔

3۔ ترجمہ: تیری جدائی کی وجہ سے میری آنکھوں میں آنسوؤں کا طوفان اُمڈ آیا ہے اور (زندگی کے) کاروان کو راہ میں کہیں بھی اے محبوب میرے ملنے کی صورت نظر نہیں آئی۔

4- لغت:

رسول: یہاں مراد پیغام لانے والا۔ دمبدم: مراد متعدد بار۔
ترجمہ: بار بار میں نے اپنے دل کے خون سے تجھے خط لکھ کر روانہ کیے لیکن سوائے صبح کی بادنسیم کے مجھے کوئی پیغام لانے والا نہیں ملا۔

5- لغت:

حریم: کعبہ کی دیوار کا اندرونی حصہ۔ روحانیان: مراد فرشتے۔ نزول: نازل ہونے کا' آنے کا۔
ترجمہ: فرشتوں کے کعبہ کے اندر یعنی دل میں سوائے دوست کے خیال کے کسی کے آنے کا امکان نہیں ہے۔ یعنی میرے پاکیزہ دل میں سوائے میرے محبوب کے خیال کے اور کوئی بات نہیں سما سکتی۔

6- لغت:

خط مشکین: خوشبودار خط۔ فروع: شاخیں' شعبے۔
ترجمہ: میری یاد سے فروع بے اصول کی تمام تر روایتیں جاتی رہیں تاکہ تیرے خوشبودار خط کی آیات (مراد مصدقہ مندرجات) کو پڑھا جاسکے۔

7- لغت:

مجانین: مجنون کی جمع' مراد دیوانے۔ عاقلان: عقلمند لوگ۔ ارباب عقول: اہل دانش۔
ترجمہ: عقل مند لوگ اگر خسرو کے حال سے ناواقف ہیں تو کوئی عیب کی بات نہیں کیونکہ اہل دانش دیوانے لوگوں کی کیا خبر رکھتے ہیں۔

——◄ ►——

غزل......149

1- من نخواہم بُرد جان از دست دل
اے مسلمانان فغان از دست دل

2- سینہ می سوزد مدام از جور چشم
دیدہ می گرید رواں از دست دل

3- ہر کہ از دستان دل غافل شود
زود گردد داستان از دست دل

4- جانم اندر تاب و دل درتپ بماند
این ز دست چشم و آن از دست دل

-5 گفتہ بودم پای در دامن کشم
وین حکایت کے توان از دست دل

-6 قوت پای نداری خسروا
تانہی سر در جہان از دست دل

شعر نمبر 1 ترجمہ: میں دل کے ہاتھوں اپنی جان نہ جانے دوں گا۔ اے مسلمان دوستو! فریاد ہے فریاد اس دل کے ہاتھوں۔

2- ترجمہ: اُس محبوب کی آنکھوں کے ظلم وستم کی وجہ سے ہمیشہ میرا سینہ جل رہا ہے۔ میری آنکھیں مسلسل روتی جا رہی ہیں۔ اس دل کے ہاتھوں۔

3- ترجمہ: ہر وہ شخص جو دل کے ہاتھوں سے غافل ہو گیا۔ جو دل کی باتوں سے عدم توجہی کا شکار ہو گیا۔ وہ بہت جلد اسی دل کے ہاتھوں ایک داستان بن کر رہ جائے گا۔ دل کا کسی دل کے ساتھ لگ جانا دراصل دل کے ہاتھوں دل ہار دینے کے مترادف ہوتا ہے۔

4- ترجمہ: میری جان جل گئی اور دل تپش میں پڑ گیا۔ یہ آنکھوں کی وجہ سے اور وہ دل کے ہاتھوں سے۔ جان کے جلنے سے آنکھوں سے خون کے آنسو نکلنے لگے جبکہ دل کی جلن سے دل ہی کشتہ ہو گیا۔

5- ترجمہ: میں نے کہا تھا کہ میں اپنے پاؤں اپنے دامن میں کھینچ لوں لیکن یہ بات میں اپنے دل کو کیسے کہہ سکتا ہوں۔

6- ترجمہ: اے خسرو تجھے پاؤں پر قائم رہنے کی طاقت حاصل نہیں ہے تاکہ تو اپنے دل کے ہاتھوں اپنا سر دنیا میں مضبوطی سے رکھ دے۔

غزل......150

-1 مرا سیرت خصومت ہا ست با دل
کنون با من درین سودا و با دل

-2 اگر باد سر زلفت ہمین است
کجا ما و کجا جان و کجا دل

-3 ز تو از گوشہ چشمی اشارت
ز ما عقل و ز ما جان و ز ما دل

-4 چہ گویندم کہ دل نہ پند بشنو
کہ صد منزل زن راہست تا دل

-5 بیک دلدار بس کن خسرو از آنک
کہ ننہد ہیچ عاشق جا بجا دل

شعر نمبر 1 لغت:

بہرت: تیرے لئے، تیری خاطر۔ خصومت: دشمنی۔ کنون: اب۔

ترجمہ: تیری خاطر ہی دل کے ساتھ دشمنیاں ہیں اور تیرا سودا بھی دل سے ہے۔

2- ترجمہ: اگر تیری سر کی زلف کی خوشبودار ہوا ایسے ہی چلتی رہی تو پھر کہاں ہمارا دل، کہاں ہماری جان اور کہاں ہم خود (یعنی ان میں سے کچھ بھی نہیں رہے گا۔)

3- لغت:

ز گوشہ چشمی: تیری آنکھ کے کونے سے۔

ترجمہ: اگر تیری آنکھ کے ایک گوشے سے کوئی اشارہ بھی ہو جائے تو ہماری عقل، ہماری جان اور ہمارا دل سکون و راحت پا جائے۔

4- لغت:

چہ گویندم: میں کیا کہوں۔ پند: نصیحت۔

ترجمہ: میں دل کو کیا کہوں کہ کوئی نصیحت نہ سننا کیونکہ اس راستے پر کئی ایسی راہیں ہیں جو منزل پر پہنچانے کی بجائے گمراہ کر دیتی ہیں۔

بہت سے راستے آتے ہیں میرے دل کی طرف
راہ خلوص سے آؤ تو فاصلہ کم ہے

5- ترجمہ: اے خسرو! ایک ہی محبوب پر اکتفا کر اور اس کو بہت کچھ سمجھ کیونکہ کوئی بھی عاشق جگہ جگہ دل نہیں لگاتا۔ (یعنی کبھی کوئی ہرجائی سچا عاشق نہیں ہوسکتا۔ ہر جگہ ہر دل پھینک شخص عاشق صادق نہیں کہلا سکتا۔ دل صرف ایک کو ہی دو جس کو دل دو۔ اس کو اپنے لئے سب کچھ جان لو، بس!)

ردیف م

غزل......151

1- زین پای ادب نیست کہ در کوی تو آیم
سازم ز دو دیدہ قدم و سوی تو آیم

2- اے کاش شوم زود ترے خاک کہ بارے
با باد شوم ہمرہ و پہلوی تو آیم

3- در کوی تو گمرہ شوم از بوی تو با آنک
آنجا ہمہ زان رہبری بوی تو آیم

4- خورشیدی و من ذرّہ کنم بے سروپا رقص
آن لحظہ کہ در جلوہ گہ روی تو آیم

5- گفتی کہ سیاست کُنمت' کے بود آن تا
گل بستہ و آراستہ در کوی تو آیم

6- گفتی کہ برو جان ببر از منٴ چہ روم چون
ہرجا کہ روم بستہ بہ یک موی تو آیم

7- پرسی غم خسرو ز پِی شرح' زبان کو
چون پیش نمکدان سخن گوی تو آیم

شعر نمبر 1 ترجمہ: یہ پاؤں ادب کے پاؤں نہیں ہیں کہ میں ان کے ساتھ تیرے کوچے میں آؤں۔ میں اپنی دو آنکھوں کو قدم بناتا ہوں اور تیری طرف آتا ہوں۔

2- ترجمہ: کاش کے میں جلد از جلد خاک ہو جاؤں کہ ایک بار ہوا کے ہمراہ تیرے پہلو میں آ جاؤں۔

3- ترجمہ: تیرے کوچے میں آ کر میں راستہ بھول جاؤں اور تیری خوشبو کے ساتھ جو کہ تیری ہوا کی رہنمائی میں تیری خوشبو تک پہنچ جاؤں۔

4- ترجمہ: تو سورج ہے اور میں ایک ذرہ۔ خوانخواہ بے سروپا رقص کرتا جا رہا ہوں۔ بالخصوص اس وقت جب میں تیرے چہرے کی جلوہ گاہ میں آ جاتا ہوں۔

5- ترجمہ: تو کہتا ہے کہ میں تیرے ساتھ سیاست کر رہا ہوں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ میں پھولوں کے گلدستے لے کر اور ان کو سجا کر میں تیرے کوچے میں خود آ رہا ہوں۔

6- ترجمہ: تو نے کہہ دیا کہ جاؤ اور میری جان بھی لے جاؤ۔ میں کہاں جاؤں' کس طرح جاؤں۔ جہاں کہیں بھی جاتا ہوں' میں ایک بال سے بندھا واپس آ جاتا ہوں۔

7- ترجمہ: تو خسرو سے پوری تفصیل کے ساتھ اس کے غم کا حال جاننا چاہتا ہے۔ وہ زبان کہاں سے لاؤں بالخصوص جب تیرے جیسا بہترین کلام کہنے والا سامنے ہو۔ اُس کے سامنے میں کیا کہہ سکتا ہوں۔

غزل......152

1- ہر شب از شوق جامہ پارہ کُنم
عاشقم عاشقم' چہ چارہ کُنم

2- گر بر آید مہ از گریبانش
دامن از گریہ پُر ستارہ کُنم

3- از درونم برون نخواہد رفت
گر چہ صد جای سینہ پارہ کُنم

4- خون شد این دل' نگر ز بہر جفات
دل دیگر ز سنگ خارہ کُنم

5- جرعہ گر بیابم از لب تو
صوفیان' را شراب خوارہ کُنم

6- چند گوئی کہ صبر کُن در ہجر
گر توانم ہزار بارہ کُنم

7- من ہمی میرم و تو آب حیات
چون توانم ز تو کنارہ کُنم

8- تو کُنی جور بر دل خسرو
من چو بیگانگان نظارہ کُنم

شعر نمبر 1 ترجمہ: میں ہر رات تیرے عشق میں اپنے کپڑے پارہ پارہ کر دیتا ہوں۔ کیا کروں میں عاشق ہوں' میں تو عاشق ہوں۔

2- ترجمہ: اگر میرا چاند (میرا محبوب) میرے گریبان سے باہر آ جائے تو میں اپنا دامن آنسوؤں کے ستاروں سے بھر دوں۔

3- ترجمہ: اگر میں اپنے سینے کو سینکڑوں جگہ سے چیر دوں تب بھی تو میرے دل سے باہر نہیں جا سکے گا۔
4- ترجمہ: اے محبوب! ذرا دیکھ۔ تیری جفا کاری کی وجہ سے میرا دل خون ہو گیا۔ اس پتھر جیسے دل سے میں ایک دل لے آؤں گا۔
5- ترجمہ: اگر میں تیرے لب سے ایک گھونٹ بھی حاصل کر لوں تو تمام صوفی لوگوں کو شرابی بنا دوں۔
6- ترجمہ: تو کب تک مجھے یہ کہتا رہے گا کہ صبر کرو۔ اگر میں کر سکتا تو ہزار بار کرتا۔
7- ترجمہ: میں تو مر رہا ہوں اور تو آب حیات ہے۔ میں کس طرح تجھ سے کنارہ کشی کر سکتا ہوں۔
8- ترجمہ: تو خسرو کے دل پر جور و ستم کرتا جا رہا ہے۔ میں بیگانوں کی طرح اس کو دیکھتا جا رہا ہوں۔

غزل......153

1- بر جمالت مبتلایم چون کنم
من بر عشقت برنیایم چوں کنم

2- لاف عشقت میزنم جانا ولی
بس فقیر بے نوایم چون کنم

3- گفتی' از کویم برو بیگانہ باش
با سگانت آشنایم چون کنم

4- سر بہ شاہان در نمی آرد حریف
من کہ درویش و گدایم چون کنم

5- روزگارے شد کہ از لعل لبش
کشتہ یک مرحبایم' چون کنم

6- خسرو بے چارہ میگوید بہ صدق
عاشق روی شمایم چون کنم

شعر نمبر 1 ترجمہ: میں تیرے حسن میں مبتلائے عشق ہو گیا ہوں' کیا کروں۔ میں تیرے عشق میں سے اب باہر نہیں آ سکتا۔ اب میں کیا کروں' کیسے کروں۔ (کس طرح اس مصیبت سے رہائی پاؤں۔)
2- ترجمہ: میں تیرے عشق کی ڈھینگ ضرور مارتا ہوں لیکن اے میرے محبوب کیا کروں میں ایک بہت ہی لاچار اور بے بس بے سہارا فقیر بن کر رہ گیا ہوں۔ کیا کروں' کیسے وقت گزاروں' کیسے نبھاؤں۔
3- ترجمہ: (اے میرے محبوب) تو نے کہہ دیا کہ میرے کوچے سے نکل جاؤ اور بالکل بیگانہ بن جاؤ لیکن اے محبوب

میں تو تیرے کتوں سے بھی آشنا ہو چکا ہوں۔ میں کس طرح ایسے کروں' کیا کروں۔

4- ترجمہ: (یہ درست ہے کہ حریف بادشاہوں کے سامنے سربلند نہیں کرتے) میں تو ایک درویش ہوں' گدا ہوں۔ میں کیا کروں' کس طرح آپ کے ساتھ چلوں۔

5- ترجمہ: ایک زمانہ گزر گیا ہے کہ تیرے لعل جیسے سرخ ہونٹوں کی جانب سے ایک مرتبہ کی۔ آفرین اور خوشی سے ملاپ کے مارے ہوئے ہیں۔ اب کس طرح (زندگی بسر کریں) کیا کریں۔ یعنی ایک دفعہ محبوب نے بوسہ دیا تھا۔ بس اسی لمحے کے مارے ہوئے ہیں۔ اب ترس رہے ہیں' کیا کریں۔)

6- ترجمہ: خسرو تو ایک بے چارہ ہے اور سچے دل سے کہتا ہے کہ ہم تو تمہارے چہرے کے عاشق ہیں اور کیا کریں۔

◄ ►

غزل......154

1- گر آشکار حدیث نہان خویش کُنم
به آشکار و نہان قصد جان خویش کُنم

2- ز گریه راز تو بر سینه چون رسد' چه کُنم؟
روان ز گریه گره بر زبان خویش کُنم

3- به حیله آنچه توانستم آن خود کردم
ولے ترا نتوانم که آن خویش کُنم

4- ازآن تست جفا و ازآن بنده وفا
تو آن خویش کُن و من ازآن خویش کُنم

5- روان شدی به سفر' میرسد مرا چو جرس
که ناله ها به سر کاروان خویش کُنم

6- وداع کردی و چشم روان شد از بر تو
کنون وداع دو چشم روان خویش کُنم

7- طبیب رفت ز خسرو' دگر کنون وقت است
که خود علاج دل ناتوان خویش کُنم

شعر نمبر 1 ترجمہ: اگر میں اپنی پوشیدہ بات ظاہر کر دوں تو اس عیاں و نہاں کے نتیجہ میں میں اپنی جان کھو بیٹھوں۔

2- ترجمہ: جب رو رو کر بہنے والے آنسوؤں سے ترا راز عیاں ہوتا ہے تو میں کیا کروں۔ آنسو تو رواں رہتے ہیں۔ ہاں اپنی زبان کو میں ضرور گرہ لگاتا ہوں اور زبان سے کچھ نہیں کہتا۔ آنسو ازخود راز افشاء کر دیتے ہیں۔

3-لغت:

حیلہ: ہوشیاری' چارہ' فریب' داؤ۔ آن: حسن کی ادا' ناز و کرشمہ' معشوق کے حسن کی خاص کیفیت' مال' عزت' جاگیر' ملکیت' عقل' شراب' ساعت' لمحہ' لحظہ۔

ترجمہ: میں نے جہاں تک ممکن ہو سکا' حیلہ بہانے سے اپنی عزت کا تحفظ کیا لیکن تجھے میں اپنی ملکیت نہ بنا سکا۔ تیرے حسن کی ادا سے میں خود کو بچا نہیں سکتا۔

4- ترجمہ: تیری طرف سے تو جفا ہی جفا ہے اور اس غلام کی طرف سے وفا ہی وفا ہے تو اپنی عقل استعمال کرتا جا۔ میں اپنا فرض نبھائے جاتا ہوں۔

5- ترجمہ: تو سفر کو روانہ ہو گیا۔ مجھ تک تو اس طرح پہنچتا ہے جیسے کاروان کی گھنٹی کی آواز۔ اسی بات کو یوں سمجھ لو کہ میں نے اپنے نالہ و فریاد کو کاروان کے ساتھ ہی روانہ کر دیا ہے۔

6- ترجمہ: تو نے رخصت کر دیا اور تیرے پہلو سے میری آنکھوں میں آنسو رواں ہونے لگے۔ اب میں اپنی دونوں روتی ہوئی آنکھوں کو بھی تمہارے ساتھ رخصت کرتا ہوں۔

7- ترجمہ: خسرو کا معالج تو چلا گیا۔ اب تو یہ وقت ہے کہ میں اپنے ناتواں دل کا علاج (یہ بے چارہ و بے یار و مددگار) خود ہی کروں۔

غزل......155

1- غم کشی چند بار خویش کنم
گریہ بر روزگار خویش کنم

2- با دل خویش درد خود گویم
مویہ بر سوگوار خویش کنم

3- چون بجز غم کسی نہ محرم ماست
غم خود غمگسار خویش کنم

4- دل نہ و جان نہ پیش تو چہ کنم
کہ ترا شرمسار خویش کنم

5- یار باید بوقت خوردن غم
خسرو خستہ یار خویش کنم

شعر نمبر 1 ترجمہ: غم کشی کو میں بہت دفعہ اپنا دوست بنا لیتا ہوں اور اپنے زمانے (اپنے حالات) پر گریہ و زاری کرتا

ہوں۔

2۔ ترجمہ: میں اپنے دل کو اپنا دکھ درد بتاتا ہوں۔ اپنی سوگوار حالت پر میں خود ہی نوحہ گری کرتا ہوں۔

3۔ ترجمہ: جب غم کے سوا کوئی اور میرا غمگسار نہیں ہے تو میں اپنے ہی غم کو اپنا غمگسار بنا لیتا ہوں۔

4۔ ترجمہ: نہ تو دل اپنا ہے، نہ جان اپنی ہے۔ پھر میں تمہیں کیا پیش کروں اور چنانچہ میں کس طرح تجھے اپنا شرمسار کر لوں۔

5۔ ترجمہ: غم میں تو ایک دوست کی ضرورت ہوتی ہے۔ میں تو غم زدہ، شکستہ حال خسرو کو ہی اپنا یار بناتا ہوں۔

—◄►—

غزل 156

1- باز با درد جدائی چون کنم
باز با ہجر آشنائی چون کنم

2- دل ز جان چو بر کنم روز وداع
ترک آن ترک ختائی چون کنم

3- عقل گویذ پارسائی پیشہ کن
مست عشقم، پارسائی چون کنم

4- گفتمش روز وداع دوستان
گر بزودی باز نائی چون کنم

5- گفت کای مستغرق دریای عشق
خسروم من بی وفائی چون کنم

شعر نمبر 1 ترجمہ: پھر درد جدائی ہو گیا ہے، کیا کروں۔ پھر ہجر سے آشنائی ہو گئی ہے، کیا کروں۔

2- لغت:

ترک ختائی: ختا چین کے ایک شہر کا نام ہے جہاں کے لوگ بہت خوبصورت ہوتے ہیں۔ اس شعر میں ترک ختائی کا مطلب چینی شہر کے حسینوں میں سے ایک حسین یعنی محبوب۔

ترجمہ: الوداع کے وقت میں دل کو جان سے کس طرح جدا کروں۔ اُس ترک ختائی (معشوق) کو میں کس طرح چھوڑ دوں۔

3- ترجمہ: عقل کہتی ہے کہ پارسائی اختیار کر لے۔ میں تو عشق میں مست ہوں۔ میں کس طرح پارسائی اختیار کروں۔

4- ترجمہ: وداع ہونے کے دن دوستوں سے میں نے کہا۔ اگر اے دوست تو لوٹ کر نہ آیا تو میں کیا کروں گا۔

5- ترجمہ: اس نے کہا کہ اے عشق میں غرق ہو جانے والے! میں تو خسرو ہوں (بادشاہ ہوں) میں کس طرح بیوفائی کر سکتا ہوں۔

غزل...... 157

1- از دو زلف تو شکن وام کنم
وز برای دل خود دام کنم

2- از پی آنکہ برویت نرسد
چشم بد را بہ سخن رام کنم

3- تا تو نمائی رو، گیرم زلف
تا رخت چاشت کند، شام کنم

4- چشم از زلف سیاہ تو کشم
گلہ از محنت ایام کنم

5- نیست حلوای تو بہر خسرو
چہ بدان لب طمع خام کنم

شعر نمبر 1 ترجمہ: میں تیری دو زلفوں سے کچھ خم اور پیچ اُدھار مانگتا ہوں اور وہ پیچ وخم اپنے دل کے لئے بطور جال لیتا ہوں۔

2- ترجمہ: اس لئے کہ تیرے چہرے تک نہ پہنچے۔ میں چشم بد کو باتوں باتوں میں ہی رام کرتا ہوں۔

3- ترجمہ: میں تیری زلف پکڑ لیتا ہوں تاکہ تو چہرہ نہ دکھائے۔ جب تک بہت صبح سویرے تیرا چہرہ نمودار ہو کر روشنی بکھیرے میں اس وقت تیری زلفوں کے سائے سے شام برپا رکھتا ہوں۔

4- ترجمہ: میں تیری سیاہ زلف سے اپنی آنکھ ہٹا لوں۔ (کیوں) میں گردش ایام کا گلہ کروں۔

5- ترجمہ: تیرے (ہونٹوں) کی مٹھاس خسرو کی قسمت میں نہیں ہے۔ پھر کیوں ان لبوں کی فضول طمع کروں۔

غزل...... 158

1- برونم از دل پُر خون نمی شویٔ چہ کنم؟
ز جان سوختہ بیرون نمی شویٔ چہ کنم؟

2- توئی بہ حسن چو لیلیٰ ولیک ہیچ شبے
انیس خاطر مجنون نمی شویٔ چہ کنم؟

3- بہ یک فسون کہ بکردیٔ در آمدی بہ دلم
کنون ز دل بہ صد افسوں نمی شویٔ چہ کنم؟

4- ہزار قصہ نوشتم ز خون دل بر تو
تو ہیچ بر سر مضمون نمی شویٔ چہ کنم؟

5- بہ جان تو کہ فراموش نیستی نفسے
اگرچہ میشدیٔ اکنون نمی شویٔ چہ کنم؟

6- ز دیدہ رفتن این خونمٔ آخر از جائے ست
ولے تو آگہ ازین خون نمی شویٔ چہ کنم؟

7- مگو بہ طعن کہ خسرو مکن فراموشم
کنم اگر بشویٔ چون نمی شویٔ چہ کنم؟

شعر نمبر 1 ترجمہ: خون سے بھرنے ہوئے میرے دل سے تو نہیں نکلتا' میں کیا کروں۔ میری جلی ہوئی جان سے دور نہیں ہوتا' میں کیا کروں۔

2- ترجمہ: حسن کے اعتبار سے تو لیلیٰ ہے لیکن کسی بھی رات تو مجنوں کے دل کا مددگار نہیں ہوتا' میں کیا کروں۔

3- ترجمہ: تو اپنے ایک ہی جادو سے میرے دل میں سما گیا۔ اب تو سینکڑوں جادو سے بھی دل سے باہر نہیں نکلتا' میں کیا کروں۔

4- ترجمہ: میں نے خون دل سے ہزاروں چٹھیاں تمہیں تحریر کیں۔ تو کسی ایک چٹھی کے مضمون کو سمجھ نہ پایا' میں کیا کروں۔

5- ترجمہ: تیری جان کی قسم! ایک لمحے کے لئے بھی تو ہم سے بھولا نہیں۔ اگرچہ تو چلا گیا لیکن اب بھی میرے دل سے فراموش نہیں ہوا' میں کیا کروں۔

6- ترجمہ: میری آنکھوں سے بہنے والے اس خون کی کوئی نہ کوئی جگہ تو ہے لیکن تو اس خون سے آگاہ نہیں ہوتا' میں کیا کروں۔

7۔ ترجمہ: خسرو کو طعنے کے طور پر یہ مت کہو کہ مجھے بھول نہ جانا۔ اگر بھول سکتا تو بھول جاتا۔ مجھے جب تو نہیں بھولتا تو پھر میں کیا کروں۔

غزل......159

1- نہ یک دل، ار چہ ہزار است، آن او دانم
که من کرشمہ آن ترک فتنہ جو دانم

2- مرا چو بخت بد است، ارچہ صد بلا بہ سرم
رسد ز یار، نہ یارے بود کزو دانم

3- خوشم ز تو بہ جفائے مدہ فریب وفا
که من فریب تو و نیکوان نکو دانم

4- چنین کہ بر سر کوی تو راہ گم کردم
ز آستان تو رفتن کدام سو دانم

5- ھوای روی تو برد آن ہمہ ہوس ز سرم
که گشت سبزہ و رفتن بہ باغ و جو دانم

6- بہ جز بہ بندگیم روزگار می پرسی
بہ زیر پای توام، مُردن آرزو دانم

7- دلم بیار کہ می آید از تو بوی دلم
که من سگ توام و بوی را نکو دانم

8- اگرچہ گریۂ خسرو نشان رسوائیست
ولیک من بہ حضور تو آبرو دانم

شعر نمبر 1 لغت:

آن: حسن کی ادا' ناز کرشمہ' معشوق کے حسن کی خاص کیفیت' انداز۔ ترک: مراد معشوق۔ فتنہ جو: فتنے برپا کرنے والا۔

ترجمہ: ایک نہیں چاہے ہزار دل کیوں نہ ہوں' میں اُن کی حسن ادا کی اہمیت اور ناز کرشمہ کو خوب جانتا ہوں اور میں اُس فتنے برپا کرنے والے معشوق کے کرشموں کو بھی خوب جانتا ہوں۔

2- لغت:

چو بخت بداست: جب قسمت ہی بُری ہے۔ ارچہ: اگرچہ چاہے۔

ترجمہ: جب میری قسمت ہی بُری ہے تو چاہے میرے سر پر سینکڑوں بلائیں بھی آئیں۔ وہ سب میرے دوست کی طرف سے آئیں گی۔ وہ دوست نہیں ہوسکتیں کیونکہ میں ان کو جانتا ہوں۔

3- ترجمہ: میں تیری جفاؤں سے بہت خوش ہوں۔ مجھے کسی قسم کا فریب وفا نہ دے کیونکہ میں تیرے فریب اور تیری خوبیوں کو بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔

4- ترجمہ: میں نے تیرے کوچے کے پاس پہنچ کر راستہ گم کر دیا۔ اس طرح میں نے تیرے آستانے سے کس طرف جانا ہے میں خوب جانتا ہوں۔

5- ترجمہ: تیرے چہرے کے دیدار کی خاطر تیرے حسن کے مقابلے میں کسی سبزہ کی سیر گلستان میں جانے کی تمنا اور ندی کنارے کا شوق سب کچھ دماغ سے جاتا رہا۔

6- ترجمہ: اس زمانے میں سوائے تیری غلامی کے اور کوئی کیا مجھ سے پوچھے کیونکہ میں تیرے (معشوق کے) پاؤں کے نیچے پہلے ہی پڑا ہوا ہوں اور میری خواہش ہے کہ مر جاؤں۔

7- ترجمہ: میرا دل مجھ کو دے دے کیونکہ تجھ سے میرے دل کی خوشبو آ رہی ہے۔ میں تیرا کتا ہوں اور بو خوشبو کو خوب جانتا ہوں۔

8- ترجمہ: اگرچہ خسرو کا رونا دھونا رسوائی کا باعث ہے لیکن میں اسے تیرے حضور میں اپنی عزت و آبرو سمجھتا ہوں۔

غزل...... 160

1- برون آ اندکے جانا کہ بسیار آرزو دارم
وداع عمر نزدیک است و دیدار آرزو دارم

2- مرا پُر خار بادا ہر دو دیدہ بلکہ پُر گل ہم
اگر بے روی تو ہرگز بہ گلزار آرزو دارم

3- قیاس روزی خود می شناسم کز گلستانت
ہمہ گل آرزو دارند و من خار آرزو دارم

4- درت می بوسم و آن بخت کو کاندر دلت گردد
کہ ایں بخشش ازآن لعل شکربار آرزو دارم

5- اگر شد عقل و دین در کار عشقت سہل باشد آن
ہنوز اندر سر شوریدہ بسیار آرزو دارم

6- نصیحت میکنی، اے آشنا، کاسودہ شو، خسرو
چہ پنداری کہ من این مُردن زار آرزو دارم؟

شعر نمبر 1 لغت:

اندکے: تھوڑی دیر کے لئے۔ وداعِ عمر: عمر جانے کو ہے۔

ترجمہ: اے میرے محبوب! تھوڑی دیر کے لئے باہر آ جا۔ مجھے بہت زیادہ تمنا ہے۔ میری عمر بس اب جانے کو ہے اور مجھے تیرے دیدار کی بہت آرزو ہے۔

2- ترجمہ: میری تمنا ہے کہ میری دونوں آنکھیں پُرخار ہو جائیں بلکہ پھولوں سے بھی بھر جائیں۔ اگر میں تیرے چہرے کے دیدار کے بغیر گلستان میں چلا جاؤں۔

3- ترجمہ: میں اپنے احوال کے قیاس کے بارے میں خوب جانتا ہوں جو کہ تیرے گلستان سے وابستہ ہیں۔ تمام لوگ تو پھولوں سے محبت کرتے ہیں۔ میں تیرے باغ کے کانٹوں کا آرزومند ہوں۔

4- ترجمہ: میں تیرے آستانے کو اور اس بخت کو جو تیرے دل کے اندر موجزن ہے، بوسہ دیتا ہوں کیونکہ میں اس شیریں لعل کی بخشش کی تمنا کرتا ہوں۔

5- ترجمہ: اگر عقل اور دین تیرے عشق میں دونوں جاتے رہے تو آسان بات ہے لیکن ابھی تک میرے سرشوریدہ میں تیری بہت زیادہ آرزو ہے۔

6- ترجمہ: اے میرے دوست! تو خسرو کو نصیحت کرتا ہے کہ آسودہ ہو جاؤ۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ میں اس قسم کی موت کی آرزو چاہتا ہوں۔

◄►

غزل......161

1- سودای سر زلفت کاندر دل و جان دارم
ز اندیشہ دلم خون شد تا چند نہان دارم

2- گر سر نہم پیشت، خاکے بنہی بر سر
من سرمہ کنم آن را، در دیدۂ جان دارم

3- از تو نگرانیہا افتاد مرا در دل
تا چند بروی تو دیدہ نگران دارم

4- بیخواب کنی چشمم، تو دیدۂ آن داری
چون باز کنم پیشت، من زہرۂ آن دارم

-5 گرد دلم از عشقت گرداب بلا شد غم
تا چند ازین طوفان خود را بہ کران دارم

-6 گفتی کہ بیا بر من' اندیشہ مدار از کس
گر بخت دھد یاری' اندیشہ آن دارم

-7 با تو چہ دہم ہر دم' چون ہست دم سردم
گل را چہ برم مہمان' چون باد خزان دارم

-8 در ہجر تو خسرو را اینک بہ لب آمد جان
جانے کہ رسد بر لب چندش بہ زبان دارم

شعر نمبر 1 ترجمہ: تیری زلف کا عشق جو کہ میرے دل و جان میں سمایا ہوا ہے۔ اس کے خوف فراق کی وجہ سے میرا دل خون ہو گیا ہے۔ میں کب تک اس کو پوشیدہ رکھوں۔

2- ترجمہ: اگر میں تیرے سامنے سر نہ جھکاؤں تو میرے سر پر خاک ڈال دینا۔ میں اس خاک کو سرمہ بنا لوں گا اور اس کو دیدۂ جان میں ڈال لوں گا۔

3- ترجمہ: تیری وجہ سے میرے دل میں بہت سی فکرمندیاں جاگزین ہو گئی ہیں۔ میں کب تک تیرے سامنے اس طرح روتی ہوئی آنکھوں کو لئے پھرتا رہوں گا۔

4- ترجمہ: تیری آنکھیں کچھ ایسی ہیں کہ انہیں دیکھ کر میری نیند اُڑ جاتی ہے۔ جب میں تیرے سامنے خود کو کرتا ہوں تو میرے سامنے وہی حسن' وہی خوبصورتی ہوتی ہے (جسے دیکھ کر میری نیند اُڑ جاتی ہے)۔

5- ترجمہ: تیرے عشق کی وجہ سے میرے دل کے اردگرد غم کا ایک طوفان برپا ہو گیا ہوا ہے۔ میں کب تک اس طوفان سے بچ کر کنارے پر پہنچ سکتا ہوں۔

6- ترجمہ: تو نے کہا کہ آ جا اور میرے بارے میں کسی قسم کا اندیشہ نہ رکھ۔ مجھے اندیشہ تو اس بات کا ہے کہ قسمت ساتھ دے دے۔ (بخت یاوری کرے تو ہر قسم کے اندیشوں سے محفوظ رہوں گا)۔

7- ترجمہ: جب میں خود ہی بدقسمت اور سرد حال ہوں تو میں تمہیں کیا دے سکتا ہوں۔ جب میں خود باد خزاں کا مارا ہوا ہوں تو میں پھول کو کس طرح اپنا مہمان بنا سکتا ہوں۔

8- ترجمہ: فراق کی وجہ سے خسرو کی جان ہونٹوں پر آ گئی۔ جو جان ہونٹوں تک پہنچ گئی ہے اُس کو میں اب زبان پر کیسے لا سکتا ہوں۔ جدائی کی وجہ سے یہ کیفیت ہو گئی ہے کہ جان لب پر آ گئی ہے اور اب زبان کی حد کو عبکر کر چکی ہے۔ بس اب لبوں سے باہر نکل کر عالم ابدی کی طرف جانے والی ہے۔

غزل...... 162

1- عاشق شدم و محرم این کار ندارم
فریاد کہ غم دارم و غم خوار ندارم

2- یک سینہ پر از قصۂ ہجر است ولیکن
از تنگ دلی طاقت گفتار ندارم

3- آن عیش کہ یاری دھدم صبر ندیدم
وان بخت کہ پرسش کندم یار ندارم

4- مرگم ز تو دور افگند اندیشہ ام این است
اندیشہ ازین جان گرفتار ندارم

5- چون شد دل خسرو ز نگہداشتن راز
چوں ہیچکسی محرم اسرار ندارم

شعرنمبر 1 ترجمہ: میں عاشق تو ہو گیا اور میرے پاس کوئی محرم راز نہیں ہے۔ افسوس ہے کہ مجھے غم تو ہے لیکن میرے پاس کوئی غمخوار نہیں ہے۔

2- ترجمہ: ایک سینہ ہے جو جدائی کی داستان سے لبریز ہے لیکن تنگ دل کی وجہ سے میرے پاس طاقت گفتار نہیں ہے۔

3- ترجمہ: وہ صبر جو میرا دوست مجھ کو دینا چاہتا ہے اس کے بارے میں میرے پاس صبر نہیں ہے اور وہ قسمت جس کا حال میں اس سے پوچھوں اس کے لئے کوئی میرا مددگار نہیں ہے۔

4- ترجمہ: مجھے تو اس بات کا ڈر ہے کہ میری موت مجھے تجھ سے دور پھینک دے گی چنانچہ جان دینے سے مجھے کوئی انکار نہیں ہے۔

5- ترجمہ: راز کی حفاظت کرتے کرتے خسرو کے دل کا کیا حال ہو جائے گا جبکہ کوئی شخص بھی مجھے اس کا محرم راز نہیں ملتا۔

غزل...... 163

1- این توئی تا بہ خواب می بینم
یا بہ شب آفتاب می بینم

2- در دل خویشتن خیال لبت
نمکے بر کباب می بینم

3- یک شب از خویشتن مکن دُورم
کہ ز ہجران عذاب می بینم

4- راز دل چون نہان کنم از اشک
ہمہ بر روی آب می بینم

5- با کہ گویم غم تو کز غم تو
ہمہ عالم خراب می بینم

6- جان خسرو مرو شتاب مکن
عمر خود در شتاب می بینم

شعر نمبر 1 ترجمہ: یہ تو ہی تو ہے جسے میں نیند اور خواب میں مسلسل دیکھتا ہوں۔ یا رات کے وقت میں سورج کو دیکھتا ہوں۔

2- ترجمہ: اپنے دل میں جب تیرے لب کا خیال بھی لاتا ہوں تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ کباب پر نمک دیکھ رہا ہوں۔ یعنی بہت ہی مزیدار پُرلطف کیفیت کو محسوس کرتا ہوں۔

3- ترجمہ: تو مجھے ایک رات کے لئے بھی اپنے سے دور مت رکھ کیونکہ تیری جدائی میں' میں خود کو عذاب میں پڑا ہوا دیکھتا ہوں۔

4- ترجمہ: جب میں آنسو سے اپنے دل کا راز چھپانے کی کوشش کرتا ہوں تو (آنسوؤں) کے تمام پانی کو میں اپنے چہرے پر پھیلا ہوا دیکھتا ہوں۔ (یعنی جب میں زبان سے عشق کا اظہار کرتا تو آنسو اس قدر بہہ نکلتے ہیں کہ چہرہ سارا آب آب ہو جاتا ہے۔)

5- ترجمہ: میں تیرے غم کی بات کس سے کہوں کیونکہ تیرے غم کی وجہ سے میں سارے جہاں کو خراب و پریشان دیکھتا ہوں۔

6- ترجمہ: اے خسرو کی جان! مت جا۔ جلدی مت کر کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میری عمر بھی جلدی میں ہے۔ (شاعر کی عمر بھی جلدی سے گزرتی جا رہی ہے اس لئے محبوب سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ اس کے سامنے سے مت جائے کیونکہ

بہت جلد وہ خود اس دنیا سے جانے والا ہے۔)

غزل...... 164

-1 خرم آن روز کہ من آن رخ زیبا بینم
او کند ناز و من از دور تماشا بینم

-2 دل نہ و صبر نہ و ہوش نہ و طاقت نہ
من در آن صورت زیبا بچہ یارا بینم

-3 دل من گاہ خرامیدنش از دست برفت
ہر کجا پاے نہاد است من آنجا بینم

-4 کیست خسرو کہ کند بوسہ ز پائے تو ہوس
این بسم نیست کہ از دور در آن پا بینم

شعر نمبر 1 ترجمہ: وہ دن بہت ہی خوشی کا ہوتا ہے جس دن میں اُس کا حسین چہرہ دیکھ لیتا ہوں۔ وہ ناز و ادا کرتا ہے اور میں دور سے اس کو دیکھتا ہوں۔

2- ترجمہ: مجھ میں نہ دل رہا' نہ صبر' نہ ہوش' نہ طاقت۔ میں اُس خوبصورت چہرے کو اب کس قوت و ہمت سے دیکھوں۔

3- ترجمہ: میرا دل اُس کے حسن خرام کو دیکھ کر جب ہاتھ سے نکل جاتا ہے تو میں ہر اُس جگہ کو دیکھتا رہتا ہوں جہاں وہ اپنے قدم رکھتا ہے۔

4- ترجمہ: خسرو کون ہے جو تیرے پاؤں کو بوسہ دینے کی خواہش کرے۔ یہ میرا لب نہیں ہے کہ دور سے ہی اس کی پا بوسی کو دیکھوں۔

غزل...... 165

-1 نمی دانم چہ منزل بود شب جائیکہ من بودم
بہر سو رقص لبسمل بود شب جائیکہ من بودم

-2 پری پیکر نگارے سرو قدے لالہ رخسارے
سراپا آفت دل بود شب جائیکہ من بودم

3- رقیبان گوش بر آواز او در ناز من ترسان
سخن گفتن چہ مشکل بود شب جائیکہ من بودم

4- خدا خود میر مجلس بود اندر لا مکان خسرو
محمدؐ شمع محفل بود شب جائیکہ من بودم

شعر نمبر 1 ترجمہ: مجھے نہیں معلوم کہ وہ کون سی جگہ تھی جہاں میں کل رات تھا۔ ہر طرف وہاں رقص بسمل (ایسا رقص جیسے کوئی زخمی تڑپے) ہو رہا تھا۔ جہاں میں کل رات کو تھا۔

2- ترجمہ: پری کے جسم جیسا ایک معشوق تھا۔ اس کا قد سرو کی طرح بلند تھا۔ اس کے رخسار گل لالہ کی طرح سرخ تھے۔ سر سے لے کر پاؤں تک وہ دل کے لئے ایک آفت تھا۔ وہاں جہاں میں کل رات کو تھا۔

3- ترجمہ: رقیب آواز پر کان دھرے ہوئے تھے۔ وہ محبوب نہایت ناز میں تھا اور میں خوف زدہ تھا۔ وہاں بات کرنا کس قدر مشکل تھا جہاں کل رات میں تھا۔

4- ترجمہ: اے خسرو! اس لامکان میں، خدا خود سربراہ محفل تھا اور حضرت محمدؐ اسی محفل کی شمع تھے۔ اس جگہ جہاں میں رات کو تھا۔

غزل...... 166

1- من از دست دل دوش دیوانہ بودم
ہمہ شب در افسون و افسانہ بودم

2- ز دل شعلہ شوق می زد بیادش
بران شعلہ شوقؔ پروانہ بودم

3- بمسجد رود صبح ہر کس بمذہب
من نا مسلمان بہ بتخانہ بودم

4- دل و جان و تن با خیالش یکی شد
ہمین من در آن جمع بیگانہ بودم

5- خرابی خسرو نگفتم بر ویش
کہ بی ہوش از آں حسن مستانہ بودم

شعر نمبر 1 ترجمہ: میں دل کے ہاتھوں کل رات بالکل دیوانہ بنا رہا۔ ساری رات میں افسون و افسانہ میں ہی مبتلا رہا۔

2- ترجمہ: اس کی یاد دل میں شعلہ فشاں تھی اور اس شعلہ شوق پر میں ایک پروانے کی مانند تھا۔

3- ترجمہ: اپنے مذہب کے پیش نظر صبح کے وقت ہر شخص مسجد کو جا رہا تھا۔ میں کافر تو بت خانے کو رواں تھا۔
4- ترجمہ: دل اور جان اور بدن تمام تر اس کے خیال میں ایک ہو گئے تھے۔ اس اجتماع میں صرف میں ہی اکیلا ایک بیگانہ تھا۔
5- ترجمہ: میں نے خسرو کی خامیاں اور برائیاں اس محبوب کے سامنے بیان نہ کیں کیونکہ میں تو اُس مستانہ حسن کے سامنے بالکل بے ہوش تھا۔

غزل...... 167

1- دیدم بلای ناگہان عاشق شدم، دیوانہ ہم
جانم بجان آمد ہمی از خویش و از بیگانہ ہم

2- دیوانہ شد زو عشق ہم، ناگہ بر آورد آتشی
شد رخت شہری سوختہ خاشاک این ویرانہ ہم

3- شمع اند خوبان کاھل دل دانند سوز داغ شان
این چاشنی ھا اندکی دارد خبر پروانہ ہم

4- چون خواب ناید ہر شبی، خسرو فتادہ بر درت
در ماہ و پروین بنگرد، غم گوید و افسانہ ہم

شعر نمبر 1 ترجمہ: میں نے اس ناگہانی بلا کو دیکھا تو عاشق ہو گیا بلکہ دیوانہ بھی ہو گیا۔ میری جان نکلنے کو آ گئی۔ اپنوں سے اور بیگانوں سے بھی۔
2- ترجمہ: اس عشق سے اس قدر دیوانہ ہو گیا کہ اچانک اسی نے آگ لگا دی۔ نہ صرف سارے شہر کا سامان جل کر خاک ہو گیا بلکہ اس ویرانے کے خس و خاشاک بھی جل گئے۔
ترجمہ 3: دنیا کے یہ تمام حسین لوگ ایک شمع کی مانند ہیں۔ وہ جلنے والوں کے سوز کے نشان جانتے ہیں۔ اس سوز درد کی لذت سے پروانہ بھی کچھ نہ کچھ واقف ہے۔
ترجمہ 4: ہر رات کو جب نیند نہیں آئی تو خسرو (بے چارہ) تیرے در پر آ گرا۔ وہ رات بھر چاند اور ستاروں کو بھی دیکھتا رہا اور اپنے غم کا فسانہ بھی بیان کرتا رہا۔

غزل...... 168

-1 بگویم حال خویشت لیک از آزار می ترسم
وگر ندہم برون ز اندیشہ گفتار می ترسم

-2 معاذ اللہ کہ از مردن بترسم در غمت لیکن
ز داغ دوری و محرومی دیدار می ترسم

-3 تو شب در خواب مستی و مرا تا روز بیداری
مخسپ ایمن کہ من زین دیدۂ بیدار می ترسم

-4 جوانی' خندہ بر خونابۂ پیران مکن زیرا
تو میخندی و من زین گریۂ بسیار می ترسم

-5 ز درد من دلت ہر سوی زحمت میکند لیکن
ز بی سامانی بخت پریشاں کار می ترسم

شعر نمبر 1 ترجمہ: دل چاہتا ہے کہ تجھ سے دل کا حال بیان کر دوں لیکن تکلیف سے ڈر لگتا ہے۔ اگر دل کی بات بیان نہ کروں تو اندیشہ گفتار سے ڈر لگتا ہے۔

2- ترجمہ: خدا کی پناہ کہ میں تیرے غم میں مر جانے سے ڈرتا ہوں لیکن میں تجھ سے دور ہو جانے اور تیرے دیدار سے محروم ہو جانے سے ڈرتا ہوں۔

3- ترجمہ: تو رات کو نہایت مستی بھری نیند سو جاتا ہے اور میں دن ہونے تک جاگتا رہتا ہوں۔ (اے محبوب) تو اس طرح سویا نہ کر کیونکہ مجھے اس دیدۂ بیدار سے ڈر لگتا ہے۔

4- ترجمہ: تو ایک جوان معشوق ہے۔ خون سے لتھڑے ہوئے عمر رسیدہ افراد کا مذاق مت اُڑا کیونکہ تو تو ہنستا ہے اور میں اس مسلسل رونے سے ڈرتا ہوں۔

5- ترجمہ: میرے درد کی وجہ سے تیرا دل زحمت اُٹھاتا ہے لیکن میں اپنی قسمت کی بے سروسامانی اور دیگر امور کی پریشانی سے ڈرتا ہوں۔

◄ ►

غزل...... 169

1- ہر دم غم خود با دل افگار بگویم
چون زہرۂ آن نیست کہ با یار بگویم

2- دشنام کہ می گفت شبے‘ ہم ز زبانش
ہر دم بہ ہوس خود را صد بار بگویم

3- ہر شب روم اندر سر آن کوی و غم خود
چون نشنود اوٗ با در و دیوار بگویم

4- کو جان گرفتار کہ باور کند از من؟
گر من غم این جان گرفتار بگویم

5- افگار کنم ہمچو دل خود دل آنکس
کو را سخنے زان دل افگار بگویم

6- دردے ست در این سینہ کہ بیرون نتوان داد
حیف است کہ درد تو بہ اغیار بگویم

7- خون شد ز نہفتن دل و اکنون روم اے جان
رسوا شوم و بر سر بازار بگویم

8- یک روز بپرس آخر ازآن محنت شبہا
تا کے غم خسرو بہ شب تار بگویم؟

شعر نمبر 1 لغت:

دل افگار: زخمی دل۔ زہرہ: مراد طاقت‘ ہمت۔

ترجمہ: میں ہر لمحہ اپنا غم اپنے زخمی دل کو ہی بیان کرتا ہوں بالخصوص اُس وقت جب مجھ میں اتنی طاقت نہ ہو کہ میں اپنا غم اپنے محبوب کے سامنے بیان کرسکوں۔

2- ترجمہ: وہ بُرا بھلا جو اس نے رات کو مجھے کہا (وہ گالیاں جو میرے محبوب نے رات کو مجھے دیں)۔ اُس کی زبان سے سنی جانے والی گالیوں کے بارے میں میری خواہش ہے کہ وہ سینکڑوں بار خود ہی کہتا جاؤں۔ اُس کی گالیاں اس قدر پسند آئیں کہ میں نے خود ہی وہ گالیاں بار بار خود دہرائیں۔

3- ترجمہ: میں ہر رات اُس کے کوچے میں جاتا ہوں تا کہ اپنا غم اس کو بیان کروں۔ جب وہ سنتا ہی نہیں ہے تو وہ داستانِ غم میں اُس کی گلی کے در و دیوار کو سنا دیتا ہوں۔

4- ترجمہ: وہ جان کو گرفتار کر کے لے جانے والا (محبوب) کہاں ہے کہ وہ مجھ پر (میری داستان غم پر) اعتبار کرے۔ بالخصوص اُس وقت جب میں اس کے سامنے اپنی گرفتار جان کی کیفیت زار کو تفصیل سے بیان کروں۔ وہ اس کو توجہ سے سنے اور میری عرضداشت پر اعتبار کرے۔

5- ترجمہ: میں جب کسی ایسے شخص کو اپنے زخمی دل کی بات سناؤں تو میرے دل کی طرح اس کا دل بھی زخمی ہو کر رہ جائے۔ (یعنی میری درد بھری داستان سن کر اُس کا دل بھی تڑپ کر رہ جائے اور وہ یوں محسوس کرے کہ داستان غم سنانے والے کی طرح اس کا اپنا دل بھی اسی قدر دکھی ہوا ہے۔)

6- ترجمہ: میرے سینے میں (تیرے عشق کا) ایک ایسا درد ہے کہ اُس کو میں باہر نکال نہیں سکتا۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ تیرے دیئے ہوئے درد کو مجھے غیروں کے سامنے بیان کرنا پڑا ہے۔

7- ترجمہ: چھپانے سے دل کا تو خون ہو گیا ہے اور اب میری جان بھی جا رہی ہے۔ (اس صورت حال میں) میں تو بدنام ہو گیا اور یہ بات میں بھرے بازار میں کہہ رہا ہوں۔

8- ترجمہ: ایک دن ذرا اُس (محبوب) سے پوچھیئے کہ کئی راتوں تک اس قدر زیادہ اُٹھائی گئی تکالیف اور غم سے آخر کب تک چھٹکارا ملے گا اور کب تک میں ان سیاہ راتوں کا ذکر کرتا رہوں گا۔

——◄ ►——

غزل...... 170

1- یا ربؑ غم آن سرو خرامان بہ کہ گویم؟
دل نیست بہ دستمؑ سخن جان بہ کہ گویم؟

2- آہ از دل من دُود برآرد ہمہ شبؑ آہ
کاین سوختگی غم ہجران بہ کہ گویم؟

3- افسانۂ من ناخوش و کس محرم آن نیست
اندک نبودؑ صبر فراوان بہ کہ گویم؟

4- خونابۂ پیدا ہمہ بینند خود از چشم
احوال جگر خوردن پنہان بہ کہ گویم؟

5- دردے ست در این سینہ کہ ہمدرد شناسد
بیدرد چو باور نکندؑ آن بہ کہ گویم؟

6- خوابش نگرم جان بہ لب آمد کہ برون دہ
من نیم شب آن خواب پریشان بہ کہ گویم؟

7- دشنام دھد دشمن و تشنیع زند دوست
چندین شنوم از کہ و چندان بہ کہ گویم؟

8- من قصہ دہم شرح و ز مستی نہد گوش
آن زود کش دیر پشیمان' بہ کہ گویم؟

9- بلبل بکند نالہ چو خسرو بہ سحرگاہ
چون نشود آن سرو خرامان' بہ کہ گویم؟

شعر نمبر 1 ترجمہ: اے میرے رب! اُس خراماں خراماں چلنے والے سرو (معشوق) کے غم کا حال میں کس سے بیان کروں۔ دل میرے ہاتھ میں (قابو میں) نہیں ہے۔ دل و جان کی بات میں کس سے کہوں۔

2- ترجمہ: ساری رات میرے دل سے دھواں اُٹھتا رہا۔ افسوس صد افسوس! فراق میں جل جانے کی اس کیفیت کو میں کس سے بیان کروں۔

3- ترجمہ: میرے دل کا افسانہ نہایت ناخوش ہے اور کوئی دل کا محرم نہیں ہے۔ میرے پاس تو تھوڑا سا صبر بھی نہیں ہے۔ میں زیادہ صبر کس سے بیان کروں۔

4- ترجمہ: لوگ میری آنکھوں سے خون آلودہ پانی کو تو بہتے ہوئے خود دیکھتے ہیں لیکن پوشیدہ طور پر جگر کو کھا جانے والے احوال میں کس سے بیان کروں۔

5- ترجمہ: میرے سینے میں ایک ایسا درد ہے جس کو ایک ہمدرد ہی پہچانتا ہے۔ کسی بے درد کو جب اعتبار ہی نہیں' پھر وہ درد کس کو بتاؤں۔

6- ترجمہ: میں نے اُس کا خواب دیکھا۔ جان لب پر آ گئی تاکہ باہر نکل جائے۔ میں اس آدھی رات کو آنے والی پریشان کن خواب کو کس کے پاس بیان کروں۔

7- ترجمہ: دشمن گالیاں دیتے ہیں اور دوست لعن طعن کرتے ہیں۔ میں اس طرح کب تک سنتا جاؤں اور کس کو یہ ساری بات بتاؤں۔

8- ترجمہ: میں اپنی داستان غم کو تفصیل سے بیان کرتا ہوں لیکن وہ (میرا محبوب) میری بات پر کان ہی نہیں دھرتا۔ وہ دیر سے پشیمان ہونے والے اور جلد از جلد مار ڈالنے والے کے بارے میں کس سے بات کروں۔

9- ترجمہ: صبح کے وقت بلبل خسرو کی طرح نالہ و فریاد کرتی ہے کہ جب وہ سرو خرامان (ٹہلتا ہوا محبوب و معشوق) فریاد کو سنتا ہی نہیں تو کس سے کہوں۔

——◄►——

غزل...... 171

1- دل بے عشق را من دل نگویم
تن بے سوز را جز گل نگویم

2- شکایت نادرم از عشق بر عقل
جفای شحنہ با عاقل نگویم

3- الأ اے آب حیوان' پیش زلفت
رہ ظلمات را مشکل نگویم

4- بگیرم زلف تو فردا' ولیکن
چہ زاید آن شب حامل' نگویم

5- بہ اقطاع تو دل را خاص کردم
کہ جان را ہم درآن داخل نگویم

6- ز جانت نیک گویم تا توانم
وگر بد گویمت از دل نگویم

7- بسوزم در غمت' وین راز با کس
فراقم گر کند بسمل' نگویم

8- بہ خسرو گویم این غم کو اسیر است
وگر خود بینمش عاقل' نگویم

شعر نمبر 1 ترجمہ: عشق کے بغیر کسی دل کو میں دل نہیں کہتا جس تن میں سوز عشق نہیں وہ سوائے مٹی کے اور کوئی چیز نہیں۔

2- لغت:

شکایت نادرم: میں شکایت نہیں کرتا۔ شحنہ: کوتوال۔

ترجمہ: میں عقل کے سامنے عشق کی شکایت نہیں کرتا۔ کوتوال کی جفا کاری کو میں کسی عقل مند شخص کے سامنے بیان نہیں کرتا۔

3- لغت:

الا: خبردار' اے (کلمہ خطاب ہے)' آگاہ ہو۔ رہ ظلمات: اندھیروں کا راستہ۔

ترجمہ: خبردار! اے آب حیات، محبوب کی زلفوں کے سامنے کسی بھی اندھیرے راستے کو میں مشکل نہیں کہتا۔

4- لغت:

چہ زاید: کیا پیدا ہوگا، کیا نمودار ہوگا۔ شب حامل: وہ رات جس رات کو بچہ پیدا ہونے کو ہو۔

ترجمہ: آنے والے کل کو میں تیری زلف پکڑ لیتا ہوں لیکن اُس شب حاملہ کو کیا پیدا ہوگا، میں بیان نہیں کرتا۔

5- لغت:

اقطاع: زمین کے قطعات، زمین کے ٹکڑے، جاگیریں، ملامت کرنا۔

ترجمہ: میں نے دل کو تیری جاگیروں کے لئے مخصوص کر دیا اور جان کو بھی اس میں داخل کر دیا۔ یہ نہیں کہہ سکتا۔

6- ترجمہ: جہاں تک ممکن ہو سکا تیری قسم تجھ کو اچھا جانا اور اگر کبھی تجھے بُرا کہا بھی تو دل سے نہیں کہا۔

7- ترجمہ: میں تیرے غم میں جل گیا ہوں اور یہ راز کہ تیری جدائی سے میری جان پگھل گئی ہے۔ کسی سے نہیں کہوں گا۔

8- ترجمہ: میں اس غم کو خسرو کے سامنے بیان کرتا ہوں کیونکہ اس حالت میں وہ اگر خود دیکھ لے تو مجھے عقل مند نہ کہے۔

غزل...... 172

1- ہمیشہ در فراقت با دل افگار میگریم
غمت را اند کے میگویم و بسیار میگریم

2- شبے کاندر حریمت رہ نمی یابم بہ صد زاری
بہ حسرت می نشینم در پس دیوار میگریم

3- اگر بمردم بمستی گاہ گاہے گریۂ دارند
چہ حال است این کہ من ہم مست و ہم ہشیار میگریم

4- گہے در خلوت تاریک از ہجر تو مینالم
گہے در فرقتت در کوچہ و بازار میگریم

5- چہ سوز است این نمی دانم بہ جان خسرو مسکین
کہ چوں ابر بہار اندر سر کوہسار میگریم

شعر نمبر 1 ترجمہ: میں ہمیشہ تیری جدائی میں زخمی دل کے ساتھ روتا رہتا ہوں۔ میں تھوڑا سا تیرا غم بیان کرتا ہوں لیکن روتا بہت زیادہ ہوں۔

2- ترجمہ: سینکڑوں بار رونے دھونے کے باوجود میں تیرے آستانے میں ایک رات بھی اندر آنے کا راستہ نہ پا سکا۔

میں حسرت کے ساتھ بیٹھا رہتا ہوں اور دیوار کے پیچھے بیٹھ کر روتا رہتا ہوں۔

3۔ ترجمہ: اگر میں مستی کے عالم میں مر بھی جاؤں تو لوگ کبھی کبھار رو دھولیں گے۔ اب کیا حال ہے کہ میں اس وقت کبھی مستی کے عالم میں اور کبھی ہشیاری کی کیفیت میں روتا رہتا ہوں۔

4۔ ترجمہ: کبھی کبھی تیری جدائی میں، میں تنہائی کے عالم میں رو لیتا ہوں۔ کبھی تیری فرقت میں گلی کوچے اور بازار میں روتا پھرتا ہوں۔

5۔ ترجمہ: مسکین خسرو کی جان کو کیا سوز اور غم ہے، میں نہیں جانتا۔ (میں تو بس اتنا جانتا ہوں) کہ پہاڑوں کے اندر موسم بہار میں برسنے والے بادلوں کی طرح آنسوؤں کا مینہ برساتا ہوں اور روتا رہتا ہوں۔

—◄►—

غزل...... 173

1- غمت با این و آن گفتم، نگفتم
اگرچہ ترک جان گفتم، نگفتم

2- ترا جان گفتم اے دلبر تو دانی
کہ من این از زبان گفتم، نگفتم

3- بہ خاموشی بکش مسکین منے را
چنین ار یا چناں گفتم، نگفتم

4- خوش آں لحظہ کہ تو گوئی بہ صد ناز
ہمین دان کان فلان گفتم، نگفتم

5- بہ گوشت گرچہ گفتم راز خسرو
تو گوئی بود آن گفتم، نگفتم

شعر نمبر 1 ترجمہ: تیرے عشق میں ہونے والے غم کا ذکر میں نے اِدھر اُدھر کیا۔ نہ میں نے نہیں کیا۔ اگرچہ میں نے (تیرے غم میں) اپنی جان کو ہلاک کر دینے کی بات کی لیکن نہیں میں نے نہیں کہی۔

2۔ ترجمہ: اے دلبر تو جانتا ہے کہ میں نے تجھے اپنی جان کہا۔ یہ بات میں نے اپنی زبان سے کہی۔ نہیں ہرگز نہیں کہی۔ (مطلب میں نے اگرچہ تجھے اپنا دلبر اور اپنی جان جانا لیکن میں نے اپنی زبان سے اس کا چرچا نہیں کیا۔)

3۔ ترجمہ: مجھ مسکین کو خاموشی سے ہلاک کر دے۔ میں نے کبھی اگر مگر یا کیسے والی بات کہی، نہ ہرگز نہیں کہی۔

4۔ ترجمہ: کس قدر وہ خوش کن گھڑی ہوگی جب تو ناز برداری سے کہے گا۔ بس یہی جان لے کہ یہ بات فلاں نے کہی۔ بہرحال میں نے نہیں کہی۔

5۔ ترجمہ: اگرچہ میں نے تیرے کان میں خسرو کا راز بتا دیا تو کہے گا۔ ہوسکتا ہے کہ میں نے وہ بات کہی لیکن ہرگز نہیں

کہی۔

غزل...... 174

1- بے تو امید ندارم کہ زمانے بزیم
سہل آنست کہ تا چند بہ جانے بزیم

2- رخصت زیستنم نیست ز چشم تو ولے
گر دھد غمزۂ شوخ تو امانے بزیم

3- چو دہان تو یقین نیست رہا کن بازی
چند گاہے کہ توانم بہ گمانے بزیم

4- دست دہ بر دہن خویش بہ بوسے تو مرا
مگر از لطف تو دستے بہ دھانے بزیم

5- خسروم لیک چو فرہاد شدم کشتہ عشق
گر بگوئی کہ چگونہ ست فلانے بزیم

شعر نمبر 1 ترجمہ: مجھے کوئی اُمید نہیں ہے کہ میں تیرے بغیر ایک لمحہ بھی زندہ رہوں۔ آسان بات تو یہ ہے کہ کب تک یہ جان لے کر میں زندہ رہوں گا۔

2- ترجمہ: تیری آنکھ کی جانب سے مجھے زندہ رہنے کی رخصت حاصل نہیں ہے لیکن اگر تیری آنکھ کا شوخ اشارہ امان دے دے تو پھر زندہ رہ سکتا ہوں۔

3- ترجمہ: جب تیرے منہ والی بات کا یقین ہی نہیں ہے تو بات چھوڑ دے۔ (اب تو بس یہ ہے کہ) چند گھڑیاں جس قدر ممکن ہو سکتی ہیں محض گمان کر کے میں زندہ رہ لوں۔

4- ترجمہ: ذرا تو مجھے اپنے منہ کا بوسہ لینے کی اجازت تو دے۔ شاید تیری اس مہربانی سے میرے منہ کو (میری ذات کو) مزید زندگی نصیب ہو جائے۔

5- ترجمہ: میں خسرو ہوں لیکن میں فرہاد کی طرح عشق کا مارا ہوا ہوں۔ اگر تو پوچھے کہ فلاں فلاں شخص کیسا ہے تو اتنا کہوں گا کہ بس زندہ ہوں۔ (یہاں اشارہ ایران کے بادشاہ کی طرف ہے جس نے شیریں کو حاصل کرنے کے لئے فرہاد کو پتھر سے دودھ کی نہر نکالنے کا حکم دے دیا تھا اور اس کا عشق آزمایا تھا۔ جب فرہاد اس مقصد میں کامیاب ہونے کے قریب ہوا تو خسرو بادشاہ نے دھوکے سے اس کو مروا دیا۔)

غزل...... 175

1- چو خواہم با تو حال خود بگویم٬ جا نمی یابم
وگر پیدا کنم جای٬ ترا تنہا نمی یابم

2- بجان و دل ترا جویم اگر ناگاہ پیش آئی
ز شادی دست و پا گم میکنم٬ خود را نمی یابم

3- تعالیٰ اللہ چہ گلزاری است حسن عالم افروزت
کہ گل در باغ خوبی چون رخت زیبا نمی یابم

4- ندارد ہیچ پروای بحال زار مسکینان
کسی را از بتان مثل تو بی پروا نمی یابم

5- بکویت عاشقان مستند٬ اما در رہ عشقت
بسان خسرو دیوانہ شیدا نمی یابم

شعرنمبر 1 ترجمہ: جب بھی میں چاہتا ہوں کہ تجھ سے دل کا حال بیان کروں تو کوئی جگہ نہیں ملتی (جہاں تیرے ساتھ بات کرسکوں) اور اگر میں جگہ بنا بھی لوں تو تجھے تنہا نہیں پاتا۔ (بات ایسی ہے جو صرف تنہائی میں ہی کہی جا سکتی ہے۔)

2- ترجمہ: اگر اچانک تو مل جائے تو میں جان اور دل میں تجھے تلاش کرنا شروع کر دیتا ہوں۔ خوشی کے مارے میرے ہاتھ پاؤں گم ہو جاتے ہیں اور میں اپنے آپ کو گم کر دیتا ہوں اور خود کو بھی نہیں پاتا۔

3- ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی بڑائی ہے۔ (سبحان اللہ) تیرا رُخ زیبا کیا گلزار کی مانند ہے کہ دنیا کے پورے باغ میں تیرے جیسا کوئی خوبصورت پھول مجھے نہیں ملتا۔

4- ترجمہ: تجھ کو مسکینوں کی حالت زار کی کوئی پروا نہیں ہے۔ دنیا بھر میں تجھ جیسا بے پروا معشوق میں نے کہیں نہیں پایا۔

5- ترجمہ: تیرے کوچے میں بہت سے عاشق لوگ مست پھر رہے ہیں لیکن تیرے عشق کی راہ میں خسرو جیسا شیدا دیوانہ مجھے نہیں ملا۔

غزل...... 176

1- من آن ترک طناز را می شناسم
من آن شوخ بد ساز را می شناسم

2- شبم تازه شد جان بدشنام مستی
تو بودی' من آواز را می شناسم

3- بہ بیید تا می توانید در وی
کہ من آن سر انداز را می شناسم

4- نہ بینم بسویش ز بیم دو چشمش
کہ آن ہر دو غماز را می شناسم

5- ز من پرس ذوق سخن ہای خسرو
کہ من آن رہ و ساز را می شناسم

شعر نمبر 1 ترجمہ: میں اُس شوخ معشوق کو خوب پہچانتا ہوں۔ میں اس بے مروت معشوق کو خوب پہچانتا ہوں۔

2- ترجمہ: کل رات کسی ایک مست کے منہ سے گالیاں سن کر جان تازہ ہوگئی۔ وہ تو تھا' میں تیری آواز کو خوب پہچانتا ہوں۔

3- لغت:

تا می توانید: جہاں تک ممکن ہو سکے۔ سرانداز: ناز ونخرہ سے ٹہلنے والا' چالاک و بے پرواہ مراد معشوق۔

ترجمہ: جہاں تک ممکن ہو سکے اُس کو غور سے دیکھنا کہ میں اُس ناز ونخرے سے ٹہلنے والے چالاک ومعشوق کو خوب پہچانتا ہوں۔

4- ترجمہ: میں اس کی دو آنکھوں کے ڈر کی وجہ سے اس کی جانب نظر تک نہیں کرتا کیونکہ میں اُن دو غماز آنکھوں کو خوب پہچانتا ہوں۔

5- ترجمہ: تو مجھ سے خسرو کے کلام کا ذوق پوچھ کیونکہ میں اُس کے طرز و ساز سخن کو خوب پہچانتا ہوں۔

غزل...... 177

1- جان زحمت خود برد و بہ جانان نرسیدیم
دل رخنہ شد از درد و بہ درمان نرسیدیم

2- موریم کہ گشتیم لکد کوب سواران
در گوشہ کہ بر پای سلیمانؑ نرسیدیم

3- دنبال دل دوست دویدیم فراوان
بگرفت اجل راہ و بدیشان نرسیدیم

4- در عشق غبار سر زلفش تن خاکی
شد خاک و بدان زلف پریشان نرسیدیم

5- چون مرغ کہ دارند نگاہ از پی کشتن
در دام بماندیم و بہ بستان نرسیدیم

6- اے باذ سلامے برسانی تو' اگر ما
در خدمت آن سرو خرامان نرسیدیم

7- چہ سود کہ فردا رخ چون عید نمائی؟
کامروز بمردیم و بہ سامان نرسیدیم

8- از خون جگر نامہ درد تو نوشتیم
بگذشت ہمہ عمر و بہ جانان نرسیدیم

9- دل نزل بہ بیگانہ' بہ خسرو جگرے بس
ما خود سگ کوئیم و بہ مہمان نرسیدیم

شعر نمبر 1 ترجمہ: جان اپنی ہی تکلیف کا شکار ہو گئی اور ہم محبوب تک نہ پہنچ سکے۔ درد کی وجہ سے دل میں شگاف پڑ گئے لیکن ہم اس کی دوا تک نہ کر سکے۔

2- لغت:

موریم: ہم چیونٹیاں ہیں۔ لکد کوب: پائمال۔

ترجمہ: ہم تو چیونٹیاں ہیں۔ سواروں نے پائمال کر دیا ہے۔ ہمیں حضرت سلیمانؑ کے (گھوڑوں کے) پاؤں سے کسی گوشہ میں (پناہ میں) نہ جا سکے۔

3- لغت:

دنبال: پیچھے۔ فراواں: بہت۔

ترجمہ: ہم دوست کے دل کے پیچھے بہت بھاگے لیکن راہ میں اجل کی گرفت میں آ گئے اور اس تک نہ پہنچ پائے۔

4- ترجمہ: عشق میں اُس کی زلف کے سروں کے غبار کی وجہ سے یہ خاکی جسم خاک تو ہو گیا لیکن ہم اُس زلف پریشاں تک نہ پہنچ سکے۔

5- ترجمہ: ہم اُس پرندے کی طرح ہیں جس پر شکاری اُس کو مار دینے کی نظر رکھتے ہیں۔ ہم اُن کے جال میں ہی پھنسے رہے اور گلستان تک نہ پہنچ سکے۔

6- ترجمہ: اے بادِ صبا! اگر ہم اُس سرو (محبوب) کی خدمت میں نہ پہنچ پائے تو ہمارا سلام اُن تک ضرور پہنچا دینا۔

7- ترجمہ: اگر ہم آج مر گئے اور مراد کو نہ پا سکے کہ تیرے اس وعدے کا کیا فائدہ کہ آنے والے کل کو تو عید کے چاند کی طرح اپنا چہرہ دکھائے گا۔

8- ترجمہ: ہم نے اپنے خونِ جگر سے درد بھرا خط تیرے نام لکھا۔ ساری عمر گزر گئی ہم اپنے معشوق تک نہ پہنچ سکے۔

9- لغت:

نزل: مہمان، گھر، منزل، سرائے۔ سگ کوئیم: ہم گلی کے کتے ہیں۔

ترجمہ: دل تو کسی اور جگہ منزل اختیار کر گیا ہے اور خسرو کے پاس صرف (جلنے کے لئے) جگر ہی رہ گیا ہے۔ ہم تو محبوب کی گلی کے کتے ہی بن کر رہ گئے اور اُس مہمان (معشوق) تک نہ پہنچ سکے۔

غزل...... 178

1- به رخ خاک درت رُفتیم و رفتیم
دعای دولتت گفتیم و رفتیم

2- ز روی خویش کردی دور ما را
چو گیسویت بر آشفتیم و رفتیم

3- جفاهای ترا با کس نگفتیم
درون سینه بنهفتیم و رفتیم

4- چو غنچه بسکه پُرخون شد دل ما
چو گل ناگاه بشگفتیم و رفتیم

5- به خود بیرون نمی رفتم ازین در
ولے خود را ز دل رُفتیم و رفتیم

6- به عهدت خواب خوش هرگز نه کردیم
کنون آسوده دل خفتیم و رفتیم

7- ندارد قوت رفتار خسرو
میان سیل خون اُفتیم و رفتیم

شعر نمبر 1 لغت:

رُفتیم: رُفتن مصدر (یعنی جھاڑو دینا یا پاک صاف کرنا) سے ماضی مطلق، صیغہ جمع متکلم...... ہم نے صاف کیا۔ دولت: حکومت، نعمت، ملکیت۔

ترجمہ: ہم نے چہرے پر سے تیرے خاک کی مٹی کو صاف کیا اور چل دیئے۔ ہم نے تیرے حکومت و ملکیت و عظمت کے لئے دعائیں کیں اور چل دیئے۔

2- لغت:

برآشفتن: پریشان کرنا۔

ترجمہ: تو نے ہمیں اپنے چہرے سے دور کر دیا۔ ہم تیری زلفوں کی طرح پریشان ہو گئے اور چل دیئے۔

3- ترجمہ: ہم نے تیری جفاؤں کا کسی کے ساتھ کوئی ذکر نہ کیا۔ اپنے سینے میں ہی انہیں چھپائے رکھا اور چلے گئے۔

4- ترجمہ: ہمارا دل غنچہ کی طرح بہت دفعہ خون سے لبریز ہوا۔ پھول کی طرح ہم ناگاہ کھل گئے اور چل دیئے۔

5- ترجمہ: اس در سے میں خود بخود باہر نہیں نکلا لیکن خود کو دل ے ہی صاف کر دیا اور چل دیئے۔

6- ترجمہ: تیرے وعدے پر ہم کبھی بھی سکون کی نیند نہیں سوئے۔ اب آسودہ دل ہو گئے ہیں اور آسودہ دلی کی وجہ سے ہم خوب سوئے ہیں اور چل دیئے ہیں۔

7- لغت:

سیل خون: خون کا طوفان۔ اُفتیم: افتادن (گر پڑنا) مصدر سے فعل ماضی مطلق صیغہ جمع متکلم، ہم گر پڑے۔

ترجمہ: خسرو کے پاس اب مزید چلنے کی طاقت نہیں رہی۔ ہم تو خون کے سیلاب میں گر پڑے اور چل دیئے۔

غزل...... 179

1- تا دامن از بساط جهان در کشیده ایم
رخت خرد به کوی قلندر کشیده ایم

2- اے ساقی، از قرابه فرو ریز مے که ما
خونابه ها ز شیشهٔ اخضر کشیده ایم

3- در حقہ سفید و سیہ بر بساط خاک
چون پُر دغاست' بادۂ احمر کشیدہ ایم

4- فقر است و صد ہزار معانی درو چو موی
آن را گلیم کردہ و در سر کشیدہ ایم

5- چون جیب حرص پُر نشد از حاصل جہان
دامان ہمت از سر آن در کشیدہ ایم

6- بر سنگ زن عیار زر' ایرا گلے ست زرد
چون در ترازوی خردش بر کشیدہ ایم

7- خسرو نہ کودکیم کہ جوئیم سرخ و زرد
چون بالغان دل از زر و گوہر کشیدہ ایم

شعر نمبر 1 لغت:

بساط: فرش۔ درکشیدن: نکالنا' رد کر دینا' محو کر دینا' ترک کر دینا' ہٹا لینا۔ رخت کشیدن: سامان اُٹھا کر لے جانا۔
ترجمہ: جب سے ہم نے اپنا دامن اس جہان کی بساط سے ہٹا لیا ہے' نکال لیا ہے۔ اس وقت سے ہم نے اپنی عقل کے سامان کو قلندر کے کوچے میں اُٹھا کر رکھ لیا ہے۔ (یعنی جب سے عشق ہوا ہے' عقل اب کوچہ اطاعت حقیقت کی طرف منتقل ہو گئی ہے۔ اب کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف اطاعت ہی اطاعت ہے۔)

2- لغت:

قرابہ: شراب کی صراحی۔ فروریز: گرا دے۔ شیشہ اخضر: نیلا و سبز شیشہ مراد آسمان۔ خونابہ: خون جگر بہہ جانا' خون کے آنسو۔
ترجمہ: اے ساقی تو شراب کی صراحی سے شراب گرا دے کیونکہ ہم نے اس نیلے آسمان کے ظلم وستم کے ذریعے بہنے والے خون کے آنسوؤں کو اپنا لیا ہے۔ اس فلک نیلگوں کے استبداد کو ہم نے برداشت کر لیا ہے۔ اب تو شیشے کی صراحی والی شراب کو زمین پر پھینک دے۔

3- لغت:

حقہ: ڈبیا' وہ ڈبہ جس میں جواہرات یا مقوی معجون بھر کے رکھی ہوتی ہے۔ بادۂ احمر: سرخ پانی مراد شراب۔
ترجمہ: زمین کے اس فرش پر اس جہان کی سفید و سیہ ڈبیا میں دغا ہی دغا بھرا پڑا ہے۔ (تو اس مکر و فریب سے بھرپور ڈبہ کو چھوڑ کر) ہم نے تو اب شراب پینا شروع کر دی ہے۔
4- ترجمہ: فقر ہے تو اس میں بالوں کی طرح ہزاروں معنی پوشیدہ ہیں۔ ہم نے اُن کو بن کر اپنا کمبل بنا لیا ہے اور سر پر اوڑھ لیا ہے۔ (یعنی فقر میں اس قدر زیادہ معانی و مطالب ہیں جتنے کسی کے جسم پر بالوں کی تعداد' بے شمار' ان گنت۔

چنانچہ فقر کو ہی ہم نے اپنے لئے بہتر جانا اور فقر کو اپنے اوپر کمبل کی طرح اوڑھ لیا اور فقیر حقیقت بن گئے۔)

5- ترجمہ: جب سارے زمانے کے ماحصل سے بھی حرص کی جیب نہ بھری تو اپنے دامان ہمت کو اس کی خواہش کے مزید حصول سے چھٹکارا حاصل کرلیا۔ خواہش کو ہی چھوڑ دیا۔

6- لغت:

عیارزر: سونے کو پرکھنے والی کسوٹی۔

ترجمہ: سونے کو پرکھنے والی اس کسوٹی کو پتھر پر دے مار۔ یہ تو محض زرد رنگ کی ایک مٹی ہی ہے۔ (اس بات کا پتہ ہمیں اس وقت چلا) جب اس کو ہم نے عقل کے ترازو میں ڈال کر پرکھا۔

7- لغت:

نہ کودکیم: میں کوئی بچہ نہیں ہوں۔

ترجمہ: اے خسرو! میں کوئی بچہ نہیں ہوں کہ سرخ و زرد (سونا اور جواہرات) تلاش کرتا پھروں۔ میں نے بالغوں کی طرح سونے اور جواہرات سے دل کھینچ لیا ہے۔ میں سمجھدار ہو گیا ہوں اور عقل مند جوان لوگوں کی طرح اب جان گیا ہوں کہ جواہرات اور سونا کوئی اہمیت نہیں رکھتے جن کی عقل پختہ نہیں ہے وہ سونے اور جواہرات سے محبت کرتے ہیں۔

—◄►—

غزل...... 180

1- خیز، اے بہ دل نشستہ کہ بیدل نشستہ ایم
مگسل ز ما کہ بہر تو از خود گستہ ایم

2- آہ از بہ روی تو نکشائیم ما شبے
چشمے کہ در فراق تو شبہا نشستہ ایم

3- آلودۂ جفای تو جان میرود درون
ہرچند کز خدنگ جفای تو خستہ ایم

4- سامان ز ما طلب مکن، اے پارسا، کہ من
میخوارہ و سفال بہ تارک شکستہ ایم

5- در دہ شراب شادی ازآن رو کہ عقل رفت
دانی کہ از کدام بلا باز رستہ ایم؟

6- خسروٗ چہ جای صرفہ جان است و بیم سر
ما را کہ پیش سنگ ملامت نشستہ ایم

شعر نمبر 1 ترجمہ: اے دل میں جاگزیں (محبوب) اُٹھ کیونکہ ہم بے دل ہو کر بیٹھے ہیں۔ ہم سے ناراض نہ ہو کیونکہ ہم تو تیری خاطر اپنے آپ سے ٹوٹ پھوٹ گئے۔

2- ترجمہ: آہ! اگر ہم کسی رات تیری صورت کو نہ دیکھیں تو کس قدر افسوس کی بات ہے۔ ایک نگاہ کر دے کیونکہ ہم تیری جدائی میں کئی راتوں سے ایسے ہی پڑے ہیں۔

3- ترجمہ: تیری جفاؤں سے بھرپور اندر ہی اندر جان چلی جا رہی ہے۔ اگرچہ تیری جفاؤں کے تیروں سے ہم زخمی ہو کر نڈھال ہو گئے ہیں۔

4- ترجمہ: اے پارسا تو ہم سے کسی قسم کی آسودگی مت طلب کر کیونکہ میں تو ایک شراب خور ہوں اور ہم نے اپنا مٹی سے بنا ہوا پیالہ پیشانی سے مار کر توڑ دیا ہے۔

5- ترجمہ: چونکہ اب عقل جاتی رہی ہے تو خوشی کی شراب بھر بھر کے دے تو جانتا ہے کہ میں نے کس بلا سے رہائی پائی ہے۔

6- ترجمہ: اے خسرو! ہمیں اس جان کا کیا فائدہ اور اس سر کا کیا ڈر کیونکہ ہم تو ملامت کی چٹان کے سامنے بیٹھے ہیں۔

غزل 181

1- بہ جان رسیدم و از دل خبر نمی یابم
وزآنکہ نیز دلم بُرد اثر نمی یابم

2- ازاین دو دیدۂ بیخواب شب شناس شدم
ولے قیاس شب ہجر در نمی یابم

3- بہار آمد و گل ھا شگفت' لیک چہ سود؟
کہ بوی تو ز نسیم سحر نمی یابم

4- کجا روم کہ بہ ہر انجمن حکایت تست
بہ شہر ہیچ بلا زین بتر نمی یابم

5- توٗ اے عزیزٗ کہ بایوسفیٗ غنیمت دان
کہ من ز گم شدۂ خود خبر نمی یابم

6- بکشتی ارچہ چو من صد ہزار پیشٗ ہنوز
بیا کہ من چو تو یارے دگر نمی یابم

-7 نوای خسرو مسکین خوش است بلبل وار
ولے دریغ کہ از باغ بر نمی یابم

شعر نمبر 1 ترجمہ: میری جان نکلنے کو ہے اور مجھے دل کی کوئی خبر نہیں اور اس بات سے کہ وہ میرا محبوب میرا دل بھی لے گیا۔ مجھے اس کے اثر کا بھی پتہ نہیں چلا۔

2- ترجمہ: میں ان دو بے خواب آنکھوں کی وجہ سے رات کو پہچاننے والا بن گیا لیکن ابھی تک مجھے شب ہجر کے قیاس کا پتہ نہیں چلا۔

3- ترجمہ: موسم بہار آ گیا' پھول کھل گئے لیکن کیا فائدہ کیونکہ نسیم سحر سے مجھے تیری خوشبو نہیں ملتی۔

4- ترجمہ: میں کہاں جاؤں کیونکہ ہر محفل میں تیرا ہی ذکر ہے۔ شہر میں اسے زیادہ بُری بلا میرے لئے کوئی اور نہیں ہے۔

5- ترجمہ: تو اے مہربان! تو اپنے یوسف (محبوب) کے پاس ہے۔ اس بات کو غنیمت جان۔ ادھر میں ہوں کہ خود سے گم ہو گیا ہوں اور اپنی خبر تک نہیں پاتا۔

6- ترجمہ: اگر چہ اس سے پہلے تو نے ہزاروں (میرے جیسے) ہلاک کر ڈالے۔ اب تو آ جا کہ میں (سارے جہان میں) تمہارے جیسا دوست نہیں پاتا۔ (میرے لئے تیرے جیسا محبوب دنیا بھر میں نہیں ہے۔)

7- ترجمہ: مسکین خسرو کی آواز بلبل کی مانند اچھی تو ہے لیکن افسوس پورے گلستان سے اس کو ثمرہ حاصل نہیں ہے۔ (اس کی مراد پوری نہیں ہوتی۔)

غزل...... 182

-1 گمراه شدم' ره سوی جانان ز کہ پرسم؟
وز ہجر بمردم' خبر جان ز کہ پرسم؟

-2 از سرزنش مرده دلان جان بہ لب آمد
داروی دل زار پریشان ز کہ پرسم؟

-3 خواب اجلم در سر و من مست خیالت
تعبیر چنین خواب پریشان ز کہ پرسم؟

-4 کشت آن لب سرسبز مرا' گو ز من او را
کای خضر' ره چشمہ حیوان ز کہ پرسم؟

-5 اے رایت حسن تو روان کشتن عشاق
در آدمیان فتوی قربان ز کہ پرسم؟

6- یک درد تو گردد دو گرم زانکه نپرسی
این درد کرا گویم و درمان ز که پرسم؟

7- برد از دل من نقش بتان سحر دو چشمت
سحرے کہ تو از دل بروی آن ز کہ پرسم؟

8- خواہم کہ کشم پیش دو بادام تو خود را
سلطان دو بہ یک مرتبۂ فرمان ز کہ پرسم؟

9- دادند نشان دل خسرو سوی چشمت
مست است چو آن نرگس فتانؒ ز کہ پرسم؟

شعر نمبر 1 ترجمہ: راستہ بھول گیا ہوں۔ محبوب کی جانب جانے والا راستہ میں کس سے دریافت کروں۔ فراق کی وجہ سے میں تو مر گیا۔ اپنی جان کی خبر میں کس سے پوچھوں۔

2- ترجمہ: مردہ دل لوگوں کے طعنوں اور سرزنش سے جان ہونٹوں پر آ گئی۔ زار و پریشان دل کے لئے میں کس منصف سے پوچھوں۔

3- ترجمہ: موت کا خواب سر میں سمایا ہوا ہے اور میں تیرے خیال میں ہی مست ہوں۔ میں اس قدر پریشان خواب کی تعبیر کس سے دریافت کروں۔

4- ترجمہ: اس سرسبز (تازہ) ہونٹ والے (محبوب نے) مجھے مار ڈالا۔ اُس کو میری طرف سے کہہ دیجئے کہ اے خضر! میں آب حیات کے چشمہ کے بارے میں کس سے پوچھوں۔

5- ترجمہ: تیرے حسین چہرے کا دیدار عاشقوں کی روح کو ہلاک کر دیتا ہے۔ آدمیوں میں ایسی قربانی کا فتویٰ میں کس سے پوچھوں۔

6- ترجمہ: تیرا ایک درد میرے لئے دوگنا ہو جاتا ہے۔ اگر تو اس کے بارے میں مجھ سے کچھ نہ پوچھے۔ میں اس درد کو کس سے بیان کروں اور کس سے اس کا علاج دریافت کروں۔

7- ترجمہ: تیری دو آنکھوں کا جادو میرے دل سے کئی حسینوں کا نقش اُڑا کر لے گیا۔ وہ جادو جس سے تو نے میرا دل لوٹ لیا' وہ میں کس سے پوچھوں۔

8- ترجمہ: میں چاہتا کہ میں خود کو تیرے دو باداموں (دو خوبصورت آنکھوں) کے سامنے مار ڈالوں۔ دو بادشاہ ہیں اور دونوں کا ایک مرتبہ ہے۔ میں کس سلطان کا حکم تعمیل کے لئے پوچھوں۔

9- ترجمہ: لوگوں نے خسرو کے دل کا پتہ تیری آنکھوں میں بتایا۔ وہ تو نرگس فتاں (یعنی معشوق کی فتنہ انگیز آنکھ) میں مست ہے' پھر کس سے پوچھوں۔

◄ ►

غزل...... 183

1- راز دل پوشیدہ با جانان برم
درد را در خدمت درمان برم

2- نیک میدانم کہ خویش باز گشت
چون برو درد سر ہجران برم

3- اے مسلمانان نپندارم کہ من
از چنان کافر دلے ایمان برم

4- دلبرا زینسان کہ دیدم شکل تو
من عجب باشد کہ از تو جان برم

5- دل بہ موی آویختہ پیشت کشم
دزد گردن بستہ بر سلطان برم

6- زلف را از بند خسرو گو کہ چند
رنج این سودای بے پایان برم؟

شعر نمبر 1 ترجمہ: میں اپنے دل کا راز خفیہ طور پر اپنے محبوب تک لے جاتا ہوں۔ میں اپنے درد کو علاج کی خدمت میں لے جاتا ہوں۔

2- ترجمہ: میں خوب جانتا ہوں کہ جب میں فراق کی وجہ سے دردسر کو اُس کے پاس لے جاتا ہوں تو اس کی عادت لوٹ آتی ہے۔ (اور وہ دیدار نہیں کراتا اور ہجر میں ہی تڑپاتا ہے۔)

3- ترجمہ: اے مسلمانو! میں نہیں سمجھتا کہ میں ایسے کافر دل پر ایمان لے آؤں۔ (یعنی سخت دل محبوب پر ایمان قربان کر دوں۔)

4- ترجمہ: اے دلبر! اس طرح کہ میں نے جب تیری شکل دیکھی تو عجیب سی بات لگتی ہے کہ میں تجھ سے جان بچالوں۔

5- ترجمہ: تیری زلف میں اُلجھا ہوا دل میں تیرے سامنے لاتا ہوں۔ ایک چور کو گردن سے باندھ کر سلطان کے پاس لے جاتا ہوں۔ (تاکہ وہ جیسا بھی چاہے اس کو سزا دے دے یا اس پر رحم کر کے اس کی دادرسی کر دے۔)

6- ترجمہ: ذرا بتا تو سہی کہ تیری زلف کی وجہ سے اور اس بے پناہ عشق کی وجہ سے کتنے اور غم سہنے پڑیں گے۔

غزل...... 184

1- گر گذر افتد ترا در کوی جانان، اے نسیم
خدمت من عرضہ کن در خدمت یار قدیم

2- طور ہستی را حجاب دیدۂ بینا مساز
تا جواب لن ترانی نشوی ہمچون کلیم

3- سیل اشکم از جنابش کے رود ہر جانبے؟
سائلے کے رُوی برتابد ز درگاہ کریم؟

4- شد دلم بیمار چشم ناتوان او و ہیچ
آن طبیب ما نمی پرسد ز احوال سقیم

5- گر صبا آرد نسیمے از تو بر خاک رہش
جان برافشانم روان و منتے دارم عظیم

6- از درش، زاہد، بہ باغ جنتم دعوت مکن
سر فرو نارد سگ کویش بہ جنات نعیم

7- بس بدی ھا کردہ ام، یا رب، طفیل نیکوان
عفو فرما، ہر چہ خسرو کرد، از لطف عمیم

شعر نمبر 1 لغت:

عرضہ کن: پیش کر، سامنے بیان کر۔

ترجمہ: اے نسیم! اگر تیرا محبوب کی گلی میں گزر ہو تو میرے اس پرانے دوست کی خدمت میں میرا حال بیان کر دینا۔

2- لغت:

طور ہستی: ہستی کا کوہ طور مراد وجود۔ حجاب دیدۂ بینا: دیکھتی آنکھ کے لئے پردہ۔ لن ترانی: تو مجھے نہیں دیکھ سکتا۔ کلیم: حضرت موسیٰ علیہ السلام۔

ترجمہ: اپنی موجود ذات کو دیکھتی آنکھ کے لئے کوئی پردہ مت بنا تاکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح تو یہ جواب نہ سنے کہ "تو مجھے دیکھ نہیں سکتا۔"

(اس شعر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اس تلمیح کی طرف اشارہ ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ سے فرمانے لگے۔ رَب اَرِنِی "اے رب تو مجھے اپنا آپ دکھا۔" تو اللہ تعالیٰ نے جواب دیا: لَن ترانی "تو مجھے نہیں دیکھ سکتا۔")

3- ترجمہ: میرے اشکوں کا سیلاب تیری جناب سے کسی اور طرف کیسے جائے گا۔ کوئی سائل کس طرح جرأت کر سکتا ہے کہ تیری درگاہ کریم سے چلا جائے۔

4- لغت:

سقیم: بیمار، مریض، عیب دار۔

ترجمہ: میرا دل اس کی ناتواں آنکھ کا بیمار ہو گیا اور ہمارا معالج اس کے بارے میں مریض سے کچھ بھی نہیں پوچھتا۔

5- ترجمہ: اگر باد صبا تیری طرف سے کوئی باد نسیم لے کر آ جائے تو اس کی خاک راہ پر جان چھڑک دوں اور میں اس کا بہت زیادہ اور بے حد ممنون ہو جاؤں۔ (یعنی اگر کوئی صبح کی ہوا میرے محبوب کی خوشبو سے بھری ہوا کا جھونکا لے کر آ جائے۔)

6- ترجمہ: اے زاہد! تو مجھے اس کے در سے چلے جانے اور جنت میں جانے کی دعوت مت دے کیونکہ اس محبوب کی گلی کا کوئی کتا بھی اُس نعمت بھری جنت کے لئے تیار نہ ہوگا۔

7- ترجمہ: اے اللہ تعالیٰ! میں نے بہت بُرے کام کیے ہیں۔ خسرو نے جو کچھ بھی کیا اسے تو اپنے خاص فضل و کرم اور نیک ہستیوں کے صدقے معاف فرما دے۔

——◄ ►——

غزل...... 185

1- ز تو صد فتنہ بر جان بیش دیدم
چنین باشد چو گفت دل شنیدم

2- گذر کردم بہ بازار جمالت
دلے بفروختم، جانے خریدم

3- جہانے کشتہ ای از من مکن ننگ
کہ من ہم در صف ایشان شہیدم

4- بہ کویت مُردنم روزے ہوس بود
بحمداللہ بہ کام دل رسیدم

5- بدار، اے پندگو از دامنم دست
کہ من پیراہن عصمت دریدم

6- چہ داند بیخبر خون خوردن عشق؟
تو از من پرس کاین شربت چشیدم

7- ز گلزارت گنہ گارم بہ بوئے
مکش چون نہ بدیدم' نہ چشیدم

8- اگر گوئی ز من بُر بادل خویش
ز تو نتوانمٗ از خسرو بریدم

شعر نمبر 1 ترجمہ: تیری وجہ سے میں نے اپنی جان پر بہت سے سینکڑوں فتنے دیکھے۔ ایسا تب ہوا جب میں نے دل کی بات سن لی۔

2- ترجمہ: میں تیرے حسن کے بازار سے گزرا۔ میں نے دل فروخت کر دیا اور جان خرید لی۔

3- ترجمہ: تو نے ایک جہان کو مار ڈالا ہے۔ مجھ سے شرم نہ کر کیونکہ میں بھی انہی شہیدوں کی صف میں شامل ہوں۔

4- ترجمہ: میری خواہش ہے کہ میں تیرے کوچ میں مر جاؤں۔ اللہ کا شکر ہے کہ میری مراد پوری ہوئی۔

5- ترجمہ: اے نصیحت کرنے والے تو میرے دامن سے ہاتھ اُٹھا لے کیونکہ میں نے اپنی عزت کا دامن پھاڑ ڈالا ہے۔

6- ترجمہ: کوئی بے خبر عشق میں خون کے پیے جانے کے بارے میں کیا جانتا ہے۔ تو مجھ سے پوچھ کیونکہ میں نے یہ شربت چکھا ہے۔

7- ترجمہ: تیرے گلستان کا میں گنہ گار ہوں۔ تو اپنی خوشبو سے مجھے ہلاک نہ کر کیونکہ نہ میں نے کچھ دیکھا' نہ چکھا۔

8- ترجمہ: اگر تو کہے کہ تو اپنے دل کو مجھ سے علیحدہ کر دے تو میں تجھ سے ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ میں نے تو اسے خسرو سے لے لیا تھا۔

——◄ ►——

غزل...... 186

1- ما کہ در راہ غم قدم زدہ ایم
بر خط عافیت رقم زدہ ایم

2- تا بہ طوفان عشق غرقہ شدیم
بر سر نہ فلک قدم زدہ ایم

3- قدمے کہ بہ راہ عشق شتافت
دیدہ بر راہ آن قدم زدہ ایم

4- چونکہ اندر وجود نیست ثبات
دست در نامہ عدم زدہ ایم

5- آستین بر زد آب دیدہ بہ رقص
بسکہ در سینہ ساز غم زدہ ایم

6- از سر نیستی چو سلطانی
ہستی ہر دو کون کم زدہ ایم

شعر نمبر 1 ترجمہ: ہم نے جبکہ غم کی راہ میں قدم رکھ لیا ہے۔ ہم نے عافیت کے خط پر تحریر کرنا شروع کر دیا۔
2- ترجمہ: جب سے ہم نے عشق کے طوفان میں غرقابی شروع کی ہے۔ تب سے ہم نے نو آسمانوں پر قدم رکھ دیا ہے۔
3- ترجمہ: ہمارا وہ قدم جو عشق کی راہ میں اُٹھا' ہم نے اپنی آنکھیں اسی قدم پر لگا دی ہیں۔
4- ترجمہ: چونکہ ہمارے وجود کو پائیداری حاصل نہیں ہے۔ اس لئے ہم نے پہلے ہی فنا کے خط میں ہاتھ ڈال دیا ہے۔
5- ترجمہ: ہم نے اپنے سینے میں غم کا ساز بہت بجایا ہے اور ہم نے اپنی آنکھوں سے اتنے آنسو بہائے ہیں کہ وہ سب آنسو آستین پر لگاتار رقص کرتے دکھائی دیئے۔
6- ترجمہ: نابود ہو جانے کی وجہ سے (ایک بادشاہ کی طرح) ہم نے دونوں جہان کی ہستی کو ناکافی قرار دے دیا ہے۔ (کون بمعنی جہان)

——◄ ►——

غزل...... 187

1- عمرم گذشت و روی تو دیدن نیافتم
طاقت رسید و با تو رسیدن نیافتم

2- گفتم رُخت ببینم و میرم بہ پیش تو
ہم در ہوس بمردم و دیدن نیافتم

3- گفتی بہ خون من سخنے' ہم خوشم' ولیک
چہ سود کز لب تو شنیدن نیافتم

4- دی با درخت گل بہ چمن ہمنشین شدم
خود باغبان درآمد و چیدن نیافتم

5- بر دوست خواستم کہ نویسم حکایتے
از آب دیدہ دست کشیدن نیافتم

6- مرغم کز آشیان سلامت جدا شدم
ماندم ز آشیان و پریدن نیافتم

7- شد جان خسرو آب کہ از ساغر اُمید
یک شربت مراد چشیدن نیافتم

شعر نمبر 1 ترجمہ: ساری عمر گزر گئی لیکن تیرے چہرے کا دیدار نہ پایا۔ قوت پائی بھی لیکن تجھ تک پہنچ نہ پایا۔

2- ترجمہ: میں نے کہا کہ میں تیرا چہرہ دیکھ لوں اور تیرے سامنے ہی مر جاؤں۔ میں اسی خواہش میں مر بھی گیا لیکن تیرا چہرہ نہ دیکھ پایا۔

3- ترجمہ: تو نے کہا کہ میرے خون سے کوئی بات ہوئی میں خوش ہوا لیکن کیا فائدہ کہ میں تیرے لب سے یہ بات سننے نہ پایا۔

4- ترجمہ: کل میں گلستان میں محبوب کے قریب بیٹھا بھی لیکن وہاں باغبان آ گیا اور میں ایک پھول بھی چننے نہ پایا۔

5- ترجمہ: میں نے چاہا کہ میں اپنے محبوب کو اپنی کہانی لکھ بھیجوں لیکن میرے آنسو ہی اتنے زیادہ بہے کہ میں اُن کو صاف کرنے سے ہاتھ کھینچ نہ پایا۔

6- ترجمہ: میں ایک ایسا پرندہ ہوں کہ سلامتی کے آشیانے سے جدا ہو گیا۔ آشیانے سے تو رہا ہو گیا لیکن اُڑنے بھی نہ پایا۔

7- ترجمہ: خسرو کی جان پانی بن کر رہ گئی کیونکہ اُمید کے ساغر سے میں مراد کا شربت چکھنے بھی نہ پایا۔

غزل 188

1- ابر می بارد و من بار سفر می بندم
چشم می گرید و من از تو نظر می بندم

2- چشم گریان بہ لبش داشتہ یعنی در راہ
بر سر آب روان پل ز شکر می بندم

3- جان گسستہ ست گرہ می زنمش از گریہ
گرہش ست تر است' ارچہ کہ بر می بندم

4- بہر بستن بہ دگر چیز ہمی آرم دست
وز تحیر بہ غلط چیز دگر می بندم

5- گفتی' اے دوست کہ بر بند بہ موئے دل خویش
حال این است کہ می بینی' اگر می بندم

6- نمکے بخش بہ خسرو کہ برای توشہ
خون برون می کشم از دیدہ' جگر می بندم

شعر نمبر 1 ترجمہ: بادل برس رہا ہے اور میں سفر کی تیاری کر رہا ہوں۔ میری آنکھ رو رہی ہے اور میں تجھ سے اپنی نگاہ بند کر رہا ہوں۔

2- ترجمہ: اپنی روتی ہوئی آنکھ کو اُس کے لب پر رکھ دیا ہے تا کہ راستے میں اُس آب رواں پر ہونٹوں کی مٹھاس سے پل باندھ لوں۔

3- ترجمہ: جان ٹوٹ گئی ہے' میں اپنے گریہ و زاری سے اس پر گرہ باندھ رہا ہوں۔ گرہ بھی تو بہت ڈھیلی ہے۔ اگرچہ میں اس کو خوب مضبوطی سے باندھتا ہوں۔

4- ترجمہ: اس کو کسی اور چیز کے ساتھ باندھنے کے لئے کچھ اور لاتا ہوں اور حیرت زدہ ہونے کی وجہ سے کسی دوسری چیز سے بھی غلط ہی باندھ رہا ہوں۔

5- ترجمہ: تو نے کہا کہ اے دوست! تو اس کو اپنے دل کے بال کے ساتھ باندھ۔ حال تو میرا ایسے ہی ہے جیسے کہ تو دیکھ رہا ہے۔ اگر میں اس کو اس طرح باندھ بھی لوں۔

6- ترجمہ: خسرو کو زادراہ کے لئے کچھ نمک دے دیں تو میں خون نکال لیتا ہوں اور جگر کو باندھ لیتا ہوں۔

غزل...... 189

1- زین پس سر آن نیست کہ من زہد فروشم
ساقی' قدحے دہ کہ بہ روی تو بنوشم

2- جائے کہ نیرزد بہ جوے دین درستم
این توبہ صد جای شکستہ چہ فروشم؟

3- بس پیر خرابات کہ دیدم بہ شفاعت
تا باز کشادند در میکدہ دوشم

4- اکنون کہ سرم شد بہ در میکدہ پامال
چون بیم دھد محتسب از مالش گوشم؟

5- بودہ ست ز ہوش و دلم اندیشہ تیمار
المنتہ للہ کہ نہ دل ماندٗ نہ ہوشم

6- رفت آن کہ مصلا بہ کتف داشتم' اکنون
بازیچہ گہ مغ بچگان شد سر و دوشم

7- پوشیدہ بسے خدمت بت کردم و زین پس
زنار ہوس می کندمٗ از تو چہ پوشم؟

8- چون باز نیامد ز بت و بتکدہ خسرو
اصلاح مزاج سگ دیوانہ چہ کوشم؟

شعرنمبر 1 ترجمہ: اس کے بعد اب کوئی چارہ نہیں رہا کہ میں اپنا زہد وتقویٰ فروخت کر دوں۔ اے ساقی تو شراب کا پیالہ دے تا کہ میں اسے تیرے سامنے ہی نوش کرلوں۔

2- ترجمہ: وہاں جہاں درست ایمان مجھے ایک جو کی قیمت کے قابل نہیں ہے۔تو میں اس توبہ کو جو میں نے سینکڑوں جگہ توڑ دی اب کیا فروخت کروں۔

3- لغت:

شفاعت: کسی کی بھلائی کے لئے کچھ کہنا' سفارش کرنا' معافی کا وسیلہ۔

ترجمہ: میں نے معافی کے وسیلے کے طور پر کسی سفارش کے متمنی شراب خانے کے بڑے بڑے منتظموں کو دیکھا۔ پھر بھی کل انہوں نے میرے لئے شراب خانے کا دروازہ کھول دیا۔

4- لغت:

مالش گوش: گوش مالیدن کے معنی ہیں سزا دینا' متنبہ کرنا' ہوشیار کرنا' گوشالی کرنا' کان کھینچ کر ہوشیار کرنا یہاں مراد سزا۔

ترجمہ: اب جبکہ میرا سر مے خانے کے دروازے پر پامال ہوگیا ہے۔اب محتسب مجھے سزا سے کیوں ڈراتا ہے۔

5- لغت:

تیمار: غمخواری' غم' علاج' عیادتِ مریض۔

ترجمہ: میرا دل اور ہوش غمخواری کے خیال میں پڑا رہا ہے۔ یہ اللہ کا احسان ہے کہ اب میرے پاس نہ دل رہا ہے' نہ ہوش۔ (سب کچھ فکر دوست میں جاتا رہا۔)

6- لغت:

کتف: کندھا' شانہ۔ بازیچہ گہ: تماشا گاہ۔ مغ بچگان: آتش پرستوں کے خوبصورت بچے۔ وہ حسین لونڈے جو شراب خانے میں مست شرابیوں کو شراب پلاتے ہیں۔

ترجمہ: وہ وقت گزر گیا جب کہ میرے کندھے پر مصلّٰی تھا۔ اب میرا سر اور میرا کندھا مغ بچوں کی تماشا گاہ بن گئے ہیں۔

7- لغت:

زُنار: ہندو مذہب میں ہر شخص اپنے جسم پر ایک دھاگہ باندھتا ہے جو گلے اور کندھے میں سے گزر کر جسم کے ساتھ وابستہ رہتا ہے۔ یہ دھاگہ ہندو مذہب میں کسی ہندو کے مذہبی طور پر پختہ ہونے کی نشانی ہوتا ہے۔ ہوس می کندم: میں خواہش کرتا ہوں۔

ترجمہ: میں نے پوشیدہ طور پر چھپ چھپ کر بت کی (یعنی معشوق کی) بہت خدمت کی ہے۔اس کے بعد اب میری خواہش ہے کہ میں زنار پہن لوں۔تم سے اب کیا چھپاؤں' میرا معشوق ہی میرا بت ہے۔

ہندو چونکہ بت پرستی کرتے ہیں' میں بھی اس بت کی پرستش کرنے کا خواہش مند ہوں اور اس کی پرستش کرنے کے لئے زنار پہننے کی بھی تمنا کرتا ہوں۔

8- ترجمہ: اے خسرو! جب کوئی شخص بت خانے سے اور اپنے محبوب سے لوٹ کر نہ آیا تو میں دیوانے کتے کے مزاج کی اصلاح کیونکر کروں۔ دل تو دیوانہ ہے' اصلاح کے قابل نہیں رہا۔

غزل...... 190

1- گر من بہ کمند تو گرفتار نباشم
افتادہ درین سایۂ دیوار نباشم

2- آخر ز تو چیزے ست درین سینۂ وگرنہ
چندین بہ سر کوی تو بیدار نباشم

3- زنجیر کشایم' ببرد زلف تو' گر من
بو بردۂ آن غمزۂ خونخوار نباشم

4- خونہا خورم و شکر تو گویم کہ ازین ے
یک لحظہ ز اقبال تو ہشیار نباشم

5- خوشوقت دلے کو بود آزاد کہ بارے
من می نتوانم کہ گرفتار نباشم

6- چون خاص خیالت شدم' از جان و خرد' دور
آن بہ کہ کنون پہلوی اغیار نباشم

7- گویند کہ "خسرو' مگری" وای کہ چندین
خونم نتراود' اگر افگار نباشم

شعر نمبر 1 ترجمہ: اگر میں تیری کمند کا شکار نہ ہوتا تو اس دیوار کے سایے کے نیچے کیوں پڑا ہوتا۔

2- ترجمہ: آخرکار میرے اس سینے میں کوئی چیز تو ہے۔ ورنہ اس قدر تیرے کوچے میں بیدار نہ رہتا۔

3- لغت:

بردہ: غلام' قیدی۔ غمزۂ خونخوار: خون بہا دینے والا آنکھ کا اشارہ۔

ترجمہ: تیری زلف میں پڑی ہوئی اس زنجیر کے پیچ کو میں کھول لوں۔ اگر میں اس کے خونخوار غمزے کا غلام نہ ہوتا۔

4- ترجمہ: میں بار بار خون پیتا ہوں اور تیرا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس لئے کہ اس شراب کی وجہ سے (اس قدر مدہوش ہو جاؤں کہ) میں ایک لمحے کے لئے بھی تیری اقبال مندی سے ہوشیار نہ ہو جاؤں۔

5- ترجمہ: بہت ہی اچھا وہ وقت تھا کہ آزاد تھا۔ اب ایسا ہے کہ مجھ سے ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ میں (اس کے عشق میں) گرفتار نہ ہو جاؤں۔

6- ترجمہ: جب میں خصوصی طور پر تیرے خیال میں سما گیا ہوں اور اپنی جان اور عقل سے دور ہو گیا ہوں۔ اب بہتر یہی ہے کہ اب میں کسی غیر کے پہلو میں نہ رہوں۔

7- ترجمہ: لوگ کہتے ہیں کہ اے خسرو "رونا نہیں"۔ افسوس! اگر میں زخمی نہیں ہوتا تو اس قدر میرا خون (میرے دل و جسم سے) نہ ٹپکتا۔ (جب میں زخمی ہو کر خون میں نہایا ہوا ہوں تو کیسے نہ گریہ کروں۔)

غزل......191

1- بیا تا بے گل و صہبا نباشیم
که گل باشد بسے و ما نباشیم

2- ز گل نازک تریم و چند گاہے
بہ جز زیر گل و خارا نباشیم

3- بیا' یارا و با ما باش امروز
چو می دانی کہ ما فردا نباشیم

4- چو تنہا بودنی' بایدٔ ہمان بہ
کہ از ہم صحبتان تنہا نباشیم

5- چو نگذارند یک جا دوستان را
چرا با دوستان یک جا نباشیم؟

6- چو زیر پای می باید شدن خاک
چرا چون خاک زیر پا نباشیم؟

7- چو بودن نیست خسرو جز دو روزے
دو روزے نیز بگذر تا نباشیم

شعر نمبر 1 لغت:

صہبا: شراب۔

ترجمہ: اے میرے دوست آ جا تا کہ ہم شراب اور پھول کی صحبت کے بغیر نہ رہیں کیونکہ پھول تو بہت رہیں گے لیکن ہم نہیں رہیں گے۔

2- ترجمہ: ہم پھول سے بھی زیادہ نزاکت والے ہیں لیکن کچھ ہی وقت کے بعد ہم سوائے مٹی اور پتھر کے ڈھیر کے اور کچھ نہ ہوں گے۔

3- ترجمہ: اے میرے دوست آ اور ہمارے ساتھ رہ آج' جب تجھے پتہ ہے کہ ہم کل نہیں رہیں گے۔

4- ترجمہ: جب ہمیں ہمیشہ تنہا ہی ہو جانا ہے تو اب اپنے دوستوں سے علیحدہ ہو کر نہ رہیں۔

5- ترجمہ: جب یہ دنیا والے دوستوں کو اکٹھا نہیں رہنے دیں گے تو کیوں نہ اب ہم سب دوست مل کر رہیں۔

6- ترجمہ: جب پاؤں کی مٹی کے نیچے آ جانا ہی ٹھہرا تو کیوں نہ آج ہم مٹی کو اپنے پاؤں کے نیچے نہ کریں۔

7- ترجمہ: اے خسرو! جب دو دن سے زیادہ زندگی ہی نہیں ہے تو یہ دو دن سے بھی بے نیاز ہو جا۔ جب تک کہ ہم اس دنیا میں نہ رہیں۔

ردیف ن

غزل...... 192

1- جانا گزرے بہ بوستان کن
باده خور و رُخ چو ارغوان کن

2- جانہا کہ گرانست نرخ ایشان
یکبار بخند و رایگان کن

3- از غمزہ روان کن خدنگے
یک جان مرا ہزار جان کن

4- گرمی کشیم ز کس چہ پُرسی
چیزے کہ ترا خوش آید آن کن

5- زن در دل خسرو آتش اما
خود را ز میانہ بر کران کن

شعر نمبر 1 ترجمہ: اے میرے محبوب کبھی گلستان میں سے گزر کر۔ شراب پی اور اپنا چہرہ سرخ پھولوں کی طرح کر لے۔
2- ترجمہ: وہ جانیں جن کی قیمت بہت زیادہ ہے تو ایک بار وہاں آ کر ہنس دے اور اُن کی قیمت رایگاں کر دے۔
3- ترجمہ: اپنے آنکھ کے عشوہ سے ایک تیر غمزے کا چلا تا کہ میری جان ٹکڑے ٹکڑے ہو کر ہزار جانوں میں بٹ جائے۔
4- ترجمہ: اگر تو ہمیں مارنے پر ہی آیا ہے تو کسی سے کیا پوچھتا ہے (تو مار ڈال) تجھے جو چیز بھی اچھی لگے ویسا ہی کر لے۔ (اگر ہمیں ہلاک کرنا اچھا لگتا ہے تو بلا جھجک مار ڈال) کسی سے پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں۔
5- ترجمہ: تو خسرو کے دل میں آگ لگا دے لیکن اپنے آپ کو اس آگ سے علیحدہ کنارے پر محفوظ رکھنا۔

◀▶

غزل...... 193

1- جانا شبے بہ کوی غریبان مقام کن
چون جان دھیم در کف پایت خرام کن

2- داری بہ زیرِ غمزہ و لب مرگ و زندگی
تا چند جان دھم بہ زبان ناتمام کن

3- دعوی خونبهای دل خویش میکنم
یک بوسہ بر لبم زن و قطع کلام کُن

4- مے کت حلال باد بنوش و خرام کُن
بر زاہدان صومعہ تقویٰ حرام کُن

5- یک جرعہ نیم خوردۂ خود بر زمین بریز
درکام مردہ شربت "یُحیی العظام" کُن

6- تا بو کہ بر لب تو رسم' خون من بریز
وانگہ بجای بادۂ رنگین بہ جام کُن

7- اے باد صبحدم' چو بدانسوی بگذری
از من سگان آن سر کو را سلام کُن

8- اے دل' چو سوختی ز ہوسہای خام خویش
عمر عزیز در سر سودای خام کُن

9- خسرو' نظر در آن رخ و آنگہ حدیث صبر
اندازۂ تو نیست' زبان را بہ کام کُن

شعرنمبر 1 ترجمہ: اے میرے محبوب! کسی رات پردیسیوں کے کوچے میں آ کر قیام کر۔ ہم تیرے پاؤں کے تلوے میں جان قربان کر دیں تو ذرا وہاں آ کر خرام کر۔ (ذرا ہمارے کوچے میں آ کر ٹہل کر دیکھ۔)

2- ترجمہ: تیرے غمزہ اور تیرے ہونٹوں میں میری موت اور زندگی ہے۔ (غمزہ میں موت اور ہونٹوں میں زندگی) کب تک جان دیتا رہوں' زبان سے اس بات کو ناتمام کر دے۔

3- ترجمہ: میں اپنے دل کے خونبہا کا دعویٰ کرتا ہوں۔ بس ایک بوسہ دے دے۔ پھر کلام کرنا چھوڑ دے۔ (میرا دعویٰ تیرے ایک بوسہ دینے سے ختم ہو جائے گا۔)

4- ترجمہ: شراب جو کہ تجھے حلال ہے' خوب نوش کر اور پی کر ٹہل اور زاہد لوگوں اور صومعہ پرست لوگوں پر تقویٰ (پرہیزگاری) حرام کر دے۔

5- ترجمہ: اپنی شراب کا آدھا پیا ہوا گھونٹ زمین پر پھینک دے اور مُردہ کے گلے میں یحییٰ العظام (اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو جا) ثابت کر کے اس کو زندگی بخش دے۔

6- ترجمہ: اُس وقت سے پہلے کہ میں تیرے ہونٹوں تک پہنچ جاؤں۔ میرا خون کر دے اور اس وقت میرے خون کو رنگین شراب کے طور پر اپنے جام میں ڈال لے۔

7- ترجمہ: اے صبح کی ہوا' جب تو اُس (محبوب کی) طرف سے گزرے تو میری طرف سے اُس کوچے کے کتوں کو بھی

میرا اسلام کہہ دینا۔

8۔ ترجمہ: اے دل جب تو اپنی خام خواہشات کی آگ میں جل کر خاکستر ہو گیا تو بس اپنی عمر بھی اسی کی محبت میں سودائے خام کر لے۔

9۔ ترجمہ: اے خسرو! اُس محبوب کی طرف نظر کر اور حدیث صبر بیان کر۔ تجھے اس محبت کی شدت کا اندازہ ہی نہیں۔ زبان کو اپنے گلے میں ہی بند کر کے رکھ دے۔ (خاموش ہو جا' بات مت کر)۔

غزل......194

1- آخر نگاہی بر حال ما کن
درد دلم را روزی دوا کن

2- از دست ہجراں من در بلایم
یا رب بہ فضلت آن را دوا کن

3- گفتی بہ وصلت روزی نوازم
وقت است جانان وعدہ وفا کن

4- زین بیش ما را از خود میازار
اندیشہ آخر روز جزا کن

5- من در فراقت شوریدہ حالم
باز آ و رحمی بر حال ما کن

6- در عشق خسرو دل را چہ قیمت
جان و روان را پیشش فنا کن

شعر نمبر 1 ترجمہ: اے محبوب! آخر کبھی تو ہمارے حال پر ایک نظر ڈال۔ کسی روز میرے دل کے درد کا علاج کر۔

2۔ ترجمہ: جدائی کے ہاتھوں میں سخت مصیبت میں ہوں۔ یا اللہ! اپنے فضل و کرم سے اس مصیبت کی دوا کر۔

3۔ ترجمہ: تو نے کہا تھا کہ ایک دن میں تجھ کو وصل سے نوازوں گا۔ اے میرے محبوب! اب وقت آ گیا ہے۔ اپنا وعدہ وفا کر۔

4۔ ترجمہ: اس سے زیادہ تو ہمیں آزاری مت دے۔ قیامت کے روز سے ڈر۔

5۔ ترجمہ: میں تیری جدائی میں پریشان حال ہو گیا ہوں لوٹ آ اور ہمارے حال پر رحم کر۔

6۔ ترجمہ: خسرو! عشق میں دل کی کیا قیمت ہے۔ اس کے سامنے اپنی جان اور اپنی روح کو فنا کر دے۔

غزل...... 195

1- اے دل، علم بہ مُلک قناعت بلند کُن
چشم طمع ز خوان خسان بے گزند کُن

2- خاک است ہستی تو و خواہی کہ زر شود
از کیمیای نیستیش بہرہ مند کُن

3- در خلوت رضا ز سوی اللہ روبگیر
وابلیس را بہ سلسلۂ شرع بند کُن

4- روزے اگر بہ سوختہ محنتے رسی
بر آتش درونہ او جان سپند کُن

5- آن کش ریاضتے نبود خود زقند نہ
وآن کش محاسنے نبود ریشخند کُن

6- از کوی عقل بر در سلطان عشق رو
وین تاج بفکن از سر و نعل سمند کُن

7- تا چند زاغ مزبلۂ لختے ہمای باش
خود را بہ نامودن خویش ارجمند کُن

8- جان کش نخست در قدم شبروان عشق
برج حصار چرخ ز ہمت کمند کُن

9- دشمن گرت ز پستی ہمت لگد زند
تو خاک راہ او شو و ہمت بلند کُن

10- سنگ ار یکے زنند، دعا شان دوبارہ گوی
کبر ار یکے کنند، تواضع دوچند کُن

11- این آستانہ ملک کسے، زآن دیگر است
خسرو برو تو، ہیچ کسی را پسند کُن

شعرنمبر 1 ترجمہ: اے دل! قناعت کے ملک میں پرچم بلند کر اور لالچ کی آنکھ کمینے لوگوں کے دسترخوان سے بالکل دور علیحدہ کرکے رکھ۔

2- ترجمہ: تیرا وجود مٹی ہے اور تو چاہتا ہے کہ سونا بن جائے۔ تو خود کو فنا کی کیمیا گری سے آشنا کر۔ (دنیا فانی ہے کل من علیہا فان اس لئے خود کو یہ حقیقت تسلیم کرا۔)

3- ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی مرضی حاصل کرنے کے لئے تنہائی میں اس کو مسلسل یاد کر اور شیطان کو شرعی جکڑ بندیوں میں قید کر کے رکھ۔

4- ترجمہ: اگر کسی روز اپنی غمگساری کی وجہ سے خود کو جلا ہوا محسوس کرے تو اپنی اندرونی نفسانی جان کو سپند کی طرح خواہشات کی آگ پر جلا دے۔

5- لغت:

کش: کہ اش' کہ اؤ' کہ وہ۔ ریاضت: رنج اُٹھانا' نفس کو رام کرنا۔ ریشخند: تمسخر' ہنسی' دل لگی۔

ترجمہ: وہ شخص جو ریاضت نہیں کرتا۔ وہ خود کسی مٹھاس کا اہل نہیں ہے اور جس شخص میں کوئی اوصاف نہ ہوں۔ اُس پر تو بے شک تمسخر کر۔ اس کی ہنسی اُڑا۔

6- لغت:

سمند: گھوڑا۔ نعل: وہ لوہا' جو گھوڑے کے پاؤں میں لگایا جاتا ہے تاکہ دوڑنے میں تیزی اور آسانی ہو۔

ترجمہ: عقل کے کوچے سے تو عشق کے بادشاہ کے دروازے پر جا اور سر پر سے یہ تاج پھینک دے اور گھوڑے کی نعل بندی کر لے۔

7- لغت:

زاغ: کوا۔ مزبلہ: کوڑا کرکٹ کی جگہ' ڈسٹ بن۔ لختے: ٹکڑا۔ ارجمند: صاحب قدر و قیمت۔

ترجمہ: تو کب تک کوڑا کرکٹ کے ڈھیر پر بیٹھنے والا کوا بنا رہے گا تو ایک لمحہ کے لئے ہما کا ٹکڑا بن جا اور اپنی خودنمائی کو چھوڑ کر ایک صاحب قدر و قیمت انسان بن جا۔

8- لغت:

جان کش: جان مار دے۔ نخست: پہلے۔ شبروان عشق: عشق کی راہ میں راتوں کو چلنے والے۔ حصار: قلعہ۔ چرخ: آسمان۔ کمندکن: تو اس پر کمند ڈال' تو اُس کو فتح کر لے۔

ترجمہ: عشق کی راہ میں راتوں کو چلنے والوں کے قدموں میں پہلے اپنی جان مار دے۔ پھر ہمت کر اور آسمان کے قلعہ پر کمند ڈال کر اس کو فتح کر لے۔

9- لغت:

لگدزند: لات مارتا ہے۔

ترجمہ: اگر تیرا دشمن کمزوری کی وجہ سے لات مارتا ہے (تو پرواہ نہ کر) تو اس کی راہ کی خاک بن جا اور اپنی ہمت کو بلند رکھ۔

10- ترجمہ: اگر لوگ ایک بار پتھر ماریں تو اُن کو دو بار دعائیں دو۔ بڑائی اگر ایک کی کریں تو اُن کی دوگنا تواضع کرو۔
11- ترجمہ: یہ دنیاوی گھر کس کی ملکیت ہے۔ (خدا تعالیٰ کی ملکیت ہے) اور اس کی شان و شوکت اسی کی وجہ سے ہے۔ اے خسرو! تو جا تو اب اُسی کو ہی پسند کر لے۔

غزل...... 196

1- خویش را در کوی بے خویشی فگن
تا ببینی خویش را بے خویشتن

2- جرعہ بر خاک میخواران فشان
آتشے در جان ہشیاران فگن

3- ہر کہ را دادند مستی در ازل
تا ابد گو خیمہ در میخانہ زن

4- مرغ نتواند کہ در بند زبان
صبحدم چون غنچہ بکشاید دھن

5- باد اگر بوی تو بر خاکم دمد
ہمچو گل بر خود بدرانم کفن

6- از تنم جز پیرہن موجود نیست
جان من جانان شد و تن پیرہن

7- آنچنان بدنام و رسوا گشتہ ام
کز در دیرم رھاند برہمن

8- جز خیالش در بدن یک موی نیست
وز غم او ہست یک مو ہم بدن

9- معرفت خسروؔ ز پیر عشق جوی
تا سخن ملک تو گردد بے سخن

شعر نمبر 1 ترجمہ: خود کو تو بدہوشی کے عالم میں ڈال دے۔ پھر تو اپنے آپ سے بیگانہ ہو کر خود کو خوب دیکھ لے گا۔
2- ترجمہ: شراب کا ایک گھونٹ شراب خوروں کی مٹی پر ڈال۔ پھر جو لوگ ہشیار ہیں اُن کی جان کو (شراب کے اس گھونٹ کی وجہ سے) آگ لگا دے۔

3- ترجمہ: ہر اُس شخص کو جس کو ازل سے ہی مستی کا عنصر بخش دیا گیا' اُس کو بس یوں کہو کہ وہ مے خانے پر ہی ڈیرہ ڈال لے۔
4- ترجمہ: صبح کے وقت جب غنچہ چٹکتا ہے تو پرندہ اپنی زبان بند کر کے نہیں رکھ سکتا۔ (وہ غنچہ کھلتے ہی وصال غنچہ کے لئے چہچہانہ شروع کر دے گا۔)
5- ترجمہ: اگر ہوا میری قبر میں تیری خوشبو بھی لے آئے تو میں پھول کی طرح اپنا کفن اس طرح پھاڑ کر باہر آ جاؤں گا جیسے غنچہ پھول کی پتیاں بن کر کھل جاتا ہے۔
6- ترجمہ: میرے جسم پر سوائے ایک قمیض کے اور کچھ بھی نہیں ہے۔ میری جان تو محبوب لے گیا اور اب صرف میرا بدن ہی میری پوشاک ہے۔
7- ترجمہ: میں اس طرح بدنام اور رسوا ہو گیا ہوں کہ برہمن نے بھی مجھے بت خانے سے نکال دیا ہے۔
8- ترجمہ: میرے بدن میں سوائے تیرے خیال کے اور کچھ بھی نہیں رہا (اور یہ کیفیت) اس کے غم کی وجہ سے ہے اور بدن ایک بال کی مانند ہو کر رہ گیا ہے۔
9- ترجمہ: اے خسرو! معرفت صرف پیر عشق سے تلاش کر جبکہ تیرے بادشاہ کی بات، بے معنی ہو کر رہ گئی ہے۔

◄►

غزل...... 197

-1 شبی با ما خیال خویشتن را میهماں گردان
ز باغ عارض خود مجلسم را بوستان گردان

-2 ہوس دارم از آن نرگس نگاہی سوی من بنگر
چو چشم ناتوان خود مرا ہم ناتوان گردان

-3 خدارا چند سوزم ز آتش بی مہری آن مہ
بدہ صبری مرا یا بامن او را مہربان گردان

-4 غم عشق تو دارد پائمالم تا شوم کشتہ
تو ہم با او جفا را بہر قتلم ہم عنان گردان

-5 چہ پنہان می شوی بنمای روی خویش' خلقی را
چو خسرو ہر طرف از عشق خود بی خانمان گردان

شعر نمبر 1 ترجمہ: کسی رات اپنے خیال کو ہمارا مہمان کر دے۔ اپنے رخسار کے باغ سے ہماری محفل کو گلستان کر دے۔
2- ترجمہ: میری خواہش ہے کہ اُس نرگس جیسی نگاہوں سے کبھی میری طرف بھی دیکھ لے۔ میری ناتواں آنکھ کی طرح

مجھے بھی ناتواں کر دے۔

3۔ ترجمہ: یا اللہ! میں کب تک اُس محبوب کی بے مہری کی آتش میں جلتا رہوں گا۔ یا مجھے صبر عطا کر دے یا اُس کو مجھ پر مہربان کر دے۔

4۔ ترجمہ: تیرے عشق کی وجہ سے میں بالکل پامال ہو گیا ہوں اور مر گیا ہوں تو بھی اس کے ساتھ مل کر میرے قتل کئے جانے کو اُس کا ہم عنان ہو جا۔

5۔ ترجمہ: تو کیا چھپ رہا ہے۔ لوگوں کو اپنے چہرے کی زیارت کرا۔ اپنے عشق کی وجہ سے خسرو کی طرح اپنے چہرے کو بھی بے خانماں کر دے۔ یعنی بالکل عیاں ہو کر جلوہ گری کر۔

غزل...... 198

1- رفتی و شد بی تو جانم زار باز آ و ببین
سینہ دارم ز ہجر افگار باز آ و ببین

2- بر سر راہ تو زان بادے کہ از سویت رسید
دیدۂ من پرخس و پرخار باز آ و ببین

3- گر بیائی و بہ بینی حال من از گفت من
بو کہ بزیم جان من یکبار باز آ و ببین

4- چون تو رفتی از من و من از خود اکنون لطف کن
گاہ رفتن آخرین دیدار باز آ و ببین

5- گر نہ دیدی سوزش مجنون ز درد و داغ عشق
درد و داغ خسرو غمخوار باز آ و ببین

شعر نمبر 1 ترجمہ: تو چلا گیا اور تیرے بغیر میری جان کا حال زار کیا ہو گیا۔ آ اور آ کر اسے دیکھ لے۔ میرا سینہ جدائی کے غم میں زخمی ہو گیا ہے۔ تو آ اور آ کر خود دیکھ لے۔

2۔ ترجمہ: راستے میں جب تیری طرف سے ہوا کا کوئی بھی جھونکا آیا۔ میری آنکھوں میں خس و خار چبھ گئے۔ تو آ اور آ کر خود دیکھ لے۔

3۔ ترجمہ: اگر تو آ جائے اور اپنی آنکھوں سے میرا حال دیکھ لے اور میری بات سن لے۔ ممکن ہے کہ میں دوبارہ زندہ ہو جاؤں۔ تو آ اور آ کر خود دیکھ لے۔

4۔ ترجمہ: جب تو مجھ سے جدا ہوا تھا اور میں خود سے اب ذرا مہربانی فرما۔ (میں مرنے کو ہوں) اور میرے اس دنیا سے کوچ کر جانے کے وقت آخری دیدار کے لئے ایک بار آ جا اور اپنی آنکھوں سے دیکھ لے۔

5- ترجمہ: اگر تو نے عشق کے درد اور سوز کا اثر سوزش مجنوں میں نہیں دیکھا۔ تو آ اور غم خوار خسرو کے درد و داغ کو دیکھنے کے لئے آ اور اپنی آنکھوں سے دیکھ لے۔

(مجنوں عشق کی آگ میں جل گیا۔ فراق کے درد میں مارا گیا۔ وہ تو اب دیکھا نہیں جا سکتا۔ شاعر دعوت دیتا ہے کہ اے محبوب تو یہ تمام کیفیات کو بذات خود خسرو کے پاس آ کر اپنی آنکھوں سے خود ہی دیکھ لے۔)

غزل 199

1- آمد بہار' اے یار من' بشگفت گلہا در چمن
شد در نوا ہر بلبلے بر شاخ سرو و نارون

2- باد صبا گلریز شد' ساقی' بدہ مے تا شوم
گہ از خمار چشم تو مست و گہ از دُردی دَن

3- با عارض زیبای تو مارا چہ جای باغ و گل
با قامت رعنای تو چہ جای سرو و نارون

4- چندان بہ یاد عارضت بارم ز جوی دیدہ خون
تا لالہ ھایت را دمد سنبل بر اطراف چمن

5- شادم اگر میرم ز غم' بارے ز محنت وا رہم
از ہجرت' اے زیبا صنم' تا چند باشم ممتحن؟

6- گاہیم سازد بیخبر' گاہیم نآرد در نظر
باعاشقان آن چشم را باز این چہ سحر است وفتن

7- داریم با زلفت' بُتا' وقت خوش و این قصہ را
مکشای با باد صبا' وقت مرا برہم مزن

8- از انتظارت دیدہ ھا شد خسرو بیچارہ را
اے یوسف فرخ لقا' بوئے فرست از پیرہن

شعر نمبر 1 ترجمہ: اے میرے دوست! بہار کا موسم آ گیا ہے۔ گلستان میں پھول کھل گئے ہیں۔ سرو اور نارون کے پودوں کی ہر شاخ پر بلبلیں چہچہانے لگی ہیں۔

2- ترجمہ: باد صبا پھول بکھیرنے والی بن گئی ہے۔ اے ساقی! تو مجھے شراب کا ایک جام دے۔ کبھی میں تیری آنکھ کے نشہ میں مست ہو جاؤں۔ کبھی تیرے مٹکے (دَن) کی تلچھٹ سے مخمور ہو جاؤں۔

3- ترجمہ: ہمارے سامنے تیرے خوبصورت رخساروں کے مقابلے میں گلستان میں کون سی اور چیز ہے۔ تیرے خوبصورت قد کے مقابلے میں سرو اور نارون کے پودوں کا کیا مقام ہے۔
4- ترجمہ: تیرے رخساروں کی یاد میں' میں اس قدر خون کے آنسو برساؤں کہ اُن کی وجہ سے پورے چمن کی اطراف میں گلہائے لالہ اور سنبل کے پھول اُگنے لگیں۔
5- ترجمہ: اگر میں تیرے غم میں مر بھی جاؤں تو بہت خوش ہوں۔ تو کئی مشکلات سے چھٹکارا پا جاؤں۔ اے خوبصورت محبوب! تو کب تک جدائی کے امتحان میں مجھے ڈالے رکھے گا۔ تو کب تک فراق کا ممتحن رہے گا۔
6- ترجمہ: کبھی تو بالکل بے خبری کے عالم میں موافق حال ہو جاتا ہے۔ کبھی نظر ہی نہیں آتا۔ اُن آنکھوں کی جانب سے عاشق لوگوں کی جانب سے یہ کیسا جادو ہے۔ یہ کیسا عذاب ہے۔ (فتن بمعنی عذاب)
7- ترجمہ: اے میرے صنم! ہم تیری زلف کے ساتھ بہت اچھا خوشگوار وقت گزار رہے ہیں اور اس قصے کو بادِ صبا کے سامنے بیان نہ کر دینا اور میرا اہتمام تر وقت ضائع نہ کر دینا۔
8- ترجمہ: تیرے انتظار میں خسرو بے چارے کی آنکھیں جاتی رہیں۔ اے یوسف علیہ السلام جیسے چہرہ رکھنے والے (معشوق) تو اپنی قمیض کی خوشبو ذرا ارسال کر دے تا کہ آنکھوں کا نور واپس آ جائے۔ (حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کے فراق میں رو رو کر نابینا ہو گئے تھے۔ ایک دن حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کے ہی بھائیوں کے ہاتھوں اپنی قمیض اپنے والد کو ارسال کی جس کو سونگھ کر حضرت یعقوبؑ کی بینائی لوٹ آئی۔)

غزل...... 200

1- یار بے فرمان و دل ہم ہمچنان
یک دمے باقی و ہمدم ہمچنان
2- شانہ کردن زلف را چندین چہ سود؟
بستہ چندین دل بہ ہر خم ہمچنان
3- ہر کسے پندے شنید و صبر کرد
کار من دشوار و درہم ہمچنان
4- عشق صد گونہ بلا بر من فگند
کفۂ امید من کم ہمچنان
5- ہر شبے تا روز با خود بہر صبر
صد فسانہ گویم و غم ہمچنان

6- شد ز یاران دیدہ خسرو را خراب
عشق را بنیاد محکم ہمچنان

شعر نمبر 1 ترجمہ: دوست تو نافرمان ہے اور دل بھی کچھ اسی طرح کا ہے۔ ایک دم باقی رہ گیا ہے اور میرا ہمدم کچھ اسی طرح کا ہے۔

2- ترجمہ: زلف میں کنگھی کرنے سے کیا فائدہ (زلف کے) ہر خم میں سینکڑوں دل بندھے ہوئے ہیں اسی طرح۔

3- ترجمہ: ہر شخص نے نصیحت سنی اور صبر کر گیا۔ میرا کام قدرے مشکل ہے اور اسی طرح کچھ بگڑا ہوا ہے۔

4- ترجمہ: عشق نے سینکڑوں قسم کی بلائیں میری جان پر ڈالیں۔ میری اُمید کا ترازو قدرے اسی طرح کم ہے۔

5- ترجمہ: میں ہر رات صبح ہونے تک اپنے آپ کو سینکڑوں افسانے سناتا ہوں اور اسی طرح غم کی کہانیاں سناتے دن ہو جاتا ہے۔

6- ترجمہ: اپنے ہی دوستوں کی وجہ سے خسرو کی آنکھیں خراب ہو گئیں۔ اسی طرح رونے کی وجہ سے عشق کو مضبوط بنیاد ملی۔

غزل 201

1- عافیت را ہمہ عالم نمی یابم نشان
گرچہ میگردم بہ عالمؑ ہم نمی یابم نشان

2- آدمیت را کجا بر تختہ طینت کنم؟
کآدمی را از بنی آدم نمی یابم نشان

3- مردمی جستن ز ہر نامردے نامردمیست
چون ز مردم در ہمہ عالم نمی یابم نشان

4- طالعم ناخوب و از اختر نمی بینم اثر
سینہ ام مجروح و از مرہم نمی یابم نشان

5- دل ز من گم گشت و من از دل بر این نطع بلا
از کہ خواہم جستنش کز غم نمی یابم نشان

6- خسرومؑ لیکن چو کیخسرو ز ترکان ائل
شہربند ظلمؑ ار رستمؑ نمی یابم / نشان

شعر نمبر 1 لغت:

عافیت: آرام' چین۔

ترجمہ: سارے جہان میں مجھے آرام اور چین کا کوئی نشان تک نہیں ملتا۔ اگرچہ میں نے ساری دنیا پھر کر دیکھ لیا ہے لیکن کہیں بھی مجھے اس کا نام ونشان نہیں ملا۔

2- لغت:

طینت: خصلت' سرشت۔ نمناک مٹی: قدرے گیلی مٹی۔

ترجمہ: میں انسانیت کو کہاں آدمیت کی سرشت کے تختہ پر آزماؤں کیونکہ مجھے اس وقت کسی بھی آدمی میں بنی آدم ہونے کا نشان نہیں ملتا۔ (یعنی جن اقدار کے حصول کی خاطر آدم کو تخلیق کیا گیا تھا' وہ اب اس آدمی میں بالکل مفقود ہیں۔)

3- لغت:

مردی: مردانگی' انسانیت' مروت و وفا' بُردباری۔ نامردے: ہر وہ شخص جو مردی کی خصوصیات سے عاری ہو۔ نامردی: بے مروتی' نامرد ہونا۔ مردم: عوام' لوگ۔

ترجمہ: ہر وہ شخص جو مردی کی خصوصیات سے عاری ہو اس سے انسانیت و مردانگی تلاش کرنا بے مروتی و نامردی ہے کیونکہ اس وقت سارے جہان میں مجھے کسی شخص میں صحیح بنی آدم ہونے کا نشان تک نہیں ملتا۔ (کیونکہ آج کا آدم اُن تمام خصوصیات سے خالی ہے جن کے لئے اس کی تخلیق کی گئی تھی۔)

4- لغت:

طالعم: میرا طالع یعنی میری قسمت کا زائچہ۔ ناخوب: اچھا نہیں ہے۔ اختر: مراد قسمت کا ستارہ۔

ترجمہ: میری قسمت کا زائچہ اچھا نہیں ہے اور مجھے میری قسمت کے ستارے میں کوئی احسن اثر نظر نہیں آتا۔ میرا سینہ زخمی ہے اور کسی طرف سے اس کے علاج کے لئے کسی مرہم کا نشان بھی نہیں ملتا۔

5- لغت:

نطع: چمڑا جو فقیر اپنی کمر پر باندھتے ہیں۔ وہ زیر انداز جس پر خونی کی گردن مارتے ہیں۔ (نطع بلا سے مراد مصیبت کی وہ جگہ جہاں کوئی شخص جان سے مار دیا جاتا۔) جستنش: اس معشوق کی تلاش۔

ترجمہ: دل تو مجھ سے گم ہو گیا اور میں دل کی وجہ سے مصیبت کی اس جگہ پر آ گیا ہوں جہاں قاتل کی گردن ماری جاتی ہے۔ اب میں اس معشوق کی تلاش کے لئے کس کو کہوں کیونکہ شدت غم کی وجہ سے مجھے کوئی نشان تک نہیں ملتا۔

6- ترجمہ: میں خسرو ہوں لیکن کیخسرو بادشاہ کی طرح ترکان اہل سے میں ظلم کے شہر میں مقید ہوں۔ اگر میں وہاں سے رہائی پالوں تو مجھے کوئی نام ونشان تک نہیں ملتا۔

غزل...... 202

1- تنگ نبات چون بوَد لب بکشا کہ ہم چنین
آب حیات چون روَد خیز و بیا کہ ہم چنین

2- ہر کہ بگویدت کہ تو دل بہ چہ شکل می بری؟
از سر کوی ناگہان مست بر آ کہ ہم چنین

3- ہر کہ بگویدت کہ جان چون بود اندرون تن؟
یک نفسے بیا نشین در بر ما کہ ہم چنین

4- ہر کہ بگویدت کہ گل خندہ چگونہ میزند
غنچہ شکرین خود باز کشا کہ ہم چنین

5- در بہ تو گویم' اے پسر' کت بہ کنار چون کشم
تنگ بہند بر میان بند قبا کہ ہم چنین

6- ہر کہ پری طلب کند' چہرۂ خود بدو نمای
ہر کہ ز سحر دم زند' زلف کشا کہ ہم چنین

7- لاف وفا زنی' ولے نیست برای نام را
در تو نشانے از وفا' ہم بہ وفا کہ ہم چنین

8- ہر کہ نخواند ہیچگہہ نامہ عشق چون بود
قصہ حال خسروش باز نما کہ ہم چنین

شعر نمبر 1 لغت:

تنگ: معشوق کا دہن۔ مینا: صراحی۔ نبات: مسری' شیریں (مٹھاس)۔

ترجمہ: معشوق کے چھوٹے سے دہن کی مسری (مٹھاس) کیسی ہوتی ہے تو ذرا ہونٹ کھول (کر ملا) (پتہ چل جائے گا کہ) ایسی ہوتی ہے۔

2- ترجمہ: اگر کوئی شخص تجھ سے پوچھے کہ تو کس انداز سے کسی کا دل چرا کر لے جاتا ہے تو کسی کوچے سے اچانک مستی کے عالم میں آ (پھر دیکھ) کہ ایسے۔

3- ترجمہ: اگر کوئی شخص تجھ سے پوچھے کہ تیرے بدن میں جان کیسے موجود ہے (تو ایسا کر کہ) ایک لمحے کے لئے آ اور ہمارے پہلو میں بیٹھ جا (پھر دیکھ کہ ایسے)۔

4- ترجمہ: اگر کوئی شخص تجھ سے پوچھے کہ پھول کس طرح ہنستا ہے۔ اپنے میٹھے غنچے (شیریں ہونٹ) ذرا کھول دے

(پھر دیکھ کہ ایسے)۔

5- ترجمہ: اور اگر میں تم سے یہ کہوں کہ اے بیٹے! تجھے اپنے پہلو میں کس طرح لے لوں تو تو اپنی قبا کے بند کو اپنی کمر کے گرد تنگ کر کے باندھ لے (پھر دیکھ کہ یوں)۔

6- ترجمہ: ہر وہ شخص جس کو کسی خوبصورت پری (حسین محبوب) کی تلاش ہے تو اس کو اپنا چہرہ دکھا دے۔ جو کوئی اس جادو کا دم بھرتا ہے تو اس کے سامنے اپنی زلفیں کھول دے (پھر دیکھ کہ کیا ہوتا ہے)۔

7- ترجمہ: تو وفاداری کی ڈھینگ بگھاڑتا ہے لیکن تجھ میں تو برائے نام بھی وفا کا نام و نشان نہیں ہے۔ وہ وفا ہماری وفا جیسی نہیں ہے۔

8- ترجمہ: جس شخص نے کبھی بھی، کوئی محبت نامہ نہ پڑھا ہو کہ وہ کیسا ہوتا ہے۔ اس کو خسرو کی داستان سنا دے کہ ایسے ہوتا ہے۔

—— ◄ ► ——

غزل 203

1- اے آرزوی امیدواران
اے مرہم درد دل فگاران

2- از دشمنی آنچہ بوذ کردی
اے دوست، چنین کنند یاران؟

3- تا سایۂ زلف تو بدیدم
دیوانہ شدم چو سایہ داران

4- افگندہ تنم چو موی باریک
در زیر گلیم سوگواران

5- میگریم بر غریبی خویش
چون ابر بہ موسم بہاران

6- گر شرح دہم غم تو صد سال
یک قصہ نگویم از ہزاران

7- آنہا کہ تو میکنی برین دل
از دل نشود بہ روزگاران

8- با این همه چشم بر سر راه
میدارم چون امیدواران

9- تا کے گذری بہ سوی خسرو
چون بر سر کشت خشک باران

شعر نمبر 1 لغت:

امیدواران: مراد ایسے عاشق حضرات جن کو محبوب کے دیدار کی اُمید ہے۔ دل فگاران: زخمی دل والے (مراد عشاق)۔

ترجمہ: اے امیدوار عاشقوں کی آرزو' اے زخمی دل والے عشاق کے دل کی مرہم (یعنی اے محبوب)۔

2- ترجمہ: دشمنی میں جو کچھ تم سے ہو سکتا تھا تو نے کر دیا۔ اے دوست کیا دوستوں کے ساتھ اس طرح سلوک کرتے ہیں۔

3- لغت:

سایہ داران: آسیب زدہ لوگ۔

ترجمہ: جب سے میں نے تیری زلف کا سایہ دیکھا ہے۔ میں آسیب زدہ اشخاص کی طرح دیوانہ ہو گیا ہوں۔

4- لغت:

افگندہ تنم: میرا جسم گر گیا ہے۔ چو موی باریک: باریک بال کی طرح۔ گلیم: گودڑی

ترجمہ: میرا نحیف جسم (تیرے غم میں) اس قدر کمزور ہو گیا ہے کہ باریک بال کی طرح گھٹ گیا۔ (جسم کا وزن گر گیا ہے)۔ ایسا جیسے کوئی گودڑی پہننے والے سوگوار۔

5- لغت:

برغریبی خویش: اپنی بے وطنی پر' اپنے پردیس پن پر۔

ترجمہ: اپنی بے وطنی پر میں ایسے روتا ہوں جیسے موسم بہار میں بادل برستا ہے۔

6- ترجمہ: اگر میں تیرے غم کا قصہ سو سال تک بیان کرتا رہوں تو ہزاروں قصوں میں سے میں ایک قصہ بھی بیان نہ کر پاؤں۔

7- ترجمہ: وہ (ظلم و ستم) جو تو میرے دل کے ساتھ کر رہا ہے' وہ ظلم (دنیا والے) زمانے والے میرے دل پر نہیں کرتے۔

8- ترجمہ: اس تمام صورت حال میں بھی میری آنکھیں تیری راہ پر امیدواروں کی طرح پڑی ہیں۔

9- ترجمہ: (اے میرے محبوب) تو کب تک خسرو کی جانب سے اس طرح گزرتا رہے گا جس طرح خشک کھیتی پر سے بادل گزر جاتے ہیں۔ (کیونکہ ایک خشک کھیتی بادلوں کے آنے اور اُن کے برسنے کے انتظار میں ہر دم بے چین رہتی

ہے۔)

غزل...... 204

1- تا از بر تو جدا شدم من
یا رب کہ غمت چہ کرد با من!

2- از دیدن تو ز دست رفتم
اے کاش ندیدے ترا من

3- سیماب شدی و از خیالت
در خویش گم چو کیمیا من

4- رفت آنکہ بیکدگر رسیدیم
من بعد کجا تو و کجا من

5- گیرم بغمم رہا کنی تو
ہرگز غم تو رہا کنم من؟

6- گر زندہ بمانم اندر این غم
جز مرگ نخواہم از خدا من

7- کس نیست بدین ستم گرفتار
یا خسرو دل شکستہ یا من

شعر نمبر 1 لغت:

از برتو: تیرے پہلو سے۔

ترجمہ: جب سے میں تیرے پہلو سے جدا ہوا ہوں یا اللہ (میرے محبوب کے) غم نے میرے ساتھ کیا کیا۔

2- لغت:

از دست رفتن: مست ہو جانا' بے خود ہو جانا' مدہوش ہو جانا' بے طاقت ہو جانا۔

ترجمہ: تجھے دیکھتے ہی میں بے خود ہو گیا۔ کاش میں نے تمہیں نہ دیکھا ہوتا۔

3- ترجمہ: تو پارے کی طرح ہو گیا ہے اور میں تیرے خیال میں اپنے آپ میں کیمیا کی طرح گم ہو گیا ہوں۔

4-لغت:

رفت آنکہ: کچھ ایسا ہوا' کچھ ایسی بات ہوئی۔

ترجمہ: کچھ ایسی بات ہوئی کہ ہم ایک دوسرے کے قریب پہنچ گئے۔اس کے بعد (معلوم نہیں) میں کہاں اور تو کہاں رہا۔

5-لغت:

گیرم: میں سمجھتا ہوں' میں خیال کرتا ہوں۔

ترجمہ: میں یوں خیال کرتا ہوں کہ تو مجھے غم سے آزاد کردے گا لیکن (سچی بات تو یہ ہے کہ) تیراغم مجھے رہا کر دے ہرگز نہیں۔

6-ترجمہ: اس غم (عشق) میں اگر میں زندہ رہ جاؤں تو میں خدا تعالیٰ سے موت کے علاوہ اور کسی بات کی خواہش نہیں کروں گا۔

7-ترجمہ: کوئی اور شخص اس ستم (عشق) میں گرفتار نہیں ہے۔یا دل شکستہ خسرو ہے یا میں ہوں۔

غزل...... 205

1- از ہچو توئے برید نتوان
بر تو دگرے گزید نتوان

2- تا چند کشم جفایت آخر
محنت ہمہ عمر دید نتوان

3- زین پس من و جور عشق و تسلیم
کز آمدہ سر کشید نتوان

4- غم سینہ بسوخت' چون توان کرد؟
خود پردۂ خود درید نتوان

5- یاران عزیز پند گویند
گویند' ولے شنید نتوان

6- من کز پی خواریم چہ تدبیر؟
عزت بہ درم خرید نتوان

7- بے یاری بخت کام دل نیست
بے پر بہ ہوا پرید نتوان

8- ایوان مراد بس بلند است
آنجا بہ ہوس رسید نتوان

9- این شربت عاشقی ست خسرو
بے خون جگر چشید نتوان

شعر نمبر 1 لغت:

بُرید: بریدن مصدر کے معنی ہیں جدا ہونا' کاٹنا' دور ہونا۔ گزید: گزیدن مصدر کے معنی ہیں چننا' انتخاب کرنا۔ نتوان: ہونہیں سکتا' کرنہیں سکتا۔

ترجمہ: (اے محبوب) تیرے جیسے (معشوق) سے جدا ہو جانا (اور تجھ سے جدا ہو جانا) یہ ہونہیں سکتا۔ تیرے علاوہ کسی اور کا انتخاب کرلیا جائے۔ یہ ہونہیں سکتا۔

2- ترجمہ: کب تک تیری جفاؤں کو برداشت کروں۔ ساری عمر کی دیکھنے کی تمنا کی محنت کرتا رہوں یہ ہونہیں سکتا۔

3- لغت:

سرکشیدن: نافرمانی کرنا' انکار کرنا' حکم نہ ماننا۔

ترجمہ: اس کے بعد (عشق ہو جانے کے بعد) میں اور عشق کے ظلم وستم اور میری طرف سے تسلیم۔ اس سلسلے میں جو بھی مجھ پر آئے۔ اس سے انکار ہونہیں سکتا۔

4- ترجمہ: غم نے سینہ جلا دیا' کیا کرسکتا تھا۔ خود اپنا پردہ چاک کردوں۔ یہ ہونہیں سکتا۔

5- ترجمہ: پیارے دوست نصیحت تو کرتے ہیں۔ اُن کو کہنے دوں لیکن وہ سن نہیں سکتے۔

6- ترجمہ: میں جو کہ (عشق و محبت میں) خوار ہو رہا ہوں۔ کیا تدبیر کروں۔ عزت کو میں کسی دام و درم میں خرید لوں۔ یہ ہونہیں سکتا۔

7- ترجمہ: قسمت کی یاوری کے بغیر دل کی مراد تو پوری نہیں ہوسکتی۔ بغیر پر کے ہوا میں اُڑا جائے۔ یہ ہونہیں سکتا۔

8- ترجمہ: مراد کا محل بہت اونچا ہے۔ اس تک محض خواہشات سے پہنچا جائے۔ یہ ہونہیں سکتا۔

9- ترجمہ: اے خسرو! یہ عاشقی کا شربت ہے۔ یہ خون جگر کے بغیر پیا جائے۔ یہ ہونہیں سکتا۔

ردیف و

غزل...... 206

-1 هر شب منم فتاده به گرد سرای تو
تا روز آه و ناله کنم از برای تو

-2 روزے کہ ذرہ ذرہ شود استخوان من
باشد ہنوز در دل تنگم ہوای تو

-3 ہرگز شب وصال تو روزے نہ شد مرا
اے وای بر کسے کہ بود مبتلای تو

-4 جان را روان برای تو خواہم نثار کرد
دستم نمی دہد کہ نہم سر بہ بپای تو

-5 جانا بیا ببین تو شکستہ دلی من
عمرے گذشتہ است منم آشنای تو

-6 بہرحال زار من نظرے کن ز روی لطف
تو پادشاہ حسنی و خسرو گدای تو

شعر نمبر 1 ترجمہ: میں ہر رات تیرے آستانے کے گرد پڑا رہتا ہوں اور دن چڑھنے تک میں تیرے غم میں آہ وزاری کرتا رہتا ہوں۔

2- ترجمہ: جس دن میری ہڈیاں ذرہ ذرہ ہو جائیں گی۔ اس وقت بھی میرے پریشان دل میں تیری تمنا ہی ہو گی۔

3- ترجمہ: زندگی کا کوئی بھی دن تیرے وصال کی رات میرے لئے نہ لایا۔ افسوس ہے اُس شخص پر بھی جو تیری محبت میں گرفتار ہو جائے۔

4- ترجمہ: میں اپنی جان کو تیرے لئے قربان کر دوں گا (لیکن) کچھ بن نہیں پڑتی کہ میں اپنا سر تیرے پاؤں پر رکھ لوں۔

5- ترجمہ: اے میرے محبوب! آ اور تو میرے ٹوٹے ہوئے دل کی حالت کو دیکھ۔ تیری آشنائی میں میری تو ایک عمر گزر گئی ہے۔

6- ترجمہ: مہربانی فرما کر میری حالت زار پر ایک نظر ڈال تو حسن کا بادشاہ ہے اور خسرو تیرے در کا گدا ہے۔

غزل...... 207

1- کارم از دست برفتہ ست ز نادیدن تو
زین پس، اے دیدہ، کجا ما و کجا دیدن تو

2- آن کجا وقت کہ در کوچہ بہ جولان رفتن
دل بدزدیدن و دزدیدہ بہ ما دیدن تو

3- آن بہ خونریز خود از چشم رضا دیدن من
و آن بر احوال من از چشم جفا دیدن تو

4- حال زار گذر من شب تیرہ دانی
کہ چہ فرق است ز نادیدن تا دیدن تو

5- خواست خسرو کہ نبیند غمے، اما چہ کند
دیدنی بودٔ نگارا، غم نادیدن تو

شعرنمبر 1 ترجمہ: تیری طرف سے میری جانب کوئی نگاہ نہ ہونے کی وجہ سے میرا سارا کارزندگی ہاتھ سے جاتا رہا ہے۔ اس کے بعد اے دیدہ ہم کہاں اور کہاں تمہارا ہماری طرف دیکھنا۔

2- ترجمہ: وہ وقت کہاں گیا کہ تیرے کوچے میں بڑے چنچل پن سے جاتے تھے۔ دل چرانے کے لئے اور چوری چوری تمہیں دیکھنے کے لئے۔

3- ترجمہ: وہ اپنی خونریزی کو میرا نگاہ رضامندی سے تمہیں دیکھنا اور وہ میرے احوال کو تیری اپنی جفا بھری آنکھوں سے دیکھنا۔ (ماضی میں کس قدر خوش نما واقعات تھے۔)

4- ترجمہ: تیری جدائی میں اور سیاہ راتوں میں جو میرا حال ہوا تو جانتا ہے کہ تجھے دیکھنے اور نہ دیکھنے میں کیا فرق ہے۔

5- ترجمہ: خسرو نے چاہا کہ وہ کسی غم کو نہ دیکھے لیکن کیا کرے۔ اے میرے محبوب! تیرا عدم دیدار بھی قابل دید تھا۔

غزل...... 208

1- یا دلم را بہ راز محرم شو
یا تنم را بدوز و مرہم شو

2- گر نہ ای آگہ از درونہ من
یک زمانی بیا و ہمدم شو

3- نہ شوی کم بہ پرسشی کہ کنی
ور شوی کم بدین قدر کم شو

4- ور غمت بہر بردن دل ماست
دل ما را بگیر و بی غم شو

5- چند سر بر کنی ز حبیب جفا
یا بدامن کش و فراہم شو

شعر نمبر 1 لغت:

بدوز: دوختن (سینا) مصدر سے فعل امر۔

ترجمہ: یا میرے راز دل کا محرم ہو جا۔ یا میرے جسم کو سی دے اور اس (زخم) پر مرہم بن جا۔ یعنی یا تو میرے درد دل کا راز دان بن جا یا اُن زخموں تو جو تو نے اپنی مفارقت سے میرے تن بدن پر لگائے ہیں' اُن کو خود ہی آ کر وصل کے دھاگے سے سی دے اور اس پر ملاپ کی مرہم لگا دے۔ ورنہ اب میرے دل اور میرے تن بدن کا کوئی حال نہیں۔

2- ترجمہ: اگر تو میری اندرونی کیفیت سے واقف نہیں ہے تو ایک پل کے لئے آ جا اور میرا ہمدم بن جا۔ مری قربت و ہمدمی تجھے میری تمام حالت و کیفیت سے آگاہ کر دے گی۔

3- ترجمہ: تو اگر میری حالت زار کے بارے میں کچھ پوچھ گچھ کر لے گا تو تیرا کچھ بھی کم نہ ہو گا۔ اگر کم ہو بھی جائے تو (کوئی بات نہیں) اتنا تو کم ہو جا۔

4- ترجمہ: اگر تجھے ہمارے دل لے جانے کا کوئی غم محسوس ہوتا ہے (تو کوئی بات نہیں) تو ہمارا دل لے جا اور بالکل بے غم ہو جا۔ (ہم تو دل دینے کو تیار ہیں۔ تجھے اگر اس دلبری کا کوئی فکر ہے تو پروا مت کر تو ہمارا دل بے فکر ہو کر لے جا۔)

5- لغت:

فراہم شدن: اکٹھا ہو جانا' یکجا ہو جانا۔

ترجمہ: اپنے محبوب سے کب تک کس قدر جفائیں برداشت کرتا رہے گا۔ اب تو اپنے دامن میں کھینچ لے اور بالکل اکٹھا کر لے۔ یعنی اے محبوب اتنی طویل ستم ظریفیوں کو چھوڑ دے' بس کر۔ اب اپنے پہلو میں لے لے اور بس ایسے یکجا ہو جا کہ دو بدن یک جان!)

غزل...... 209

-1 از من اے سادہ پسر دور مشو
بر شکستہ مگذر دور مشو

-2 گرچہ سر تا بہ قدم از نمکی
ہم از این خستہ جگر دور مشو

-3 مردنم از غم تو نزدیک است
یک زمانیم ز سر دور مشو

-4 مرو از پیش من و بہر خدا
مطلق از پیش نظر دور مشو

-5 تری دیدہ پُرخون دیدی
وہ کزین دیدہ تر دور مشو

-6 لب بہ خسرو دہ و آنگاہ بہ لاغ
با مگس گو ز شکر دور مشو

شعر نمبر 1 ترجمہ: اے میرے سادہ بچے (محبوب) تو مجھ سے دور نہ ہو۔ مجھ ٹوٹے پھوٹے ہوئے پر سے مت گزر اور مجھ سے دور مت ہونا۔

2- ترجمہ: اگرچہ سر سے پاؤں تک نمک ہی نمک ہے۔ پھر بھی اس ٹوٹے ہوئے جگر والے سے دور مت ہونا۔

3- ترجمہ: میری موت تیرے غم کی وجہ سے اب نزدیک آ گئی ہے۔ اب ایک لمحہ کے لئے تو میرے سرہانے سے دور مت ہونا۔

4- ترجمہ: خدا کے لئے تو میرے سامنے سے دور مت جا اور مطلقاً میری نظر سے دور مت ہونا۔

5- ترجمہ: تو نے میرے آنسوؤں کو خون آلودہ دیکھ لیا ہے۔ افسوس اب بھیگی ہوئی آنکھوں سے دور مت ہونا۔

6- ترجمہ: خسرو کے ہونٹوں پر ہونٹ رکھ دے اور اُس وقت بذلہ سنجی کے ساتھ مکھی سے کہہ دے کہ تو اس مٹھاس سے اب دور مت ہونا۔

ردیف ہ - ھ

غزل...... 210

1- اے آرزوی ہزار سینہ
و اندر دل تو ہزار کینہ

2- ہستم ز برت کہ ہست پیدا
در جامہ چو می در آبگینہ

3- ہر قطرہ خون ز چشم من ہست
بر خاتم عاشقی نگینہ

4- اے عشق چہ نام و ننگ جوئی
در آب روان فکن این سفینہ

5- ننگ ہمہ عاشقانست خسرو
مپسند سفال در خزینہ

شعر نمبر 1 ترجمہ: اے میرے محبوب! تو ہزار دلوں کی آرزو ہے لیکن تیرے دل کے اندر ہزار کینہ ہے۔
2- ترجمہ: میں تیرے پہلو میں جامہ پوش اس طرح نمایاں ہوں جیسے شراب کے پیالے میں شراب ہو۔
3- ترجمہ: میری آنکھ سے نکلنے والا ہر قطرۂ خون (آنسو) اس طرح ہے جیسے عشق کی انگوٹھی میں نگینہ ہو۔
4- ترجمہ: اے عشق تو کیا نام و ناموس تلاش کرتا ہے۔ تو عشق کے اس بہتے ہوئے پانی میں اپنی کشتی چھوڑ دے۔
5- ترجمہ: اے خسرو عار تو تمام عشاق کے لئے ہے ہی۔ تاہم تم کسی خزانے میں سے مٹی کے پیالے کو پسند نہ کر لینا۔

غزل...... 211

1- دلی دارم ز ہجران پارہ پارہ
جگر ہم گشتہ پنہان پارہ پارہ

2- بیاکت بینم و ہمچو سپندی
بر آتش افگنم جان پارہ پارہ

3- چہ خوش حالی کہ گردم گرد کویت
دلی پر خون، گریبان پارہ پارہ

4- ز پیوندت نخواہد شد جدا دل
کنیش ار خود بہ پیکان پارہ پارہ

5- بکویت کردہ ام شب گریۂ خون
جگر اینک بداماں پارہ پارہ

شعر نمبر 1 ترجمہ: میرے پاس جو دل ہے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو چکا ہے۔ جگر بھی پنہاں طور پر ٹکڑے ٹکڑے ہو چکا ہے۔
2- ترجمہ: اے محبوب تو آ تا کہ میں جب تجھے دیکھوں تو خود کو حرمل کی طرح اپنی جان کی آگ پر چھڑک دوں ٹکڑے ٹکڑے کر کے۔
3- ترجمہ: کتنے ہی اچھے حالات ہوں کہ میں دل پُرخون کو پارہ پارہ کر کے تیرے کوچے میں لے کر گھومتا پھروں۔
4- ترجمہ: یہ دل تجھ سے کبھی جدا نہیں ہو گا۔ اگر چہ تو خود اس کو پیکان (برچھی) سے ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔
5- ترجمہ: میں رات بھر تیرے کوچے میں اس قدر رویا ہوں کہ جگر تا بداماں ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے۔

غزل...... 212

1- لبت در سخن انگبین ریختہ
رُخت مشک بر یاسمین ریختہ

2- از آن روی و موی دلآویز تست
دلم در شب و روز آویختہ

3- چو باد صبا دید رخسار تو
بہ گل گفت کای روئے تو ریختہ

4- برانگیختی بر من اسپ جفا
دگر تا چہ ھا باشد انگیختہ؟

5- ز خسرو گریزاں مشو کو شدہ ست
اسیر تو وز خویش بگریختہ

شعرنمبر 1 لغت:

انگبین: شہد۔ ریختن: گرانا، بکھیرنا۔

ترجمہ: تیرے لب (جب تم بات کرتے ہو) تو شہد بکھیرتے ہیں۔ تیرا چہرہ گل یاسمین پر خوشبو اُنڈیلتا ہے۔ یعنی جب تم بات کرتے ہو تو تمہارے ہونٹوں سے شہد ٹپکتا ہے اور تیرے چہرے کے حسن کی خوشبو یاسمین نے حاصل کی ہے۔

2- ترجمہ: تیرے اُس دلآویز چہرے اور بالوں میں دن رات میرا دل آویزاں رہتا ہے۔

3- ترجمہ: جب بادصبا نے تیرا چہرہ دیکھ لیا تو پھول سے کہنے لگی کہ اے پھول تیرا چہرہ تو بس ماند پڑ گیا۔

4- لغت:

برانگیختن: جوش دلا کر چڑھا دینا۔ انگیختن: اُکسانا، اُبھارنا، بھڑکانا، اُچھالنا، حرکت دلانا۔

ترجمہ: تو نے جفا کے گھوڑے کو جوش دلا کر مجھ پر چڑھائی کر دی (میرے خلاف) اُبھارنے اور اُکسانے کو اور کون سی دوسری چیز باقی رہ گئی ہے۔

5- ترجمہ: خسرو سے دور ہٹ کر مت رہو۔ وہ تو خود تیرا قیدی ہو گیا ہے اور اپنے آپ سے دور ہو گیا ہے۔

غزل...... 213

1- در خون منم اے صنم نشستہ
وز عشق تو در الم نشستہ

2- مانند تو دلبرے بہ خوبی
در ملکت حسن کم نشستہ

3- آن ابروی شوخ دلربایت
بگرفتہ دل و بہ خم نشستہ

4- ہر کس بہ مقام و منزل خویش
در کوی تو چوں سگم نشستہ

5- خسرو بہ حریم عشق فارغ
از زمزم و از حرم نشستہ

شعرنمبر 1 لغت:

الم: غم، مصیبت۔

ترجمہ: اے میرے محبوب میں تو خون میں لت پت بیٹھا ہوا ہوں اور تیرے عشق کی وجہ سے غم و مصیبت میں بیٹھا ہوا ہوں۔

2- ترجمہ: تیری طرح کا خوبیوں سے بھرپور کوئی دلبر حسن کی مملکت میں کہیں کم ہی موجود ہوگا۔
3- ترجمہ: تیرے اس دلربا محبوب کی ابرو میں دل پھنسے ہوئے ہیں اور (اسی وجہ سے وہ ابرو) جھکی ہوئی ہے۔
4- ترجمہ: ہر شخص اپنے اپنے مقام اور اپنے اپنے مرتبے کے باوجود تیرے کوچے میں اس طرح بیٹھا ہوا ہے جیسے کوئی کتا (گلی کے باہر بیٹھا ہوا ہو)۔

5- لغت:

حریم: گھر کے گرد کی دیوار، گھر کا گرداگرد، وہ مقام جس پر عزت و حرمت لازم ہو۔
ترجمہ: خسرو تو عشق کی مقید چار دیواری کے اندر اب زمزم اور حرم سے بالکل فارغ ہو کر بیٹھا ہوا ہے۔ یعنی عشق کا مقام اس قدر مقدس ہے کہ کائنات کے مقدس ترین مقامات سے بھی اعلیٰ۔

غزل...... 214

1- چو بنمائی رُخ گلنار گونہ
گل اندر خار غلتد خار گونہ

2- ہمیشہ چشم تو مست است جانا
ولی در دلبری ہشیار گونہ

3- شفا حاصل نہ شد درد دلم را
مگر زان نرگس بیمار گونہ

4- خرد در صدر دیوانخانۂ عشق
ہمی گردد دل بیکار گونہ

5- چہ غم اینک پی تو میگذارم
نفس پیمودن مکار گونہ

شعر نمبر 1 لغت:

گلنار: ایک قسم کا انار کا درخت جس میں پھل نہیں لگتا صرف پھول لگتے ہیں جو گلاب کے پھول کے برابر ہوتا ہے۔ گونہ: چہرہ، رخسار۔ غلتد: حرکت کرتا ہے، پھرتا ہے۔ گونہ: ڈھنگ، مانند۔ خار: کانٹا، سول، ناگوار، سنگ خارا۔
ترجمہ: جب تو گلنار جیسا خوبصورت چہرہ دکھاتا ہے تو پھول سخت ناگواری کی حالت میں اس طرح تڑپتا ہے جیسے کسی کو کانٹا چبھ جائے۔
2- ترجمہ: اے میرے محبوب تیری آنکھ تو ہمیشہ مست ہی رہتی ہے لیکن دلبری کے معاملہ میں پوری طرح ایک ہشیار

حالت میں ہوتی ہے۔

3۔ترجمہ: میر۔۔۔دل کے درد کو شفاء نصیب نہ ہوئی لیکن نرگس بیمار کی طرح ضرور حاصل ہوگئی۔

4۔ترجمہ: عشق کے دیوانخانہ کے مرکز میں عقل محض گردش کناں ہے اور دل ایک بیکار کی حیثیت والی شے ہے۔

5۔ترجمہ: اب مجھے کیا غم ہے' میں تیرے لئے ہی گزر کر رہا ہوں اور ایک مکار کی سی قسم کے سانس لے رہا ہوں۔یعنی اب میری ہر سانس اور میری زندگی کا ہر لمحہ صرف محبوب کے لئے ہے اور میری اپنی ذات کے لئے نہیں ہے۔ بظاہر اپنی زندگی کے لئے ہے اصل میں وہ محبوب کے لئے ہے۔

غزل......215

1- از لب اؤ اے خیال' نقل لب ما مدہ
مرغ خسک خوارہ را پستہ و خرما مدہ

2- منکہ بہ نامش کنم' وصف جمالش بگو
غرق یکے قطرہ را غوطہ دریا مدہ

3- رند خراباتیم مے بہ سفالم رسان
دُردکش کہنہ را جام مصفا مدہ

4- گر گذری' اے صبا' از پی چشم بیار
خاکے ازآن پا' ولے بوسہ بہ آن پا مدہ

5- تاکہ زید با مراد کش تو نوازش کنی
کشتہ امروز را وعدۂ فردا مدہ

6- دل کہ مرا سوختہ ست آمدہ در زلف تو
تاکہ نسوزد چو من' پیش خودش جا مدہ

7- بہر توام میکشند' ہدیۂ من روی تو
جلوہ بہ عاشق بدہ' ہدیہ بدہ یا مدہ

8- جور تو خوشتر ز داد نزد دلے کو دل است
گر بہ جفا جان دھیم' داد دل ما مدہ

9- جان و دل خسرو است در رہ سودای تو
ہرچہ بری خوش ببر' قیمت کالا مدہ

شعر نمبر 1 لغت:

نقل: وہ چیز جو شراب پینے کے بعد منہ کا ذائقہ درست کرنے کے لئے کھائی جاتی ہے جیسے کوئی میوہ' کباب' مٹھائی وغیرہ۔ مرغ خسک خوارہ: گھاس پھونس کھانے والا پرندہ۔
ترجمہ: اے خیال اُس محبوب کے لب (کا بوسہ لینے کے بعد) کوئی ایسی چیز بالکل نہ دینا جس سے منہ کا ذائقہ بدل جائے اور گھاس پھونس کھانے والے پرندے کو پستہ اور کھجور جیسے خشک میوے نہ دینا۔
2- ترجمہ: میں جو کہ اُس کے نام کے ساتھ اس کے جمال کے اوصاف بیان کرتا ہوں۔ (وہ بہت عظیم ہیں) اُن کو پانی کا ایک قطرہ سمجھ کر دریا میں غوطہ نہ دینا۔
3- ترجمہ: میں شراب خانے کا ایک پرانا شراب خور ہوں۔ میرے شراب کے پیالہ میں تو شراب ڈال دے۔ اس پرانے تلچھٹ پینے والے کو تو (بلا شک) صاف ستھری شراب نہ دے۔
4- ترجمہ: اے بادِ صبا! اگر تو محبوب کے ہاں سے گزرے تو میری آنکھوں کے لئے اس کے پاؤں کی خاک لے آنا لیکن اس کے پاؤں کو بوسہ نہ دینا۔
5- ترجمہ: تا کہ تیرا عاشق بامراد زندہ رہ سکے تو اس پر مہربانی کرتا رہا۔ جو آج تجھ پر مر گیا ہے اُس کو آنے والے کل کا وعدہ نہ دے۔ (آج جان قربان کرنے کو آیا ہے۔ آج ہی اس کو منزلِ وصال سے بہرہ مند کر دے۔)
6- ترجمہ: میرا دل جو تیری زلف میں اُلجھ کر رہ گیا ہے۔ اس نے مجھے جلا ڈالا ہے۔ اس دل کو اپنے سامنے آنے کی جگہ نہ دینا تا کہ وہ میری طرح جل نہ جائے۔

7- لغت:

بہرِ توام: مجھے تیرے لئے۔ بدیہ: بدلے میں پیشکش (قیمت)۔
ترجمہ: لوگ مجھے محض تیرے لئے قتل کرنے کے درپے ہیں اور بدلے میں جو قیمت مانگتے ہیں وہ تیرے چہرے کی زیارت ہے۔ تو عاشق کو جلوہ تو دکھا دے۔ چہرے دکھانے کی قیمت چاہے دے یا نہ دے۔

8- لغت:

داد: انصاف۔ خوشتر: بہتر' اچھا۔
ترجمہ: دل کے نزدیک انصاف کے مقابلے میں تیری جفا کاری بہت بہتر ہے کیونکہ وہ تو دل ہی ہے۔ اگر تیری جفا کاری کی وجہ سے ہم جان بھی دے دیں تو کوئی بات نہیں۔ بلا شک ہمارے دل کے ساتھ انصاف کرنا یا نہ کرنا۔

9- لغت:

سودا: مرادِ عشق۔ ہر چہ بُری: جو کچھ بھی لے جاتا ہے۔ کالا: سامان' پونجی' متاع۔
ترجمہ: خسرو کی جان اور دل تیرے عشق کی راہ میں پڑے ہیں۔ جو بھی تو ان میں سے لے جانا چاہتا ہے' خوشی سے لے جا۔ اس متاع کی قیمت بھی ادا نہ کرنا۔

غزل......216

-1 اے آرزوی دل شکستہ
ما در دل تو شکستہ بستہ

-2 بس دل کہ بہ دولت فراقت
از ننگ حیات باز رستہ

-3 مجروح لبت بسے ست' کس دید
یک خرما را ہزار ہستہ؟

-4 دل کوفتہ من چو آہن سرد
زان گونہ کہ صد شرار جستہ

-5 سروت چو برای جان ما خاست
برخاستہ و بہ جان نشستہ

-6 اندوہ من ار نہند بر کوہ
کُہ را بینی کمر شکستہ

-7 بر خسرو غمزۂ تمام است
شمشیر چرا زنی دو دستہ؟

شعرنمبر 1 ترجمہ: اے ٹوٹے ہوئے دل کی آرزو! ہم تیرے دل میں خود ہی ٹوٹ پھوٹ کر بندھے پڑے ہیں۔

2-ترجمہ: تیرے فراق کی بدولت بہت سے دل زندگی کی شرمندگی سے رہائی پا گئے ہیں۔

3-لغت:

ہستہ: میوے کا بیج' میوے کی گٹھلی (کنایہ) ہر چیز کی استواری کا مدار۔ مجروح لبت: تیرے ہونٹوں کے بسمل۔
یک خرما: ایک کھجور۔
ترجمہ: تیرے لبوں کے بسمل تو بہت ہیں۔ کیا کبھی کسی نے ایک کھجور میں اس میوے کی گٹھلی کو دیکھا ہے۔ (اے محبوب! کیا تیرے ہونٹوں کے زخمی لوگوں کو اپنی استواری کا مدار میسر آ سکتا ہے۔)

4-لغت:

دل کوفتہ: کوفتن مصدر کے معنی ہیں کوٹنا' صدمہ پہنچانا۔ آہن سرد: ٹھنڈا لوہا۔ زان گونہ: اس طرح۔ صد شرار جستہ: سینکڑوں چنگاریاں اُچھل کر نکلیں۔

ترجمہ: میرا صدمات کا مارا ہوا دل ایسے ہے جیسے ایک ٹھنڈے لوہے کا ٹکڑا۔ اس طرح جیسے کہ اُس میں سے سینکڑوں چنگاریاں نکل چکی ہوں۔ (لوہے کو لوہے پر ماریں تو چنگاریاں نکلتی ہیں۔)

5- ترجمہ: تیرا سرو جیسا محبوب جب ہماری جان لینے کے لئے اُٹھا (تو ایسا ہوا) کہ وہ اُٹھا اور ہماری جان پر بیٹھ گیا۔ یعنی ہماری جان پر مسلط ہو گیا۔

6- ترجمہ: لوگ اگر میرے غم کو پہاڑ پر رکھ دیں تو تو دیکھے گا کہ اس پہاڑ کی کمر ٹوٹ گئی ہے۔

7- ترجمہ: خسرو کے لئے تو ایک غمزہ ہی کافی ہے۔ یہ دو دستوں والی تلوار کیوں مارتا ہے۔

——◄ ►——

غزل...... 217

1- بہ کوی عقل مرو گر بہ عشوہ بردی راہ
وگر ز عقل گذشتی، بگوی بسم اللہ

2- ہزار بار بہ گوش دلم رسید از غیب
کہ عشوہ راہنمایست و عقل مانع راہ

3- وگر بہ سلسلۂ عشق مبتلا شدہ ای
برو بہ میکدہ وز پیر دیر ہمت خواہ

4- بہ یک پیالہ رہاند ز بند عقل ترا
من آزمودہ ام ار نشنوی، مرا چہ گناہ

5- بیا بہ مجلس رندان و بر کف ساقی
قران چشمہ خورشید بین بہ یک شبہ ماہ

6- مجو مجو قدح بادہ در جہان، خسرو
کہ آب بوالہوسان ریخت حب منصب و جاہ

شعر نمبر 1 لغت:

بہ عشوہ بُردی راہ: تو جب معشوق کی ناز برداری اور کرشمہ ساز حرکات کی راہ پہ چلا۔

ترجمہ: اے عاشق جانان! اگر تو نے معشوق کی ناز برداری اور کرشمہ ساز حرکات کو پسند کرنے کا راستہ اختیار کر لیا ہے تو پھر عقل کے کوچے سے مت جا اور اگر تو عقل سے گزر گیا تو بس کہہ دے بسم اللہ۔ (شروع کرتا ہوں اللہ کے نام پر عشق کرنا اور محبوب کی کرشمہ سازیوں کی راہ پر چل کر خود کو محظوظ کرنا۔)

2- ترجمہ: میرے دل کے کانوں میں ہزار مرتبہ غیب سے یہ آواز پہنچی ہے کہ عشوہ (ناز برداری اور آنکھوں سے کرشمہ

سازی) تیرا رہنما ہے اور عقل تیری راہ میں حائل ہے۔ یعنی عشق کی منزل تک پہنچنے میں عقل رکاوٹ بن جاتی ہے۔

3۔ ترجمہ: اور اگر تو حسق کے پیچ و تاب میں گرفتار ہو ہی گیا ہے تو جا۔ میکدے کے سب سے بڑے مے فروش سے حوصلہ حاصل کر۔

4۔ ترجمہ: (میخانے والے) شراب کے ایک پیالہ سے تمہیں عقل کی قید سے رہائی دلا دیتے ہیں۔ میں نے یہ بات آزمائی ہے۔ اگر تو میری بات نہیں سنتا تو اس میں پھر میرا کیا گناہ ہے۔

5۔ لغت:

قران: قربت' نزدیکی' ملاپ' ایک چیز کا دوسری چیز سے اتصال' دو چیزوں کا اکٹھا ہونا۔ چشمہ خورشید: سورج کی روشنی کا چشمہ۔

ترجمہ: رند لوگوں کی محفل میں آ اور ساقی کی ہتھیلی پر سورج کی روشنی کے چشمے کو پہلی رات کے ایک چاند جیسے محبوب کے ساتھ یکجا ملتا ہوا دیکھ۔ (یعنی کس طرح نور اور روشنیوں کے دو ذرائع شراب پلانے والے ساقی کی ہتھیلی میں پکڑے ہوئے جام میں آ موجود ہوتے ہیں۔)

6۔ لغت:

آب بوالہوساں ریخت: خواہش پرست لوگوں کی عزت و وقار جاتی رہی۔ عزت و احترام گرا دیا۔

ترجمہ: اے خسرو! اس جہان میں شراب کے ایک پیالے کی تلاش نہ کر کیونکہ نفس پرست لوگوں نے منصب اور مرتبے کی عزت اور وقار کو گرا کے رکھ دیا ہے' ختم کر دیا ہے۔

——◄►——

غزل...... 218

1۔ ای فراق تو یار دیرینہ
غم تو غمگسار دیرینہ

2۔ درد تو میہمان ہر روزہ
داغ تو یادگار دیرینہ

3۔ ای صبا زینہار یاد دہش
گہ گہ از دوستدار دیرینہ

4۔ چند گاہی مرا ز دل شدہ بود
زاری و کاروبار دیرینہ

5- وہ کہ باز آمدی و خسرو را
بردی از دل قرار دیرینہ

شعر نمبر 1 ترجمہ: اے میرے محبوب! تیرا ہجر میرا پرانا یار بن گیا ہے۔ تیرا غم میرا پرانا غمگسار ہو گیا۔

2- ترجمہ: تیری جدائی کا درد ہمارے ہاں روزمرہ کا مہمان ہے اور تیرے فراق کا داغ ہمارے لئے ایک پرانی یادگار ہے۔

3- ترجمہ: اے باد صبا! جا اور جا کر لازمی طور پر اس (محبوب کو ہماری) یاد دلا کہ ہر وقت تیرا عاشق پرانا دوست ہی ہے۔

4- ترجمہ: ایک مدت سے میرے دل سے تیرے عشق میں زاری کرنا اور رونے دھونے کا کاروبار چھوٹ چکا ہے۔ (یعنی میرا دل اب ایک مدت سے تیری جدائی میں رونے دھونے کا پرانا کاروبار ترک کر چکا ہے۔ بس اب نا اُمیدی کی انتہا ہو گئی ہے اور ہم یہ سمجھ چکے ہیں کہ اس قدر طویل مدت میں اگر وصال نصیب نہیں ہوا تو لگا تار روتے رہنے سے کیا فائدہ!)

5- ترجمہ: کیا خوب' اے میرے محبوب تو لوٹ آیا اور خسرو کے دل میں موجود دیرینہ سکون و قرار کو ایک بار پھر لوٹ لیا۔ (یعنی ایک مدت مدید تک نا اُمید رہنے کے بعد جب محبوب واپس آتا ہوا نظر آیا تو یوں محسوس ہوا کہ اس نے ایک بار پھر اُس دل کا قرار لوٹ لیا جو مسلسل فراق کی وجہ سے یہ سمجھ بیٹھا تھا کہ اب وصال کی کوئی صورت نہیں رہی۔ وہ صبر کر کے بیٹھ چکا تھا۔ وہ صبر ہی اس کے سکون کا موجب تھا لیکن ایک بار پھر جلوہ دکھا کر اس محبوب نے نئے سرے سے بے قرار کر دیا ہے۔ چین لوٹ لیا ہے۔ دل سے سکون جاتا رہا ہے۔

——◄ ►——

غزل...... 219

1- شمع فلک بر آید با آتشیں زبانہ
ساقی نا مسلمان در دہ می مغانہ

2- رو تا رویم بیرون دستم بگردن تو
تو بیخود صبوحی' من بیہش زمانہ

3- ای مہ غلام حسنت چون در خمار باشی
نی روز خواب شستہ' نی موی کردہ شانہ

4- مطرب بہ رود خود زن دستی برابر باران
وین زہد خشک ما را تر کن بیک ترانہ

5- خسرو خراب مطرب تو' مست ناز و سرخوش
ہان در چنین نشاطی یک رقص عاشقانہ

شعر نمبر 1 ترجمہ: وہ آسمانی شمع اپنی آتشین زبان کے ساتھ اُبھر آئی ہے۔ (صبح ہو گئی ہے اور سورج طلوع ہو گیا ہے) اے مذہب اسلام سے عاری ساقی تو مجھے میخواروں کی شراب دے۔ (محبوب کو ایک ایسی درخشندہ قوت قرار دیا ہے جو چمک کے ساتھ ساتھ آگ جیسی لپک بھی رکھتی ہے اور اس کے شعلے عاشق کو جلانے کے لئے آگے بڑھ کر گرفت میں لانا چاہتے ہیں۔)

2- ترجمہ: چلو آؤ باہر اس طرح چلیں کہ میرا ہاتھ تمہاری گردن میں ہو۔ تو شراب کے نشے میں بے خودی کے عالم میں رہے اور میں زمانے سے بالکل بے ہوش ہو جاؤں۔

3- ترجمہ: اے میرے چاند! جب تو خمار کے عالم میں ہو جائے تو تیرے حسن کا یہ غلام کچھ اس کیفیت میں مدغم ہو جائے کہ نہ دن رات (منہ ہاتھ دھونے) کا پتہ رہے' نہ بالوں کو کنگھی کرنا یاد رہے۔

4- ترجمہ: اے مغنی! تو اپنے رود کے ساز سے کچھ ایسا نغمہ چھیڑ جو ابر باراں کی طرح برسنے والا ہو اور ہمارے اس خشک زہد کو ایک ہی ترانے کے ساتھ تر بہ تر کر دے۔

5- ترجمہ: اے خسرو! تیرا مطرب مستی اور ناز میں سرخوش ہے۔ چنانچہ تو ان حالات میں اور اس خوشی میں ایک عاشقانہ رقص دکھا دے۔ (یعنی مغنی اپنے ساز کے ساتھ پوری مستی کے عالم میں مسرور ہے اور اس قدر عاشقانہ انہماک میں تو بھی ایسا رقص پیش کر دے جس سے ایک عاشق کے تمام تر جذبات کی ترجمانی ہو جائے۔)

◀▶

ردیف ی- ے

غزل...... 220

1- اے رفتہ در غریبی' باز آ کہ عمر و جانی
یا خود چو عمر رفتہ باز آمدن ندانی؟

2- در راہ تو بمیرم' گرچہ ترا نبینم
بارے خلاص یابم از ننگ زندگانی

3- زانجا کہ رفتہ ای تو' نفرستی ار سلامے
بر دست باد بارے از خاک رہ نشانی!

4- رفتی وز آرزویت بر لب رسید جانم
مانا کہ زندہ یابی' باز آ اگر توانی

5- اے صاحب سلامت' خفتہ بہ خواب مستی
تو در شب فراقت احوال من چہ دانی؟

6- زین بخت نا بہ سامان کامے نیافت خسرو
برباد آرزو شد سرمایۂ جوانی

شعر نمبر 1 ترجمہ: اے پردیس جانے والے' واپس آ جا کیونکہ یہ عمر اور جان (جو گئی سو گئی) یا تو خود ہی گزر جانے والی عمر کی طرح واپس آنا نہیں جانتا؟

2- ترجمہ: اگر میں تمہیں نہ دیکھوں تو تیری راہ پر ہی مر جاؤں۔ ایک ہی دفعہ زندگی کی شرمندگی سے رہائی پا جاؤں۔

3- ترجمہ: جس جگہ تو گیا ہے' وہاں سے تو نے سلام تک نہیں بھیجا اور ہوا کے ہاتھ اس جگہ کی خاک کو بطور نشانی بھی ارسال نہیں کیا۔

4- ترجمہ: تو چلا تو گیا لیکن تیری تمنا میں میری جان لبوں پر آ گئی۔ اگر تو چاہتا ہے کہ میں زندہ رہ جاؤں تو ہو سکے تو واپس آ جا۔

5- ترجمہ: اے سلامت رہنے والے میرے آقا تو اس وقت مستی کے عالم میں ہی سو رہا ہے تو فراق کی اس رات میں میرے حالات کس طرح جان سکتا ہے۔

6- ترجمہ: اس بدبختی اور ناکامیابیوں کی وجہ سے خسرو کی تمام تر آرزوئیں برباد ہو گئیں اور جوانی کا سرمایہ بھی ضائع ہو گیا۔

غزل...... 221

1- چو کار جہان نیست جز بیوفائی
درو با اُمید وفا چند پائی

2- رہا کن، چرا میکنی قصر و ایوان؟
بہ جائے کہ نبود امید رہائی

3- اگر آدمی غرقہ گردد بہ دریا
ازآن بہ کہ با کس کند آشنائی

4- اگرچہ بسے دردہا ہست، لیکن
جداگانہ دردے ست درد جدائی

5- چو دیدی کہ ہستی بقائے ندارد
ز ہستی چہ لافی دراین لابقائی؟

6- مرو بہر مشتے درم نزد ہر خس
مکن خدمت گاو چون روستائی

7- بہ جیب فلک، خسروا، دست در کن
بہ ہر جا چو دونان چہ دامن کشائی؟

شعر نمبر 1 لغت:

پائی: پائیدن مصدر کے معنی ہیں: پائیدار ہونا، ٹھہرنا، مضبوط باقی رہنا۔

ترجمہ: جب اس جہان کا کام سوائے بے وفائی کے اور کچھ بھی نہیں ہے تو پھر تو کس حد تک اس ناپائیدار دنیا میں وفا کی اُمید رکھتا ہے۔

2- لغت:

رہا کن: چھوڑ دے۔ رہائی: آزادی۔

ترجمہ: تو چھوڑ دے یہ سب کچھ کیوں بڑے بڑے محل اور ایوان بناتا جا رہا ہے۔ بالخصوص اس جگہ پر جہاں پر آزادی کی اُمید تک نہیں ہے۔

3- ترجمہ: اگر کوئی آدمی دریا میں ڈوب جائے تو وہ اس شخص سے بہتر ہے کہ اُس نے کسی سے دوستی کر لی۔

4- ترجمہ: اگرچہ دُکھ بہت اقسام کے ہیں لیکن درد جدائی ایک علیحدہ نوعیت کا درد ہے۔

5- ترجمہ: جب تو نے دیکھ لیا کہ اس عالم وجود کو بقا اور ہمیشگی حاصل نہیں ہے اور اس ناپائیدار دنیا میں ڈھینگیں مارنے سے کیا فائدہ!

6- ترجمہ: محض مٹھی بھر درموں کی خاطر ہر کسی کمینے کے پاس مت جا اور ایک دیہاتی کسان کی مانند ایک گائے کی خدمت مت کرتا رہ۔ (یعنی چند سکوں کی خاطر کسی بھی کمینے کی خوشامد مت کر۔ اپنی عزت نفس کو ہمیشہ مدنظر رکھ۔)

7- ترجمہ: اے خسرو! آسمان کی جیب میں ہاتھ ڈال۔ کمینوں کی طرح تو کیا ہر جگہ دامن پھیلائے پھرتا ہے۔

◄ ►

غزل...... 222

1- اے چہرۂ زیبای تو رشک بتان آزری
ہرچند و صفت میکنم، در حسن ازآن زیبا تری

2- ہرگز نیاید در نظر نقشے ز رویت خوبتر
شمسی ندانم یا قمر، حوری ندانم یا پری

3- آفاق را گر دیده ام، مہر بتان ورزیده ام
بسیار خوبان دیده ام، اما تو چیز دیگری

4- اے راحت و آرام جان، با قد چون سرو روان
زینسان مرو دامن کشان، کآرام جانم می بری

5- عزم تماشا کرده ای، آہنگ صحرا کرده ای
جان و دل ما برده ای، این است رسم دلبری؟

6- عالم ہمہ یغمای تو، خلقے ہمہ شیدای تو
آن نرگس رعنای تو آورده کیش کافری

7- خسرو غریب است و گدا، افتاده .در شہر شما
باشد کہ از بہر خدا سوی غریبان بنگری

شعر نمبر 1 لغت:

چہرۂ زیبای تو: تیرا خوبصورت چہرہ۔ بتان آزری: وہ خوبصورت مجسمے جو حضرت ابراہیمؑ کے زمانے میں بتکدہ میں موجود تھے۔ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر تھا جو بت تراش تھے حالانکہ اصل میں آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا تھے۔ زیبا تری: تو زیادہ خوبصورت ہے۔

ترجمہ: اے میرے محبوب تیرا خوبصورت چہرہ اُن حسین بتوں اور مجسموں سے بھی زیادہ دلکش ہے جو آزر نے اپنے

بتکدہ میں تیار کر کے رکھے ہوئے تھے۔ میں تیری کتنی بھی صفات بیان کروں، کم ہیں۔ حقیقتاً تو اُن سب حسینوں سے زیادہ خوبصورت ہے۔

2۔ ترجمہ: تیرے چہرے سے زیادہ خوبصورت چہرہ مجھے ہرگز نظر نہیں آتا۔ تیرے سامنے سورج، چاند، حور اور پری کی کیا حیثیت ہے۔ (یعنی تو چاند اور سورج سے زیادہ روشن اور حور اور پری سے زیادہ نازک اور حسین ہے۔)

3۔ لغت:

آفاق: کئی آسمان، دنیا کی اطراف۔ گردیدہ ام: میں نے پھرے ہیں۔ مہر بتان ورزیدہ ام: بہت سے حسینوں سے محبت اختیار کی ہے۔

ترجمہ: میں دنیا کی بہت سی اطراف میں گھوما پھرا ہوں۔ میں نے بہت سے حسین لوگوں سے محبت اختیار کی ہے۔ میں نے بہت سے حسین دیکھے ہیں لیکن تو کوئی اور ہی چیز ہے۔ یعنی تو دنیا بھر میں ایک منفرد اور لاثانی حسین معشوق ہے۔

4۔ ترجمہ: اے میری جان کی راحت! اے میری جان کے آرام۔ تو اپنے چلتے پھرتے سرو کے قد کی طرح اپنا دامن پھیلائے اس طرح مت ٹہل کیونکہ اس طرح تو میری جان کا امن وسکون چھین کر لئے جا رہا ہے۔

5۔ ترجمہ: تو نے ارادہ کرلیا ہے کہ دنیا کو (عشق کا) تماشا دکھا دے۔ تو نے صحرا کو چلے جانے کا ارادہ کرلیا ہے۔ تو نے ہماری جان اور ہمارا دل لے لیا ہے۔ کیا یہی رسم محبت ہے۔ کیا دل چرانے کی رسم کچھ ایسی ہی ہے۔

6۔ لغت:

یغمای تو: تیری لوٹ مار۔ کیش: عادت، مذہب، دین۔

ترجمہ: (اے میرے محبوب) یہ سارا جہان تیری تاراج کی زد میں ہے۔ تمام دنیا کی خلقت تیری شیدا ہے۔ تیری اُن خوبصورت نرگسی آنکھوں نے کافری (مراد معشوقوں کی سی) عادات اپنا لی ہیں۔ یعنی تو نے اپنے حسن و دلکشی کی بنا پر پوری دنیا کو لوٹ لیا ہے۔ تیری آنکھوں نے معشوقوں کی سی ایمان لوٹنے والی عادات اپنا لی ہیں۔

7۔ لغت:

غریب: مسافر۔ افتادہ: گرا پڑا۔ باشد کہ: شاید۔

ترجمہ: (اے محبوب) خسرو ایک مسافر ہے اور فقیر ہے اور تمہارے شہر میں گرا پڑا ہے۔ شاید کہ اللہ کے واسطے ان مسافروں کی جانب تو ایک نظر دیکھ لے۔

غزل...... 223

1- ز رحمت چشم بر چاکر نداری
نداری رحمت، اے کافر، نداری

2- دلم بردی و خوشتر آنکہ گر من
بگویم بیدلم، باور نداری

3- مگو در من مبین، در دیگران بین
کہ مثل خویش در کشور نداری

4- بہ پشت پای خود بنگر کہ وقت است
از این آئینۂ بہتر نداری

5- کلہ را کج منہ چندین بر آن سر
کہ تا با ما کجی در سر نداری

6- چو دل برداشتن اندیشہ ات بود
چرا سنگے بہ کشتن بر نداری؟

7- حدیث خسرو اندر گوش میکن
ز بہر گوش اگر گوہر نداری

شعر نمبر 1 لغت:

چاکر: غلام۔ اے کافر: مراد اے معشوق۔

ترجمہ: اے میرے محبوب! تو نے اپنے رحم و کرم کی نگاہ کبھی اس غلام پر نہیں ڈالی۔ اے میرے کافر معشوق تو نے نہیں ڈالی۔

2- ترجمہ: تو میرا دل لے گیا اور کتنی اچھی بات ہے جبکہ میں کہوں کہ میرے پاس میرا دل نہیں رہا۔ پھر تو اس بات کا اعتبار نہیں کرے گا۔

3- ترجمہ: یہ بات مت کہہ کہ میری طرف نہ دیکھ۔ دوسروں کو دیکھ (دراصل) تیری طرح کا حسین محبوب پورے ملک میں نہیں ہے۔

4- ترجمہ: اے محبوب تو اپنے پاؤں کی پشت کو دیکھ کیونکہ اس وقت اس سے بہتر کوئی آئینہ تیرے پاس نہیں ہے۔

5- ترجمہ: اپنے سر پر ٹوپی کو اس قدر ٹیڑھا کر کے مت رکھ کیونکہ جب تک تو ہمارے ساتھ ناراض ہے تو اس ٹوپی کو بھی سر پر نہ رکھ۔

6- ترجمہ: جب تیرا خیال دل کو توڑنے کا ہی تھا تو کیوں نہ ایک پتھر تو نے اپنے پاس رکھا تا کہ تو جان سے ہی مار ڈالے۔

7- ترجمہ: اگر تیرے کان کے لئے کوئی موتی میسر نہیں آتا تو خسرو کی بات کو غور سے سن کر زینت گوش کر لے۔ یعنی خسرو کی بات تیرے کان کے لئے ایک قیمتی موتی کی حیثیت رکھتی ہے۔

غزل...... 224

1- آن دل خراب شد کہ تو آباد دیدہ ای
وان سینہ غم گرفت کہ تو شاد دیدہ ای

2- بازار عیش و خانۂ ہستی و کوی عقل
ویرانہ ہا شد آن ہمہ کآباد دیدہ ای

3- عمرے ست تا بہ دام بلائے اسیر ماند
آن جان نازنین کہ تو آزاد دیدہ ای

4- نزد منٔ اے حسوذ تو چہ ایستی کنون
تا خان و مان دل ہمہ برباد دیدہ ای

5- اے پند گویٔ ہمرہ من در عدم نہ ای
تا از غم ویم علف و زاد دیدہ ای

6- اے مرغ عاشق ار تو بدانستے وفا
در رنج خویش راحت صیاد دیدہ ای

7- خسرؤ بہ بوستان چہ روی دل دگر طرف؟
کاش از نخست در گل و شمشاد دیدہ ای

شعر نمبر 1 ترجمہ: جو دل تو نے کبھی آباد دیکھا ہے۔ وہ تو برباد ہو گیا ہے۔ وہ سینہ جو کبھی تو نے بہت خوش دیکھا ہے۔ اب وہ غمزدہ ہو گیا ہے۔

2- ترجمہ: عقل کا کوچہ وجود کا گھر اور عیش کا بازار جو تو نے کبھی آباد دیکھا ہے۔ وہ سب ویران ہو گیا ہے۔

3- ترجمہ: وہ نازک جان جو کبھی تو نے بالکل آزاد دیکھی ہے۔ وہ تو ایک عمر گزر گئی کہ مصائب میں مبتلا ہو گئی ہوئی ہے۔

4- ترجمہ: اے حسد کرنے والے (اے بدخواہ) جب میرے دل کا تمام سامان اور سرمایہ برباد شدہ تو نے دیکھ ہی لیا

ہے۔اب تو میرے سامنے کیا ہے۔مجھ سے اور کیا لینا چاہتا ہے۔اب کچھ بھی تو نہیں رہا۔

5- لغت:

پند گوی: نصیحت کرنے والا۔ در عدم نہ ای: عدم میں تو نہ ہوگا۔ علف: گھاس' چارہ' جانوروں کی خوراک' خس و خاشاک۔ زاد: آزاد کا مخفف۔

ترجمہ: اے نصیحت کرنے والے تو عدم میں میرے ساتھ نہیں ہوگا جبکہ میں اُس وقت تک اس محبوب کے غم میں خس و خاشاک بن چکا ہوں گا جبکہ تو نے مجھے بالکل آزاد دیکھا ہے۔ (تو نے مجھے بہت ہی آزاد اور خوش حال دیکھا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ تیری جدائی میں جو عدم تک جاری رہنے والی ہے' میں سوکھ کر خس و خاشاک بن گیا ہوں۔)

6- ترجمہ: اے عاشق کے پرندے! اگر تجھے وفا کا علم ہوتا تو اپنے غم میں شکاری کی راحت کو بھی دیکھ لیتا۔یعنی اے عشق کرنے والے' اگر تجھے پتہ ہوتا کہ وفا کیا ہے تو تجھ کو مفارقت کے غم میں بھی اپنے شکاری یعنی معشوق جس نے تمہارا دل شکار کرلیا ہے' کو حاصل ہونے والی راحت کا اندازہ ہو جاتا۔

7- ترجمہ: اے خسرو! گلستان میں پہنچ کر بھی دل کسی دوسری طرف کیونکر جاتا ہے۔کاش کہ شروع ہی سے تو نے گل اور شمشاد کو بغور دیکھ لیا ہوتا۔

◄►

غزل...... 225

1- خواستم زو آبروئے' گفت ''بیہودہ مگوی
عاشقان را زآب چشم خویش باشد آبروی''

2- بر سر خاک شہید عشق حاجت خواستم
گفت ''نام دلبر ما گو' ولے حاجت مگوی''

3- آب چشم شست خون و خون چشم گشت آب
پند گویا' بنگر این خوناب و دست از من بشوی

4- دی بہ بازارے گذشتی' خاست ہوئے آنچنان
جان و دل کردند خلقے گم درآن فریاد و ہوی

5- جان من گم گشت و میجویم' نمی یابم نشان
چون تو در جان منی' بارے چنین خود را مجوی

6- در خرابہای ہجران گر تو در خسرو رسی
در بیابان کے رود بہر رضای تشنہ جوی

شعر نمبر 1 ترجمہ: میں نے اُس سے کچھ عزت اور مقام کی خواہش کی تو اُس نے کہا کہ فضول باتیں مت کرو۔ جو لوگ عاشق ہوتے ہیں' اُن کی آبرو اُن کی آنکھوں سے بہنے والے پانی سے ہوتی ہے۔ (یعنی جب کوئی عاشق جس قدر زیادہ روتا ہے وہ اسی قدر زیادہ آبرومند ہوتا ہے۔)

2۔ ترجمہ: جب میں نے عشق کے شہید کے سر کی خاک کی تمنا کی تو وہ بولا: تم صرف ہمارے دلبر کا نام بیان کرتے جاؤ لیکن اپنی ضرورت کے بارے میں کچھ نہ کہو۔

3۔ ترجمہ: میری آنکھوں سے بہنے والے پانی نے خون بھی دھو ڈالا اور میری آنکھ کا خون اب پانی بن گیا۔ اے نصیحت کرنے والے' خون کے آنسوؤں کی اس روانی کو دیکھ اور میرے طرف سے ہاتھ دھو ڈالو۔ (بس میری طرف سے اب تو نا اُمید ہو جا' مجھے چھوڑ دے۔)

4۔ ترجمہ: کل تو بازار میں سے گزرا تو اس طرح کی ہوک اُٹھی کہ اُس درد بھری فریاد کی آواز میں لوگوں کے جان و دل گم ہو کر رہ گئے۔

5۔ ترجمہ: میری جان گم ہو گئی۔ میں تلاش کر رہا ہوں۔ مجھے اس کا کوئی نشان تک نہیں ملتا۔ جب تو میری جان میں موجود ہے تو کبھی بھی اس طرح خود کو تلاش مت کر۔

6۔ ترجمہ: جدائی کی تکلیفات میں اگر تو خسرو تک پہنچے گا تو ایک پیاسے کی خاطر پیاس بجھانے کے لئے بیابان میں کس طرح جائے گا۔

غزل 226

1- چہ کردم کآخرم فرمان نکردی
بدیدی دردم و درمان نکردی

2- ز ہجران تو کفرے ہست برمن
شب کفر مرا ایمان نکردی

3- بہ دشواری برآمد جانم از تن
ببردی جان من' آسان نکردی

4- بہ گریہ خواستم وصلت دراین ملک
گدای خویش را سلطان نکردی

5- بہ کویت آرزومندان فزودند
نگاہے جانب ایشان نکردی

6- ترا گفتم کہ یک روزے مرا باش
برفتی از من و فرمان نکردی

7- دلم بردی و گفتی خواہمت داد
چو رفتی' بیش یاد آن نکردی

8- ندیدی عیش خسرو تلخ ہرگز
بہ حلوای لبش مہمان نکردی

شعر نمبر 1 ترجمہ: میں نے کہا کیا کہ تو نے میرے انجام کا فرمان جاری نہ کیا۔ تو نے میرے درد کو تو دیکھ لیا لیکن اس کا علاج نہ کیا۔

2- ترجمہ: تیری جدائی سے مجھ پر کفر لازم آ گیا ہے۔ تو نے میری کفر بھری رات کو ایمان میں تبدیل نہیں کیا۔ (یعنی مفارقت کو وصل میں نہیں بدلا۔)

3- ترجمہ: بڑی مشکل سے بدن میں سے میری جان نکلی۔ تو میری جان لے گیا۔ یہ تو نے میرے لئے کوئی آسانی والی بات نہیں کی۔

4- ترجمہ: میں نے اس ملک میں رو رو کر تیرا وصل چاہا ہے۔ تو نے اپنے گدا کو بادشاہ نہیں بنایا ہے۔ (وصل ہو جاتا تو یہ روتا ہوا گدا ایک ہنستا ہوا بادشاہ بن جاتا۔)

5- ترجمہ: تیرے کوچے میں تیرے چاہنے والوں کا بہت اضافہ ہو گیا ہے لیکن تو نے اُن کی جانب ایک نظر تک نہ کی۔

6- ترجمہ: تجھے میں نے کہا تھا کہ ایک دن میرا بھی بن جا تو اُٹھ کے چلا گیا اور کوئی بات نہ کی۔

7- ترجمہ: تو نے میرا دل لے لیا اور کہا کہ میں (اپنا دل) تم کو دوں گا۔ جب تو چلا گیا تو اس کے بارے میں کبھی کوئی یاد تک نہیں کی۔

8- ترجمہ: تو نے خسرو کی عیش کو اس قدر تلخ کبھی نہ دیکھا ہو گا کیونکہ تو نے کبھی اس کو اپنے ہونٹوں کی مٹھاس کا مہمان بنا کر تواضع نہ کی۔

◄ ►

غزل...... 227

1- شتر بانا' دمے محمل میارای
رہا کن تا ببوسم ناقہ را پای

2- نہادند آشنایان بار بر دل
دلم رفتہ ست و بارش ماند برجای

-3 روان شد محمل و جانم بہ دنبال
جرس می نالد و من میکنم وای

-4 ندیدم رہ چو غایب شد ز چشم
غبار بختیان دشت پیمای

-5 تو اے کت بر شتر آب حیات است
بہ وادی تشنہ می میرم بخشای

-6 بیابان پیش چشم گشت تاریک
مہ محمل نشینم پردہ بکشای

-7 دلم چون ہمرہش شد گویش اے باد
کہ جان ہم میرسد تعجیل منمای

-8 رسید آن ماہ چون خسرو بہ منزل
تو رہ می بین و رُو بر خاک می سای

شعر نمبر 1 لغت:

شتربانا: اے اونٹ کو پکڑ کر آگے آگے جانے والے ڈاچی والیا۔ دمے: جس وقت۔ میارای: تو سجاتا ہے۔
رہا کن: اس کو چھوڑ دے۔ ناقہ: اونٹ' اونٹنی۔
ترجمہ: اے اونٹ کو پکڑ کر آگے آگے جانے والے (او ڈاچی والیا) جس وقت تو محمل کو سجا لے تو تھوڑی دیر کے لئے اس کو چھوڑ دے تا کہ میں اس اونٹ کے پاؤں چوم لوں۔ (اس لئے کہ اس اونٹنی کے محمل پر میرے محبوب نے بیٹھنا ہے۔)

2- لغت:

آشنایان: دوست' جان پہچان والے۔ بار: بوجھ۔ بارش: اُس کا بوجھ۔
ترجمہ: دوستوں نے تمام تر بوجھ میرے دل پر رکھ دیا۔ میرا دل تو چلا گیا اور بوجھ اپنی جگہ پڑا رہا۔ (جان پہچان والے حضرات نے بارِ عشق کو دل پر لاد دیا لیکن دل کہاں رہ گیا تھا۔ وہ تو محبوب کے ساتھ چلا گیا۔ اب یہ بوجھ مفارقت بن کر یہاں ہی رہ گیا ہے۔)

3- لغت:

بہ دنبال: اس کے پیچھے پیچھے۔ جرس: وہ گھنٹی جو کارواں کے آگے آگے چلتے ہوئے بجائی جاتی ہے۔ وای: فریاد' واویلا' ہائے ہائے۔

ترجمہ: محمل تو روانہ ہوگئی اور میری جان بھی اس کے پیچھے پیچھے' کارواں کی گھنٹی اپنی جگہ رو رہی ہے۔ میں اپنی جگہ واویلا اور فریاد کر رہا ہوں۔

4- لغت:

بختیان: طاقت ور اونٹ' وہ اونٹ جو عربی اونٹنی اور عجمی اونٹ سے پیدا ہوں۔ چونکہ اس قسم کی نسل پہلے پہل بخت نصر بادشاہ نے پیدا کرائی تھی اس لئے ایسے اونٹ کو بختی کہنے لگے۔

ترجمہ: مجھے کوئی بھی راستہ نہ دکھائی دیا۔ جب صحرا میں چلنے والے اُن طاقت ور اونٹوں کا غبار راہ نظروں سے غائب ہو گیا۔

5- ترجمہ: اے میرے محبوب تو جب اونٹ پر سوار ہے۔ تیرے لئے تو آب حیات ہے۔ اِدھر میں پیاس کی وادی میں مرتا جا رہا ہوں۔ (میری حالت پر) رحم کر۔

6- ترجمہ: میری آنکھوں کے سامنے جو بیابان ہے' وہ بالکل تاریک ہوگیا ہے۔ اے میرے محبوب جو محمل میں بیٹھا ہوا ہے' ذرا پردہ ہٹا۔ (تاکہ میں تمہارے دیدار سے پھر سے دیدہ ور بن جاؤں۔)

7- لغت:

تعجیل: جلدی۔ منمای: مت دکھا' مت کر۔

ترجمہ: اے باد صبا! اُس کو کہہ دے کہ میرا دل اس کے ساتھ ساتھ تو جا ہی رہا تھا لیکن اب میری جان بھی اس کے پاس پہنچ رہی ہے۔ جلدی نہ کرنا۔ ذرا آہستہ آہستہ چلنا تاکہ دل کے ساتھ اُس تک میری جان بھی پہنچ جائے۔

8- ترجمہ: اے خسرو! جب وہ چاند (تیرا معشوق) اپنی منزل کو پہنچ گیا تو بس اب تو صرف راہ ہی دیکھتا رہ اور خاک پر منہ رگڑتا رہ۔ تیرے معشوق نے جہاں پہنچنا تھا' پہنچ گیا تو بس اس کی راہ دیکھتا رہ۔

◄ ►

غزل 228

1- آنکہ جان گویند خلقی آن توئی
وانکہ شیرین تر بود از جان توئی

2- شہر دل ویران شد از بیداد تو
ورچہ ویران تر شوذ سلطان توئی

3- از گران جانی من جانا مرنج
چون درون جان من پنہان توئی

-4 در بلای فتنه نتوان زیستن
دیر زی گرچه یکی ذیشان توئی

-5 درد خسرو ہر زمان افزوں تر است
از کہ گیرم عیب چون درمان توئی

شعر نمبر 1 ترجمہ: لوگ جس کو جان کہتے ہیں' وہ تو ہی ہے۔ وہ جو کہ جان سے بھی زیادہ شیریں ہے وہ صرف تو ہی ہے۔

2- ترجمہ: تیری بے انصافی کی وجہ سے دل کا شہر ویران ہو گیا اور پھر کیا ہے۔ جو اور بھی ویران ہو جائے جبکہ اس کا بادشاہ تو ہی ہے۔

3- ترجمہ: میری جان کی گرانی سے تو رنجیدہ نہ ہو جانا کیونکہ میری جان کے اندر بس تو ہی چھپا ہوا ہے۔

4- ترجمہ: اس فساد و فتنہ کی مصیبت میں زندہ نہیں رہا جا سکتا۔ تو دیر تک زندہ رہے اگر چہ تو ایک شان و شوکت والا شخص ہے۔

5- ترجمہ: خسرو کا درد تو ہر گھڑی بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ جب میرے درد کا درماں بھی تو ہی ہے تو میں کس سے گلہ کروں۔

——◄ ►——

غزل...... 229

-1 ای فتنہ ز چشم تو نشانی
بالاے تو آب زندگانی

-2 دود از دل عاشقان برآرد
حسن تو ز آتش جوانی

-3 ہر شب منم و خیال زلفت
شبہای دراز و پاسبانی

-4 من خواہم داد جان بہ عشقت
ہر چند تو قدر آن ندانی

-5 خسرو کہ بمرد زندہ گردد
گر دم دہدش مسیح ثانی

شعر نمبر 1 ترجمہ: فتنہ تیری آنکھ کی نشانی ہے۔ تیرا بلند قد آب زندگانی ہے۔

2- ترجمہ: تو عاشقوں کے دلوں کو جلا کر اُن سے دھواں نکال رہا ہے۔ تیرا حسن تیری جوانی کی آگ ہے۔
3- ترجمہ: ہر رات کو میں ہوں اور تیری زلف کا خیال ہے۔ راتیں لمبی ہیں اور پاسبانی جاری ہے۔
4- ترجمہ: میں تیرے عشق میں جان دے دوں گا۔ اگرچہ تو اُس (قربانی) کی قدر و قیمت نہیں جانتا۔
5- ترجمہ: اگر مسیح ثانی (مراد معشوق و محبوب) دم پھونک دے تو وہ خسرو جو مر گیا تھا' دوبارہ زندہ ہو جائے۔

غزل...... 230

1- ای کاش مرا با تو سروکار نبودی
تا دیدہ و دل ہر دو گرفتار نبودی

2- برداشتمی این دل در گوشہ فتادہ
گر از غم و اندیشہ گرانبار نبودی

3- مردم ز جفای تو و کس زندہ نماند
در عالم اگر یار وفادار نبودی

4- دشوار شد احوال من و دوست نداند
گر دوست بدانستی' دشوار نبودی

5- خسرو اگرت دیدہ بخوبان نفتادی
از غمزۂ خوبان دلت افگار نبودی

شعر نمبر 1 ترجمہ: کاش کہ مجھے تجھ سے کوئی سروکار نہ ہوتا۔ میرا دل اور میری آنکھیں تیری محبت میں گرفتار نہ ہوتیں۔
2- ترجمہ: کسی کونے میں پڑے ہوئے اس دل کو میں خود ہی اُٹھا لاتا۔ اگر میں تیرے غم و فکر میں گرانبار نہ ہوتا۔
3- ترجمہ: اس دنیا میں اگر وفادار دوست نہ ہوتے تو میں بھی مر جاتا اور کوئی دوسرا بھی زندہ نہ رہتا۔
4- ترجمہ: میرے حالات بہت زیادہ دشوار ہو گئے اور دوست کو اس بات کا علم نہیں ہے۔ اگر دوست کو پتہ چل جاتا تو میرے لئے کوئی مشکل نہ تھی۔
5- ترجمہ: خسرو! اگر تو خوبصورت معشوقوں پر نگاہ نہ ڈالتا تو اُن کے غمزوں سے تیرا دل کبھی زخمی نہ ہوتا۔

غزل...... 231

1- رخ خوبت بہ چہ مانذ، بہ گلستان و بہاری
چشم مست تو بدان نرگس رعنای خماری

2- میروی در رہ و میگردد جان گرد سر تو
ہم بدان گونہ کہ گرد سر گل باشد خاری

3- تیغ بگذار کہ بارے حق عشقت بگذرام
گر نہ آئی تو کہ با ما حق صحبت بگذاری

4- شادمانم بہ غمت گرچہ دل سوختہ خون شد
شاد بادا دل تو گرچہ ز ما یاد نیاری

5- صید آن چشم شدمٔ گر کشدم نیست ملامت
گر بجویند ز ترکان دیت خون شکاری

6- اے خیال رخ آن یار جدا ماندہ درین دل
او چو مہمان نرسدٔ خانہ بہ صورت چہ نگاری؟

7- اے کہ بے فایدہ پندم دہیٔ آن رُوی ندیدہ
گر ببینش تو ہم گوش بہ آن پند نداری

8- آ بگینہ ست دل نازک بے طاقت خسرو
بشکندٔ وہ کہ چنین گر تو ز دستت بگذاری

شعر نمبر 1 ترجمہ: تیرا حسین چہرہ کس کی مانند ہے۔ گلستان اور بہار کی مانند۔ تیری مست نگاہ تو ایسی ہے کہ بس سمجھ لے کہ کسی شرابی کی مخمور نرگسی نگاہیں ہیں۔

2- ترجمہ: تو راستے میں چلا جا رہا ہے اور جان تیرے وجود کے گرد ہوتی جا رہی ہے۔ بس یوں جان لے کہ جیسے کسی پھول کے قریب کوئی کانٹا سا ہو۔

3- ترجمہ: اگر تو ہمارے ساتھ حق صحبت گزارنے کے لئے نہ آئے (تو کم از کم اتنا تو کر) کہ تو تیغ کو ہاتھ سے چھوڑ دے تاکہ میں ایک دفعہ تیرے عشق کا حق ادا کر دوں۔

4- ترجمہ: اگرچہ میرا جلا ہوا دل خون ہو گیا ہے۔ میں پھر بھی تیرے غم میں خوش ہوں۔ خدا کرے تیرا دل ہمیشہ خوش رہے۔ اگرچہ تو نے ہمیں کبھی یاد نہیں کیا۔

5- ترجمہ: میں اس آنکھ کا شکار ہو گیا ہوں کہ اگر وہ مجھ کو مار بھی ڈالے تو مجھے کوئی ملامت محسوس نہیں ہو گی۔ اگر لوگ

مجھ کو ان ترکان سے تلاش بھی کر لیں تو اس کی دیت شکاری کا خون ہوگا۔

6- ترجمہ: اُس جدا ہو جانے والے دوست کے چہرے کا خیال اس دل میں مہمان بن کر بھی نہیں آتا۔ تو اس گھر کو کس غرض سے سجاتا اور سنوارتا جا رہا ہے۔

7- ترجمہ: اے شخص! تو بالکل بے فائدہ مجھے نصیحت کرتا جا رہا ہے۔ تو نے تو وہ چہرہ دیکھا ہی نہیں۔ اگر تو اس کو دیکھ لے تو اُس کی کسی نصیحت پر تو بھی کان نہ دھرے۔

8- لغت:

آ بگینہ: بلور کا بنا ہوا شراب کا جام' شیشے کا پیمانہ۔ وہ: آہ' کیا' واہ۔ ز دستت بگذاری: اگر تو اس کو اپنے ہاتھ سے چھوڑ دے۔

ترجمہ: کمزور خسرو کا نازک دل شیشے کا ایک پیمانۂ جام ہے۔ آہ! ایسا نہ ہو کہ اگر تو اس کو اپنے ہاتھ سے چھوڑ دے تو وہ ٹوٹ جائے۔ یعنی خسرو کا دل بہت نازک ہے۔ بلور کے جام کی مانند شیشے کا ایک پیمانہ ہے۔ اگر ذرا سا بھی اس کو کسی نے ہاتھ سے چھوڑ دیا تو دل ٹوٹ جائے گا اور ٹوٹے ہوئے شیشے کے ٹکڑوں کی طرح بکھر جائے گا۔

——◄►——

غزل...... 232

1- اے باد سلام دلم آنجا برسانی
بوسے ز لبم بر کف آن پا برسانی

2- یکبار رسانیش سلام ہمہ عشاق
صد بار ازآن من تنہا برسانی

3- بسیار بگردیش ز ما گرد سر آنگاہ
صد سجدۂ فرشش ز سر ما برسانی

4- این پیرہن چاک بہ خون غرقہ کہ دارم
پنہان ببری از من و پیدا برسانی

5- دیرینہ پیامے کہ برون دادہ ام از دل
پروردہ بہ خونہای دل آنجا برسانی

6- کردیم بہ خوناب جگر نقش بہ چہرہ
این قصہ بہ آن یوسف دلہا برسانی

7- گر بر سر خسرو گذری' دوست' همانا ک
عمر وے ز امروز بہ فردا برسانی

شعرنمبر 1 ترجمہ: اے ہوا' میرے دل کا سلام وہاں پہنچا دے۔ میرے ہونٹوں کے بوسے اُس (محبوب) کے پاؤں کے تلووں تک پہنچا دے۔

2- ترجمہ: تو تمام عشاق کا سلام ایک ہی مرتبہ پہنچاتی ہے لیکن مجھ اکیلے کی جانب سے اس کو سو بار پہنچا دے۔

3- ترجمہ: تو اس کے گرداگرد بہت چلتی ہے۔ اس وقت ہماری طرف سے بھی ہمارے سر کی جانب سے اس کو سینکڑوں فرض سجدے پہنچا دے۔

4- ترجمہ: خون سے بھری ہوئی یہ پھٹی ہوئی قمیض جو میرے پاس ہے۔ اسے مجھ سے چھپا کر لے جا اور اس کو عیاں طور پر پہنچا دے۔

5- ترجمہ: وہ قدیم پیغام جو مدت سے میرے دل میں موجود تھا' وہ میں نے دل سے نکال لیا ہے۔ اس کو میں نے خون دل سے پروان چڑھایا ہے۔ وہ پیغام اس محبوب کے پاس پہنچا دے۔

6- ترجمہ: ہم نے اپنے جگر کے خون سے چہرے پر نقوش مرتب کر لئے ہیں۔ اس حکایت کو دلوں کے اس یوسف تک پہنچا دیں۔ (مراد خوبصورت و دلآویز محبوب کی خدمت میں پہنچا دیں۔)

7- ترجمہ: اے دوست! اگر تو خسرو کے پاس سے گزر کرے تو اُس وقت فوراً اس کی عمر کو آج سے آئندہ کل تک پہنچا دے۔

◄ ►

غزل...... 233

1- بہ خوبی ہمچو مہ تابندہ باشی
بہ مُلک دلبری پایندہ باشی

2- من درویش را کشتی بہ غمزہ
کرم کردی' الٰہی زندہ باشی

3- جفا کم کن کہ فردا روز محشر
ز روی عاشقان شرمندہ باشی

4- ز غمہای جہان آزاد باشم
اگر تو ہمنشین بندہ باشی

5- جہان سوزی' اگر در غمزہ ائی
شکر ریزی' اگر در خندہ باشی

6- به رندی و به شوخی و به صد ناز
هزاران خان و مان برکنده باشی

شعر نمبر 1 لغت:

به خوبی: خوبصورتی کے لحاظ سے۔ مه تابنده: روشن چاند۔ به مُلک دلبری: دلوں کو لوٹ لینے والے ملک۔ پاینده باشی: تو ہمیشہ قائم رہے۔

ترجمہ: خوبصورتی کے لحاظ سے تو ایک روشن چمکدار چاند کی مانند ہے۔ دلوں کو لوٹ لینے والے ملک میں تو ہمیشہ (خوش وخرم) رہے۔

2- ترجمہ: مجھ درویش کو تو نے ایک غمزے سے ہلاک کر دیا۔ تو نے مہربانی کی۔ خدا کرے تو زندہ رہے۔

3- ترجمہ: جفا تھوڑی کر کیونکہ کل قیامت کے دن عاشق لوگوں کے سامنے تو ضرور شرمندہ ہی ہو گا۔

4- ترجمہ: اگر تو اس غلام کے پہلو میں آ کر بیٹھ جائے۔ تو میں تمام دنیا کے غموں سے آزاد ہو جاؤں گا۔

5- ترجمہ: اگر تو غمزہ زنی کرنے لگے تو سارے جہان کو جلا ڈالے۔ اگر تو ہنسنے پر آ جائے تو ہر طرف مٹھاس ہی مٹھاس پھیلا دے۔

6- ترجمہ: تو نے اپنی نشیلی اداؤں سے، شوخی سے اور سینکڑوں ناز برداریوں سے ہزاروں بڑے بڑے دولت مندوں اور ثروت والوں کو جڑ سے اکھاڑ دیا ہو گا۔

◄ ►

غزل...... 234

1- تو با آن رُو بگو مه را، چه باشی؟
تو با آن رخ بگو شه را، چه باشی؟

2- ببین آئینه و خود را صفت کن
حدیث زُہره و مه را چه باشی

3- دلا، زینسان چه بینالی در آن کوی؟
گدایان شبانگه را چه باشی

4- بمیر اے مرغ تشنه در بیابان
امید ابر ناگه را چه باشی

5- چو سویت، خسروا، دارد جدا گوش
به کویش ناله و وه را چه باشی

شعر نمبر 1 لغت:

چہ باشی: تجھے کیا ہوگا' تیرا اس سے کیا تعلق' تیرے ساتھ کیا ماجرا' تیرا کیا واسطہ' تو کیسا رہے گا' تیرا کیا ہوگا' کیا فائدہ ہے۔ رُخ: شطرنج کا ایک مہرہ ہے جو پیادوں کے ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ شہ: لفظی معنی بادشاہ کے ہیں لیکن شہ بھی شطرنج کے ایک مہرے کو کہتے ہیں۔ جو شطرنج کے کھیل کی جان ہوتا ہے۔

ترجمہ: تو اس محبوب سے بات کر چاند کے ساتھ تیرا کیا واسطہ۔ تو شطرنج کے رُخ کے ساتھ بات کر۔ شہ سے تیرا کیا تعلق۔

2- لغت:

صفت کن: تعریف بیان کر۔ زہرہ: ایک چمکدار ستارے کا نام۔

ترجمہ: تو آئینے کو دیکھ اور اپنی صفت بیان کر۔ زہرہ اور چاند کی باتوں سے تیرا کیا واسطہ۔

3- ترجمہ: اے دل! اس طرح اُس کے کوچے میں کیوں آہ و بکا کر رہا ہے۔ رات کے وقت کے دریوزہ گروں ایسی حالت میں کیا ہوگا۔

4- لغت:

بمیر: تو مر جا۔ مرغ تشنہ: پیاسے پرندے۔ ابر ناگہ: اچانک برسنے والا مینہ۔

ترجمہ: اے پیاسے پرندے تو بیابان میں ہی مر جا تو کیوں اچانک برسنے والے بادل کی اُمید کو دل کے ساتھ لگائے بیٹھا ہے۔ اس سے کیا فائدہ ہے۔

5- لغت:

سویت: تیری طرف۔ دارد جدا گوش: کان کو یعنی دھیان کو ہی الگ رکھتا ہے۔ بکویش: اس کی گلی میں' اس کے کوچے میں۔

ترجمہ: اے خسرو! جب وہ (تیرا محبوب) تیری طرف سے کان کو علیحدہ رکھتا ہے۔ (دھیان ہی نہیں دیتا' توجہ نہیں کرتا) تو اس کے کوچے میں آہ و بکا کرنے سے کیا ہوگا۔ (بے توجہ محبوب کی گلی میں جا کر رونے دھونے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔)

غزل...... 235

1- بیکار دلے باشد کورا نبود دردے
کاہل فرسے باشد کز وے نجہد گردے

2- دردے کہ ز عشق آید' جانم بہ فدای آن
خود جان نبود شیرین بے ذوق چنان دردے

3- از گردش چشمت ہست آوارگی دلہا
تا لعب نفرماید' جنبش نکند نردے

4- شبہا منم و شمعے ہم سوختہ و ہم مست
گہ مردہ و گہ زندہ' آہے و دمے سردے

5- شد وقت گل و روزے فریاد کہ ننشینی
یک دم چو گل سرخے در پیش گل زردے

6- زانکہ کہ غمت در دل چون حرص بخیلان شد
دارم ہمہ شب چشمے چون دست جوانمردے

7- گفتم کہ غمت آخر تا چند خورد خسرو
خندید کہ عاشق را بہ زین نبود خوردے

شعر نمبر 1 لغت:

کورا: کہ او را' کہ اس کو۔ فرسے: گھوڑا۔ نجہد: نہیں اڑتی۔

ترجمہ: وہ دل بالکل بیکار ہے جس میں درد نہیں ہے جس گھوڑے کے چلنے سے گرد نہیں اُڑتی وہ گھوڑا بھی کاہل اور سست ہے۔

2- ترجمہ: جو درد عشق کی وجہ سے اُٹھے اُس پر میری جان قربان۔ وہ جان بھی شیریں نہیں ہوتی جو اس قسم کے ذوق کے درد سے خالی ہو۔

3- لغت:

گردش چشمت: تیری آنکھوں کی گردش۔

آوارگی دلہا: دلوں کی آوارگی۔ لعب: کھیل' بازی۔ نردے: شطرنج کی گوٹی' شطرنج کا مہرہ۔

ترجمہ: (اے محبوب) تیری آنکھوں کی پتلیوں کی گردش سے لوگوں کے دلوں میں آوارگی پیدا ہوتی ہے۔ جب تک بازی کھیلی نہ جائے' اس وقت تک کوئی مہرہ شطرنج کا حرکت نہیں کرتا۔

4۔ ترجمہ: کئی راتوں میں ایک طرف میں ہوں۔ جلی ہوئی شمع ہے۔ وہ بھی مست ہے۔ کبھی مردہ دکھائی دیتی ہے۔ کبھی زندہ، کبھی دردبھری آہیں ہیں۔ کبھی سرد فریاد ہے۔

5۔ لغت:

وقت گل: موسم بہار۔ روزے: ایک دن بھی۔ فریاد: مراد فریاد ہے۔ چو گل سرخ: مراد گلاب کا پھول یعنی معشوق۔ گل زرد: گیندے کا پھول (یعنی عاشق)۔

ترجمہ: موسم بہار گزر گیا' فریاد ہے کہ تو ایک دن بھی ایک لمحے کے لئے گلاب کے سرخ پھول کی طرح ایک گیندے کے زرد پھول کے پاس نہیں بیٹھا۔ (یعنی اے محبوب تو موسم بہار گزر جانے تک بھی اپنے عاشق کے پاس نہیں بیٹھا' افسوس ہے۔)

6۔ ترجمہ: اس وقت جبکہ تیرا غم میرے دل میں اس طرح جاگزیں ہو گیا ہے جس طرح بخیل اشخاص کی حرص۔ میں تو ساری رات اپنی آنکھ اس طرح کھول کر رکھتا ہوں جیسے جوانمرد کا ہاتھ چوکس و ہشیار رہتا ہے۔

7۔ ترجمہ: میں نے کہا کہ آخر کب تک خسرو تیرا غم کھاتا رہے گا۔ وہ ہنس دیا اس لئے کہ کسی عاشق کو زیب نہیں دیتا کہ وہ آرام و طعام سے بآسانی لطف اندوز ہوتا رہے۔

——◄ ►——

غزل...... 236

1- نیست در شہر گرفتار تر از من دگرے
کُبُد از تیر غم افگار تر از من دگرے

2- بر سر کوی تو دانم کہ سگان بسیار اند
لیک بنمای وفادار تر از من دگرے

3- وہ کہ آن رُوی بجز من دگرے را منمای
تا نمیرد ز غمت زار تر از من دگرے

4- شرمسارم ز گران جانی خوذ زانکہ نماند
برسر کوی تو بسیار تر از من دگرے

5- محنت عشق و غم دوری و بدخوئی دوست
نکشد این ہمہ دشوار تر از من دگرے

6- کاروان رفت و مرا بار بلائے در دل
چون روم نیست گران بار تر از من دگرے

7- خسروم بہر بتان کوی بہ کو سر گردان
در جہان نبود بیکار تر از من دگرے

شعر نمبر 1 لغت:

گرفتار: قیدی۔ کبُد: کہ بوُد جو کہ تھا۔ افگار: زخمی، بسمل۔

ترجمہ: پورے شہر میں کوئی اور شخص مجھ جیسا قیدی نہیں ہے کیونکہ میں تو غموں کے تیروں سے پہلے ہی بہت زیادہ زخمی تھا، اب مجھ سے زیادہ کوئی اور بسمل نہیں ہے۔

2- ترجمہ: میں جانتا ہوں کہ تیرے کوچے میں بہت سے کتے ہیں لیکن مجھ سے زیادہ کوئی اور وفادار ذرا مجھے دکھا۔ (یعنی تیرے اردگرد بہت سے لوگ کتوں کی طرح وفاداریاں جتاتے ہوں گے لیکن میں بڑے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ مجھ سے زیادہ کوئی دوسرا شخص تیرا وفادار نہیں ہے۔)

3- لغت:

وہ: خبردار، ذرا دھیان کر، توجہ کر، غور سے سن۔ زارتر: بہت زیادہ بدحال۔

ترجمہ: ذرا غور سے سن کہ تو اپنا چہرہ میرے سوا کسی اور کو نہ دکھانا۔ ایسا نہ ہو کہ تیرے غم میں مجھ سے زیادہ کوئی اور بدحال شخص مر ہی نہ جائے۔

4- ترجمہ: اپنی جان کی سختی کی وجہ سے میں شرمسار ہوں کیونکہ میرے سوا کوئی اور شخص اس قدر زیادہ تیرے کوچے میں نہیں رہا۔ (یعنی ایک مدت مدید سے میں تیرے کوچے میں ہوں اور تیرے دیدار کا منتظر ہوں، کوئی اور شخص اتنا انتظار نہیں کر سکا۔)

5- ترجمہ: عشق میں رنج و آزار، فراق کا غم اور دوست کی بُری عادات کوئی دوسرا شخص ان تمام دشواریوں کو میرے سوا برداشت نہیں کر سکا۔ (صرف میں نے برداشت کی ہیں۔)

6- لغت:

بار بلائے در دل: دل میں جدائی کی مصیبت کا بوجھ۔ چوں روم: میں کس طرح چلوں۔ گراں بار: بوجھل۔

ترجمہ: کارواں چلا گیا اور میرے دل میں جدائی کا بوجھ ڈال گیا۔ میں اب کس طرح چلوں۔ مجھ سے زیادہ اس وقت بوجھ کے تلے آیا ہوا اور کوئی نہیں۔ (یعنی میں بار فراق کے بوجھ میں اس طرح دب گیا ہوں کہ مجھ جیسا کوئی اور شخص اس تکلیف میں نہیں ہے۔)

7- ترجمہ: میں خسرو ہوں (بادشاہ ہوں) خوبصورت معشوقوں، نازنینوں کی تلاش میں کوچہ بہ کوچہ سرگرداں پھر رہا ہوں۔ پوری دنیا میں مجھ سے زیادہ بیکار شخص کوئی نہیں ہے۔

غزل...... 237

1- صبا آمد ولے بوئے ازان گلزار بایستے
چہ سود از بوی گل مارا' نسیم یار بایستے

2- رُخش در جلوۂ ناز است و من از گریہ نابینا
دریغا' دیدہ ھای بخت من بیدار بایستے

3- شبانگاہم کہ چون بے رحمتان می کشت ہجرانش
شفاعت خواہ من آن لعل شکر بار بایستے

4- چہ سودم' زانکہ در کشتن رسد خلقے بہ نظارہ
نگاہے سوی من' زان نرگس بیمار بایستے

5- شراب عشق خوردم' نیست کس کارد بہ سامانم
دلم گر مست شد' بارے خرد ہشیار بایستے

6- در آن ساعت کہ سرو تو من اندر بوستان دیدم
اگر در چشم من گل نیست' بارے خار بایستے

7- ز خوبی ہرچہ باید ناز نینان را ہمہ داری
ولیکن از وفا خالے برآن رخسار بایستے

8- سگان در کوی او شبگرد و خسرو را درو رہ نے
طفیل آن سگان بارے مرا ہم بار بایستے

شعر نمبر 1 لغت:

بایستے: چاہئے تھی' ضرورت تھی' درکار تھی' لازمی تھی' ہونا چاہئے تھا۔

ترجمہ: بادصبا تو آ گئی لیکن چاہئے تو یہ تھا کہ اس سے گلستان کی خوشبو بھی آتی۔ پھول کی خوشبو سے ہمیں کیا فائدہ! ہمیں تو محبوب کی خوشبو چاہئے تھی۔

2- ترجمہ: اس (محبوب) کا چہرہ تو ناز کے جلوے بکھیر رہا ہے اور میں رو رو کر اندھا ہو گیا ہوں۔ افسوس! میری قسمت کی آنکھیں (اندھا ہونے کی بجائے) اس کے دیدار سے بیدار ہو جانا چاہئے تھیں۔

3- لغت:

شبانگاہم: مجھے رات کے وقت۔ چوں رحمتان: بے رحم لوگوں کی طرح۔ می کشت: ہلاک کر رہا تھا۔ ہجرانش:

اُس کی جدائی۔ لعل شکر بار: مٹھاس سے بھرے ہوئے لعل جیسے ہونٹ۔
ترجمہ: راتوں کو اُس کی جدائی مجھے بے رحموں کی طرح ہلاک کر رہی تھی تو اس وقت میری مدد کے لئے میرے اس محبوب کے مٹھاس بھرے لعل جیسے ہونٹوں کی ضرورت تھی۔

4- لغت:

چہ سودم: مجھے کیا فائدہ۔ درکشتن: مار ڈالنے کے لئے۔ زاں نرگس بیمار: مراد اس بیمار نرگس جیسی آنکھوں والے محبوب کی نگاہ۔
ترجمہ: مجھے اس سے کیا فائدہ جبکہ میری ہلاکت کو دیکھنے کے لئے ایک گروہ عام آئے۔ (مجھے مار ڈالنے کے لئے) اس بیمار نرگس جیسی آنکھوں والے محبوب کی میری طرف صرف ایک نگاہ ہی چاہئے۔
5- ترجمہ: میں نے عشق کی شراب پی لی ہے۔ اب کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو میرے حال واحوال کو درست کر دے۔ میرا دل جب مست ہو گیا تو پھر ایک بار کسی ہشیار کی ضرورت ہے۔
6- ترجمہ: اس وقت جب میں نے تیرے سرو (دراز قد معشوق) کو باغ میں دیکھا۔ اس وقت اگر میری آنکھ میں ایک پھول نہیں (تصور گل نہیں) تو ایک بار کانٹا ہی آ جانا چاہئے۔

7- لغت:

زخوبی ہر چہ باید: اچھائیوں میں جو کچھ بھی ہوتا ہے۔ خالے: ایک تل۔
ترجمہ: نازنین حسینوں میں جس قدر خوبیاں ہوسکتی ہیں۔ وہ (اے میرے محبوب) تجھ میں ہیں لیکن اُس کے رخسار پر وفا کا ایک تل بھی چاہئے۔ (یعنی میرے محبوب میں وہ تمام صفات ہیں جو کسی حسین معشوق کے پاس ہونی چاہئیں لیکن میرے خیال میں ایک بات کی کمی ہے کہ اُس کے حسن کو دوبالا کرنے کے لئے وفا کا جذبہ بھی ہونا چاہئے۔)

8- لغت:

شب گرد: کوتوال۔ درورہ نے: اس میں سے گزرنے کے لئے راستہ نہیں۔ بارے: ایک دفعہ۔ بار: اجازت، رخصت۔
ترجمہ: اس کی گلی میں کتے کوتوال کا کام کرتے ہیں اور خسرو کو اُس کوچے میں گزرنے کا کوئی راستہ نہیں۔ اُن کتوں کے صدقے مجھے ایک بار (دوست تک پہنچنے کی) اجازت چاہئے۔

◄►

غزل...... 238

1- من اشک بیدلان را خندہ می پنداشتم روزے
کنون بر می دھد تخمے کہ من می کاشتم روزے

2- ہم اوّل روز کان زلف سیاہم پیش چشم آمد
دل من زد کہ از وے شام گردد چاشتم روزے

3- تو' اے ناخوردہ جام عشق' ہشیاری مکن دعوی
کہ من ہم خویش را ہشیار می پنداشتم روزے

4- دو چشم بر رُخش دادہ بہ کویش در نہم پائے
ہم از خاک درش این رخنہ می انباشتم روزے

5- دل از درد کہن خون گشت و محرومی تختم بین
کز آب دیدہ رازے بر درش بگاشتم روزے

6- تو گر برجای دل داری' مرا گر نیست دل بر جا
مزن بر حال من طعنہ کہ من ہم داشتم روزے

7- ملامت سوخت خسرو را' ہمہ پاداش آن است این
کہ بر اہل ملامت بد ہمی انگاشتم روزے

شعر نمبر 1 لغت:

اشک بیدلان: اُن لوگوں کے آنسو جو کسی کو دل دے بیٹھے ہوں۔ خندہ می پنداشتم: میں مذاق سمجھتا تھا' میں محض اس کو ایک ہنسی جانتا تھا۔ روزے: ایک دن' کبھی' بری دہد تخمے' اُس بیج نے پھل دے دیا ہے۔ می کاشتم: میں نے جو بویا تھا۔

ترجمہ: میں بیدل لوگوں کے آنسوؤں پر کبھی ہنسا کرتا تھا۔ میں اس کو مذاق سمجھتا تھا۔ اب مجھے پتہ چلا کہ جو بیج میں نے کبھی بویا تھا' اس کو پھل لگ گیا ہے۔ (یعنی میں نے خود جب عشق کیا تو درد فراق نے جنم لیا۔ دل گنوانے والوں کا میں پہلے مذاق اُڑایا کرتا تھا۔ اُن کی حالت پر ہنسا کرتا تھا۔ اب مجھے بھی پتہ چل گیا ہے کہ ثمر عشق کس قدر تلخ اور مضحکہ خیز ہوتا ہے۔)

2- ترجمہ: پہلے دن وہ سیاہ زلفیں جب میری آنکھ کے سامنے آئیں اور میرا دل اُن سے ٹکرایا تو میرا صبح سویرے کا روشن دن شام میں تبدیل ہو گیا۔

3- ترجمہ: اے وہ شخص جس نے عشق کا جام نہیں پیا۔ اُس کو چاہیے کہ وہ زیادہ ہشیار نہ بنے کیونکہ کبھی ایک روز میں بھی خود کو بڑا ہشیار سمجھتا تھا۔ (جب سے دل لگایا ہے' ساری ہشیاری جاتی رہی ہے۔)

4- لغت:

انباشتن: بھرنا' پُر کرنا۔

ترجمہ: میں نے اپنی دو آنکھوں کی نظر کو اُس محبوب کے چہرے پر لگا کر اس کے کوچے میں قدم رکھ لیا ہے۔ میں نے اُس کے در کی خاک سے ایک دن یہ رخنہ بھی پُر کر دیا۔

5- لغت:

نگاشتن: لکھنا۔ محرومی بختم بین: میری قسمت کی محرومی دیکھ۔

ترجمہ: دل ایک پرانے درد کی وجہ سے خون ہو گیا اور میری قسمت کی محرومی ملاحظہ ہو کہ میں نے خود ہی اپنی آنکھوں کے آنسوؤں سے یہ سارا راز اس کے دروازے پر لکھ دیا۔ (یعنی دل بڑی مدت سے درد عشق میں مبتلا تھا۔ میں اُس درد کی کراہٹ میں روتا تھا۔ آنسو محبوب کے دروازے پر گرتے تھے۔ اس طرح میرے عشق کا راز اس کے دروازے پر ہی فاش ہو گیا۔)

6- ترجمہ: اگر تیرا دل اپنی جگہ پر قائم ہے تو ادھر میرا دل اپنی جگہ پر نہیں ہے۔ تو میرے حال زار پر طعنہ نہ مار کہ ایک دن میں بھی اپنا دل اس کی صحیح جگہ پر رکھتا تھا۔ (یعنی میرا دل میرے پاس تھا۔ کسی معشوق کو نہیں دیا تھا۔ اب بے دل ہوں۔)

7- لغت:

سوخت: جلا ڈالا۔ پاداش: بدلہ' عوض' جزا۔ انگاشتن: سمجھنا' اندازہ کرنا۔ اہل ملامت: عشاق حضرات۔

ترجمہ: خسرو کو ملامت (عشق) نے جلا ڈالا۔ یہ سب اس بات کا بدلہ ہے کہ میں اہل ملامت کو بھی بُرا ہی سمجھتا رہا تھا۔

غزل...... 239

1- من ترا دارم و جُز لطف توام نیست کسے
در جہانم نبود غیر تو فریاد رسے

2- نفسے بے تو نیارم زدن' اے جان' گرچہ
نکنی یاد من خستہ بہ عمرے نفسے

3- ہر کسے راست ہوائے و خیالے در سر
من بجز فکر و خیال تو ندارم ہوسے

4- غرقہ در بحر غم عشقم و در خون جگر
میرود بے رخت از چشمہ چشم ارسے

5- بیش ازینم چو مگس از شکر خویش مران
کہ تفاوت نکند در شکرستان مگسے

6- بر من دل شدہ ہرچند گزیدی دگرے
بہ وصالت کہ بہ جای تو مرا نیست کسے

-7 بلبل جان من از شوق گلستان رُخت
تا بہ کے صبر کند نعرہ زنان در قفسے
-8 طالب وصل شوٗ از خسرو خوبان' خسرو
کہ من دلشدہ ام' بسکہ چو من نیست بسے

شعر نمبر 1 ترجمہ: میں تو تجھے ہی (اپنا ملجا و ماوا) جانتا ہوں۔ تیری مہربانیوں کے علاوہ میرا اس دنیا میں کوئی بھی میری فریاد سننے والا نہیں ہے۔

2- ترجمہ: اے جان! تیرے بغیر میں ایک سانس بھی نہیں لے سکتا۔ اگر تو مجھ بدحال کو اپنی ساری عمر میں ایک لمحے کے لئے بھی یاد نہیں کرتا۔

3- ترجمہ: ہر شخص کو کوئی نہ کوئی خواہش ہوتی ہے۔ اس کے سر میں کوئی نہ کوئی خیال ہوتا ہے۔ میں تیری ذات کے سوا نہ تو کوئی خیال رکھتا ہوں نہ کوئی خواہش ہے۔

4- لغت:

غرقہ: ڈوبا ہوا۔ ارسے: آنسو۔

ترجمہ: میں غم عشق کے سمندر میں ڈوبا ہوا ہوں اور خون جگر میں میری آنکھوں کے چشمے سے آنسو بے سود و مفاد بہتے جا رہے ہیں۔

5- لغت:

مگس: مکھی۔ مران: مت دور کر دے۔ (راندن دور دھکیل دینا سے فعل امر ہے۔) تفاوت: فرق۔

ترجمہ: تو اس سے زیادہ مکھی کی طرح اپنی مٹھاس سے دور مت دھکیل کیونکہ کوئی مکھی شکر اور شکرستان میں کوئی فرق نہیں کرتی۔

6- لغت:

دل شدہ: جس کا دل جا چکا ہو۔ گزیدی: تو نے چن لیا۔

ترجمہ: مجھ دل گم کردہ کی جگہ تو نے کوئی اور چن لیا ہے۔ میں قسم کھاتا ہوں' تیرے وصال کی کہ میرے نزدیک کوئی اور دوسرا تیری جگہ نہیں آ سکتا۔

7- ترجمہ: تیرے چہرے کے گلستان کے شوق سے میری جان کی بلبل کب تک صبر کرتی رہے گی اور کب تک فریاد کرتی رہے گی۔

8- ترجمہ: اے خسرو! تو حسینوں کے بادشاہوں (معشوق) کے وصل کا طالب رہ کیونکہ میں نے تو دل کھو دیا ہوا ہے اور میرے جیسے زیادہ لوگ نہیں ہیں۔

غزل...... 240

1- دوش میگفت پیر ترسائے
یاد دارم ز مرد دانائے

2- کاندرین دور مے پرستان را
نیست خوشتر ز میکدہ جائے

3- دُرد نوشان و کنج دیر مغان
خلق عالم بہ ہر تماشائے

4- بر سر چار سوی خطہ عشق
نیست خالی سرے ز سودائے

5- زاہد و باغ خلد و ما و حبیب
ہر کسے را بود تمنائے

6- ساقیا' زان قدح کہ می نوشی
جرعہ دہ بہ بے سر و پائے

7- خوش بود جام بادہ نوشیدن
خاصہ از دست مجلس آرائے

8- در تردد گذشت عمر عزیز
ہمچو من نیست مختلف جائے

9- شد ز مہر تو ذرّہ سان خسرو
ہرزہ گردے و باد پیمائے

شعرنمبر 1 ترجمہ: کل مجھے ایک بزرگ آتش پرست کہہ رہا تھا جو اُس دانا مرد کی بات مجھے یاد ہے۔
2- ترجمہ: کہ شراب خوروں کے اس دور میں شراب خانے سے بہتر کوئی اور جگہ نہیں ہے۔
3 ,4- ترجمہ: تلچھٹ پینے والے اور بت خانے کے کونے اور پوری دنیا کے لوگ ہر طرف سے بخوبی دیکھ رہے ہیں کہ عشق کی اس دُنیا کے چاروں طرف رہنے والے جتنے بھی لوگ ہیں' اُن میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کو محبت کی دیوانگی نہیں ہو گی۔
5- ترجمہ: چاہے کوئی زاہد ہو' باغ خلد ہو' ہم ہوں' دوست ہو' ہر ایک کو کوئی نہ کوئی تمنا ضرور ہے۔
6- ترجمہ: اے ساقی! اس شراب کے پیالے سے جس میں تو میخواری کر رہا ہے۔ ایک گھونٹ اس بے سروسامان شخص کو

بھی دے دے۔

7۔ ترجمہ: محفل کو آراستہ کرنے والے حضرات کے ہاتھوں شراب کا ایک جام پینا بہت ہی اچھا لگتا ہے۔

8۔ لغت:

تردد: فکر، سوچ بچار۔

ترجمہ: تمام تر پیاری عمر تو سوچ بچار اور تفکرات میں گزر گئی۔ مجھ جیسی کوئی اور مختلف جگہ نہیں ہے۔

9۔ لغت:

ہرزہ گردے: آوارہ۔

بادپیمائے: یاوا گو، لااُبالی، جھوٹ بکنے والا۔ ذرّہ: وہ باریک ذرّہ جو آفتاب کی روشنی میں سوراخ میں سے نکلتا ہوا دکھائی دیتا ہے اور یہ بہت زیادہ تعداد میں نظر آتے ہیں۔ سان: مانند۔

ترجمہ: تیری محبت کی وجہ سے خسرو اُس ذرّے کی مانند ہو گیا جس کا رُخ بلندی اور سورج کی طرف ہو گیا ہے حالانکہ وہ محض ایک آوارہ اور لااُبالی قسم کا ہوتا ہے۔

تعارف

جناب سید اصغر علی شاہ جعفری بٹالہ ضلع گورداسپور (مشرقی پنجاب) میں بتاریخ 13 جولائی 1932ء شہر کے مشہور سادات خاندان میں پیدا ہوئے۔ والد محترم کا اسم گرامی سید میر فاضل شاہ صاحب تھا۔ ابتدائی تعلیم بٹالہ ہی میں حاصل کی۔ تقسیم ہند کے بعد اپنے والدین کے ہمراہ لاہور تشریف لے آئے اور یہیں مستقل سکونت اختیار کی۔ پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور سے 1957ء میں ایم۔اے اور پنجاب یونیورسٹی لاء کالج لاہور سے 1959ء میں ایل۔ایل۔بی کی ڈگری حاصل کی۔ عملی زندگی کا آغاز سرکاری ملازمت سے کیا۔ اس دوران ایک درسگاہ میں گیارہ سال تک درس وتدریس کے شغل سے بھی وابستہ رہے۔ جسکی بناء پر آپ میں قوت ابلاغ اور قوت تحریر اعلیٰ مدارج کی رفعتوں کو چھونے لگی۔ آپ نے مختلف مضامین میں اعلیٰ درجے کی کتب تحریر کر کے علم دوست حضرات کیلئے فیض رسائی کا سلسلہ شروع کیا۔ زبردست عرق ریزی، تحقیق، التفات اور مسلسل علمی جستجو کے بعد سیاسیات / تاریخ، اسلامیات اور اردو و فارسی ادبیات کے علوم کے پوسٹ گریجوایٹ کی سطح کے طلباء کیلئے بالخصوص اور دیگر علم دوست حضرات کیلئے بالعموم نہایت مفید تصانیف، تالیفات، تراجم، تخلیقات وتشریحات وغیرہ سپرد قلم کیں۔ ایک اندازے کے مطابق آپ نے آج تک تقریباً پچاس سے زائد کتب جن کی مطبوعہ ضخامت بیس ہزار صفحات سے زائد بنتی ہے اور جو مختلف ناشرین حضرات نے مختلف سنین میں شائع کی ہیں۔ لکھی ہیں۔ ذیل میں ان میں سے چند ایک کا ذکر از بس ضروری ہے۔

1- ترجمہ دیوان حافظ شیرازی
2- زبان فارسی جدید
3- شرح اسرار خودی
4- ترجمہ انتخاب نثر ملی
5- ترجمہ انتخاب کشف المحجوب
6- ترجمہ انتخاب مکتوبات ربانی
7- ترجمہ انتخاب ارمغان حجاز
8- ترجمہ انتخاب گلستان سعدی و پیام مشرق
9- ترجمہ انتخاب سیاست نامہ
10- تاریخ ادبیات ایران
11- اقبال باکمال
12- ترجمہ انتخاب ادبیات معاصر
13- مقالات اسلامیہ
14- اسلام اور سائنس
15- اسلام کا معاشرتی نظام
16- اسلام اور جدید سیاسی و عمرانی افکار
17- شعور تنقید
18- امتحان تنقید وادب
19- اردو نظم کا ارتقاء
20- اردو شاعری کلاسیکل عہد میں
21- اردو کا افسانوی ادب
22- حالی اور اکبر کا خصوصی مطالعہ
23- میر تقی میر اور مرزا غالب کا خصوصی مطالعہ
24- اردو زبان اور ہماری ثقافت
25- امتحان اقبالیات
26- تاریخ ایران
27- تاریخ پنجاب
28- تاریخ پاک و ہند
29- تاریخ عہد مغلیہ 1506 تا 1707ء
30- تاریخ نویسی
31- تحریک پاکستان اور اس کا پس منظر
32- مشرق اور مغرب کے سیاسی افکار
33- مملکت پاکستان اور اس کے ادارے
34- مغربی سیاسی افکار
35- عوام جماعتیں اور مؤثر گروہ
36- تقابلی وترقیاتی سیاست
37- ترجمہ وانتخاب رباعیات عمر خیام
38- ترجمہ وانتخاب غزلیات امیر خسرو
39- ترجمہ وانتخاب کلام مولانا عبدالرحمٰن

سرکاری ملازمت سے فراغت کے بعد آپ نے وکالت کا پیشہ اختیار کیا اور آج کل لاہور ہی میں ایک کامیاب ایڈووکیٹ کے طور پر زندگی گزار رہے ہیں۔